انتشار و افتراق میں مبتلا کر دیا جائے۔ ہر صاحبِ عقل اور ذی شعور فرد یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہمارا وہ قول یا فعل جس سے امت میں اختلاف کو ہوا ملے، باہمی ہمدردی ختم ہوتی نظر آئے، الفت کے رشتے کمزور پڑ جائیں، فتنہ پھیلے فرقہ ورانہ کشیدگی بڑھے اور اتحاد بین المسلمین کے مضبوط قلعے میں رخنے پڑ جائیں، حضور اقدس ﷺ کی نگاہِ کرم سے اتر تو سکتا ہے، اس میں آ نہیں سکتا۔ حضور ﷺ کے دل سے دور تو ہو سکتا ہے اس میں سما نہیں سکتا۔ حضور ﷺ کی امت کا دوست ہی حضور ﷺ کا دوست ہے۔ ماشاء اللہ!

امت کی محبت اور خیر خواہی حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت کا اولین ادب ہے اور محبت میں ایسی باتوں کا جیسی ہم ایک دوسرے سے کرتے ہیں، نام تک نہیں۔

نفاق ملت کی ضد اور ملت نفاق پہ نالاں ہے۔
نفاق ختم کر۔ جس طرح بھی ہو، ضرور کر۔

یہ دنیا ممکنات کی دنیا ہے، یہاں کیا نہیں ہو سکتا؟ کوئی ایسا معمہ نہیں جو حل نہ ہو سکے۔ کوئی ایسا عقدہ نہیں جو وا نہ ہو سکے۔ کوئی ایسا راز نہیں جسے کوئی پا نہ سکے، جیسے مقطعات۔ کوئی ایسا نکتہ نہیں جو کھل نہ سکے۔ کوئی ایسا مقام نہیں جو انسان کی زد سے باہر ہو، کوہ قاف بھی نہیں۔ بندے وہاں تک بھی جا پہنچے۔ کوئی ایسی منزل نہیں جو طے نہ ہو سکے۔ کوئی ایسی چوٹی نہیں جو سَر نہ ہو سکے۔ کوئی ایسی وادی نہیں جسے کسی نے عبور نہ کیا ہو۔ کوئی ایسا در نہیں جہاں تک کسی کی رسائی نہ ہو۔ کوئی ایسی الجھن نہیں جسے سلجھایا نہ جا سکے۔ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو دور نہ ہو سکے۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو اور نوعِ انسانی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جسے قرآن حکیم اور سنّتِ رسول اللہ ﷺ حل نہ کر سکیں۔

جب حال یہ ہے تو پھر اتنے بندوں میں کیا کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جو ملت کے انتشار کا تدارک کر سکے ؟ وہ معمولی مسائل جو آج غیر معمولی اہمیت اختیار کر گئے ہیں، کیا ان کا کوئی مناسب حل نہیں ڈھونڈا جا سکتا ؟

کیا ہمیں اِنہی فروعی مسائل میں الجھ کر باہم ٹکراتے رہنا چاہیے ؟

کیا ہمیں اپنی ساری قوت یونہی ضائع کرتے رہنا چاہیے ؟

کیا یہ صورتِ حال اصلاح کی متقاضی نہیں ؟

سنو، وقت پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ اے ملت کے بہی خواہو!

حرکت میں آؤ، اللہ کا برکت والا نام لے کر اٹھو اور نفرتوں کی یہ دیواریں گرانے کی تدبیر کرو۔ بچھڑے ہوؤں کو ملانے کی کوشش کرو۔ گرے ہوؤں کو اٹھانے کی سعی کرو۔ ملت کی بگڑی بنانے کا جتن کرو۔ کوشش تو کرو، کوشش تمہارے ذمے ہے۔ انجام اللہ کے سپرد۔ تمہاری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز

اتحاد بین المسلمین ! زندہ باد

اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ج

(آل عمران : ۱۹۵)

(فرمایا کہ) میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی، تم میں سے، مرد ہو یا عورت۔

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی O (النجم:۳۹)

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَ اَنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ O (العنکبوت:٦٩)

اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی، ہم ان کو ضرور اپنے راستے رکھادیں گے اور
اللہ تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے!
کوشش اللہ کو پسند ہے۔ کوشش کر اور کیے جا۔
ایک مرکز پہ متحد ہو
اجتماعی جدوجہد میں مصروف ہو
اسلام میں تفرقہ بازی کا کوئی جواز نہیں۔
ایک فرقہ پہ متحد ہو اور وہ فرقہ اللہ کا فرقہ ہے۔
وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا
مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔
اتحاد بین المسلمین زندہ باد!

اتحاد ..... موجبِ برکات
اتحاد ..... مِلّی سرمایۂ حیات
اتحاد ..... حل المشکلات

اتحاد کر
اتحاد کا پرچار کر
اکابرینِ ملت شیدائے ملت ہوتے ہیں
ان کی سوچ کا مدار قرآنِ عظیم
فکر کا محور فرقانِ حمید
ذکر کی تیغ رحمان ہوا کرتی ہے

یا شیخ! پھر کیوں اتحاد نہیں کرتے۔ و ما علینا الا البلاغ۔
تم میں ہر شے ہے، عزم نہیں، اتحاد نہیں۔ ان کے بغیر ہر شے لاحاصل۔

اتحاد ... اللہ کا فرمان
حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد
ملت کی پکار ..... اور
وقت کی للکار ہے۔

اتحاد عملاً اسلام : اسلام اصولاً اتحاد

ف : اتحاد ہی میں ایک دوسرے سے محبت اور خیر خواہی ہے۔
میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت وحدت کی علمبردار ہے۔
قومی اتحاد ملت کی جان ہے۔

اللہ ایک
رسول ﷺ ایک
قرآن کریم ایک
دین ایک
قبلہ ایک
نفع ایک
نقصان ایک
پھر ہم کیوں ایک نہیں؟

مسلمانانِ عالم!

قرآنِ کریم اور سنّتِ مطہرہ پہ متحد ہو .....

دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی تمہارے سامنے کوئی طاقت نہیں۔ مطلق نہیں!

متحد ہو، بے شک اتحاد ملت کی جان ہے۔

اتحاد قوت ہے، ہر قوت پہ غالب قوت ماشاء اللہ!

دین کا پیغام ایک دوسرے سے محبت اور خیر خواہی ہے۔

اتحاد میں محبت اور اتحاد ہی میں خیر خواہی ہے۔

محبت کر۔ خیر خواہ بن۔ اور دنیا پہ چھا۔ ماشاء اللہ!

اپنے لیے نہ سہی اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کے لیے متحد ہو جا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دائم و قائم نبوت و رسالت کے لیے متحد ہو جا۔

ملت کی بقا کے لیے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا۔

بے شک اتحاد وقت کی اہم پکار ہے۔

اتحاد بین المسلمین ملت کی حیات اور کفر کی موت ہے۔

کفر مسلمان کے مقامات و القابات سے نہیں، اتحاد سے لرزتا ہے۔

اتحاد کفر کے لیے موت کا پیغام ہے۔

نہ مانو، تو کر کے دیکھو۔

مشرق تیرا، مغرب تیرا، شمال تیرا، جنوب تیرا۔

تو زمین پہ اللہ کا خلیفہ۔ اقوام عالم کا رہنما ہے۔

متحد ہو اور اتحاد کی قوت و برکات کا ظہور دیکھ۔

ملی پیغام کو فنا نہیں ہوتی، زندہ اور قائم رہتا ہے۔
اتحاد بین المسلمین ملی پیغام ہے، ہو کر رہے گا انشاء اللہ!
ملی پیغام وہ ہوتا ہے جو قرآنِ کریم و سنّتِ مطہرہ کی تائید کرے اور قرآنِ کریم و سنّتِ مطہرہ اس کی تصدیق کرے اور رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہے۔
ملّی شکوہ کو قائدِ ملت (رسول اللہ ﷺ) کی حمایت حاصل ہوتی ہے،
کبھی مردود نہیں ہوتا۔
اھلِ وفا کا شکوہ گستاخی پہ نہیں، ناز پہ مبنی ہوتا ہے۔
جب تک کوئی قوم کوئی بھی قوم متحد نہیں ہوتی،
ایک مرکز پہ متحد ہو کر ملی تعمیر میں محو و منہمک نہیں ہوتی،
کماحُقُّہٗ کامیاب نہیں ہوتی۔
ختم الرسل ﷺ کا بنیادی پیغام : "اتحاد بین المسلمین"

○ حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سارے مومن ایک فردِ واحد کی مانند ہیں (یعنی ایک شخص کے جسم کے اعضا کے مانند) جب اس کی آنکھ دُکھتی ہے تو سارا جسم دکھتا ہے اور سر میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کے لیے مانند مکان کے ہے یعنی سارے مسلمان ایک مکان کے مانند ہیں کہ مکان کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتایا کہ سارے مسلمان اِس طرح ملے اور جکڑے ہوئے ہیں۔

○ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی جان سے لوگوں کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔
(ابو ہریرہؓ / ترمذی / نسائی / بخاری)

جب تک تو یہ نہیں کہتا کہ "تیری دنیا میں بسنے والا ہر مسلمان میرا بھائی ہے یارب!" پورا مومن نہیں بنتا۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اپنے کسی بھائی کو کافر کہنا کسی بھی طرح کسی کو روا نہیں۔ ہم نے کسی کافر کو تو کیا مسلمان بنانا تھا، مسلمانوں کو کافر بنا بنا کر رول رہے ہیں۔

جس کلمۂ طیب کو پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے، جب تک اس کلمہ کا منکر نہیں ہوتا، کافر نہیں ہوتا۔

کفر کی حقیقت :

جو اللہ کو اللہ نہیں مانتا، کافر ہے۔
جو اللہ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہ ایمان نہیں لاتا، کافر ہے۔
جو رسالت و نبوت کی جمیع صفات کا معترف نہیں، کافر ہے۔
اور کوئی کافر نہیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

○ جو مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہے تو اگر وہ کافر ہے تو فبہا ورنہ یہ (کافر کہنے والا) کافر ہو جائے گا۔ (ابن عمرؓ / ابو داؤد)

سوچ کر بولا کرو۔ اگر مخاطب اس کا مستحق نہ ہو تو کلمہ کہنے والے پہ لوٹ آتا

ہے۔ کسی کے کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ جب تک کوئی کلمۂ طیبہ کا منکر نہیں ہوتا، کافر نہیں ہوتا۔

اکابرینِ ملت کا ازلی شیوہ اتحاد و محبت ہے۔

مسلمانی کی تمام خصلتیں چھن چکیں، ایک نام باقی ہے، اسے مت چھین۔

اپنے مولائے کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خیر مانگ۔

اللہ میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کردار بلند فرمائے۔ بلند تر۔ آمین!

○ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما۔

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تکلیفیں دور فرما۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ (دس بار)

حضرت معروف کرخیؒ سے روایت ہے کہ جو روزانہ دس بار یہ وظیفہ پڑھے اللھم اصلح ...... الخ وہ ابدالوں میں لکھا جاتا ہے۔

(شرح المواھب اللدنیۃ للزرقانی الجلد الخامس ص ۴۰۰)

ہر شے اپنے محور کے گرد گھوما کرتی ہے۔

دار الاحسان کا محور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور

اتحاد بین المسلمین ہے۔

یہی ہر مذہب کی جان اور یہی وقت کی پکار ہے۔

جس تبلیغ میں میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت جلوہ گر نہیں ہوتی....
شجر ہے مگر اپھل۔
میرے آقا روحی فداہ ﷺ سے محبت ہی دین کی تبلیغ ہے۔
تیری تبلیغ میں سب کچھ ہے، میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت نہیں۔
زبان پہ تو ہے، دل میں نہیں اور تبلیغ کا دارومدار محبت پہ موقوف۔
تیری تبلیغ میں دریا ہے روانی نہیں

موج ہے طغیانی نہیں
پھول ہے مہک نہیں
صدف ہے گوہر نہیں
جوانی ہے جوہر نہیں
بت ہے روح نہیں

تیری تبلیغ میں بت تو ہے روح نہیں اور
روح کے بغیر بت زندہ نہیں، مردہ گردانا جاتا ہے۔بت کی ہر شے فانی۔
جب تک بت میں روح داخل نہیں ہوتی مردہ ہے
روح ہی کی بدولت یہ کائنات رواں دواں ہے۔
جب تک تیری جماعت اور ہر کسی کی جماعت
میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر جلوہ نمائی نہیں کرتی،
بت ہے، روح نہیں۔
اور روح ہی سے بت زندہ اور متحرک ہوتا ہے۔

تیری تبلیغ میں اوامر و نواہی تو ہیں محبت کا نام تک نہیں اور محبت ہی کی برکت سے جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد کی جڑیں اکھڑا کرتی ہیں۔

تبلیغ مقصود ہے تو غیبت مت کر۔

جو بات کہنے سننے والے کو بری لگے اگرچہ سچی ہو، غیبت ہے۔

تو شکوہ کرتا ہے ...... کوئی سودا لینے والا نہیں

ارے سودا تو دیکھ، تیرا سودا خالص نہیں۔

اس میں غیبت، چغلی، جھوٹ، حسد اور کس کس شے کی ملاوٹ نہیں ؟

سوادخالص ہو کیوں نہ بِکے اور کیسے نہ بِکے ؟ گاہکوں کے ٹھٹ لگ جائیں۔

سودا ہے ..... عمدہ نہیں، معیاری نہیں۔

معیاری سودا ..... اپنی تشہیر آپ ہوتا ہے۔

کسی تشہیر کا محتاج نہیں ہوتا۔

اور نہیں تو صرف غیبت اور چغلی سے اپنے سودے کو پاک رکھ۔

قرآن کریم نے فرمادیا :

جناب رسول اللہ ﷺ نے بتادیا۔

بتا پھر کس حکم کا انتظار ہے ؟

دیر مت کر، وعدہ کر اور ابھی کر کہ اب کبھی غیبت اور چغلی نہ کروں گا۔ اگر پھر بھی تیرا سودا نہ بکے جو چاہے کہنا اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔

منہیات تبلیغ کے منافی ہیں، یکسر چھوڑ۔

اگر چھوڑنے کا عزم کرتا ہے تو ابھی چھوڑ۔

منہیات کو چھوڑ کر تو دیکھ! کسی ایک کو ہی چھوڑ تو ترکِ منہیات کا نور تیری دنیامیں اجالا کر دے، ظلمت کو دور کر دے۔

ایک بار کر کے تو دیکھ۔

باتوں کے تو تُو نے پل باندھ دیے، کوئی عمل پیش کر۔

یہی وقت کی ایک اور اہم پکار ہے۔

کون سی ایسی بھلائی ہے جو تم جانتے نہیں ؟

کون سی ایسی برائی ہے جو جانتے نہیں ؟

بھلائی اور برائی کی ہر شے ہر کسی کو معلوم ہے، کرتے نہیں اور کوئی نہیں کرتا۔

ہر کسی کو کہتے ہو، خود نہیں کرتے۔

دین کی تمام باتیں لکھی جاچکی ہیں، جوبات تم جانتے ہو اس پہ عمل کیا کرو۔ اور کیا بتائیں ؟

طریقت کا وہ علم جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلتا اپنے علم پہ عمل کرنا ہے جس علم پہ عمل نہیں کیا جاتا، دنیاو آخرت میں شامت کا موجب ہوتا ہے۔

اے ہمنشیں! جو علم اللہ نے تجھ کو بخشا ہے اس پر عمل کر اور ضرور کر۔ اپنے علم پہ عمل مومن کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور یہی زندگانی کی متاع ہے۔

جس علم پہ عمل کیا جاتا ہے، کایا پلٹ دیتا ہے۔ کن فیکون کا مقام رکھا کرتا ہے اور جذب وسلوک کے تمام مقامات عمل ہی کی بدولت ہیں۔

علم کی انتہا ..... عمل کی ابتدا

سنّت کی اتباع ہر عمل پہ حاوی۔

سنت کی اتباع میں جو عمل اختیار کیا جاتا ہے، کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

کیا تیرے لیے اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ کافی نہیں ؟

قرآنِ کریم اور سنّتِ مطہرہ پہ متحد ہو۔

بعض باتیں فتوٰی میں جائز اور تقوٰی میں منع ہوتی ہیں۔

کسی پہ "حکم" غالب ہوتا ہے اور کسی پہ "محبت"۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت میری تبلیغ کا بنیادی نصاب ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اللہ اللہ تو ہر کوئی کرتا ہے یہاں تک کہ مٹی کے ڈھیلے بھی کرتے ہیں۔ اللہ کے محبوب میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت ہی دین کی اصل اور تبلیغ کی روح ہے۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر جو بھی جماعت اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اللہ کے لیے ..... صرف اللہ ہی کے لیے.... اللہ کی راہ میں نکلتی ہے۔ دعوت کی تمام ادائیں سمٹ کر اس پہ چھا جاتی ہیں۔

اور ہم سب .... اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے ہیں، کسی اور کام کو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔

فقراء کا مذہب اور مسلک حضور اقدس ﷺ کی محبت اور اتباع ہے۔

میں ہر مسلک کا پیرو کار ہوں۔ ہر کسی کی اچھی بات کی پیروی کرتا ہوں۔

فقراء کی کوئی ذاتی جماعت نہیں ہوتی۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت ہی کے پروانے ہوتے ہیں۔ ایک کے سوا ہر در سے بے خبر۔ اپنی ہی لگن میں مگن ہو کر ماسوا سے بیگانے ہوتے ہیں۔ یہی دین کی فطرت اور توحید کی روح ہے۔

فقراء ہمیشہ ایک دوسرے سے محبت سے جب بھی ملتے، محبت و خلوص کی حد کر دیتے۔ ایک دوسرے سے یہی کہتے کہ "تیرا ہی دیکھنا ہے۔ جہاں دیکھا تجھی کو دیکھا ناسُوت میں بھی تو، لاھُوت میں بھی تو" اگرچہ وہ کچھ بھی نہیں ہوتے، محبت، محبت سے راضی ہو جاتی ہے۔

اِس مقام پہ صرف میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پوسٹر لگ سکتے ہیں، کوئی اور نہیں۔

جس بات سے میرے مولائے کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کو فائدہ پہنچے گا، اسی سے اور صرف اسی سے آپ کو بھی فائدہ پہنچے گا اور جس بات سے آپ کو فائدہ پہنچے گا، آپ کے والدین کو بھی پہنچے گا اگرچہ وہ قبروں میں ہوں اور اولاد کو بھی پہنچے گا اگرچہ ابھی پیدا نہ ہوئی ہو۔

امت کے اعمال جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوتے ہیں، سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پہ کیا کچھ گذرتی ہو گی؟ اگر کسی کو اس کا ادراک ہو جائے دم گھٹ کر مر جائے۔

اے میرے نوجوان! تیرا کوئی عمل تیرے مولائے غمگسار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغموم نہ کرے۔

ازبر کر ... میرا یہ قول اور میرا یہ فعل میرے مولا کے حضور پیش ہونا ہے۔

اے کاش! تو دوزخ میں جل کر راکھ بن جاتا، خاک بن جاتا پر اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایسے اعمال پیش نہ کرتا۔

شیطان کسی کا بھی پردہ رہنے نہیں دیتا اگرچہ ستّر پردوں میں مستور ہو۔

شیطان ہی شیطانی اعمال کا پردہ فاش کیا کرتا ہے۔

ہر وہ عمل جو قرآن و سنت کے خلاف ہو شیطانی ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی سے اپنی راہ روشن کر اور قرآن و سنت میں کسی بھی برائی کا نام تک نہیں!

جو راستہ اس راستے کی تائید نہیں کرتا اور جس راستے کی یہ راستہ تصدیق نہیں کرتا، ہمارے نزدیک کوئی راستہ نہیں واللہ! باللہ! تاللہ!

جس نے میرے مولا روحی فداہ ﷺ کا ایک فرمان مجھ تک پہنچایا، میرا مولا ہے، محسن مولا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

اسلام کو جو ناز محدثینؒ پر ہے کسی اور پہ نہیں۔

محدثینؒ نبوت کے مظہر اور اس مے خانے کے بانی و معمار ہیں۔

اگر حدیثِ نبوی ﷺ کو دلہن کی طرح سجا کر محمل میں مستور نہ کیا جاتا تو آج دین بدلا ہوا ہوتا۔ کسی کی کوئی سازش حدیثِ نبوی ﷺ کو مسخ نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ زیر زبر بھی نہ بدل سکی اور اس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ سلف صالحین کے محدثینِ کرام کی خدمات حشر تک اپنے اپنے مقام پہ شہابِ کوکب کی طرح ہمیشہ جگمگاتی اور اندھیرے کو درخشندگی بخشتی رہیں گی۔ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

علم الحدیث رسول مقبول ﷺ

حدیث اللہ کے حبیبِ اقدس ﷺ کا کلام، الستی سبق اور دیوانوں کا سرمایۂ حیات ہے۔ اس کا چھن جانا یا لُٹ جانا تو موت کے مترادف ہے ہی، اس کا کم ہو جانا بھی موت سے کم نہیں۔ سنت کا دارومدار حدیث پر ہے گویا حدیث سنت کی اُمّ ہے۔

ایک سنت ایک نعمت ہے اور یہ نعمت ساری دنیا کی نعمتوں سے کہیں بھاری ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی نعمت سنت کی کسی بھی نعمت کی برابری نہیں کر سکتی، کبھی نہیں کر سکتی۔

اولیائے عظام کا مجاہدہ و مشاہدہ اگرچہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، ایک چھوٹی سی بھی سنت کی برابری نہیں کر سکتا۔ مقام و مقبولیت میں جو درجہ سنت کی اتباع کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں، بالکل نہیں، ہرگز نہیں۔

بلالؓ کا سوز اور اویسؒ کی محبت سنت ہی کے اتباع کے نور کی برکت سے تھی۔ سُنّتِ محمدی ﷺ کی حقیقت سادگی و مساوات ہے۔

حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر روحی فداہ ﷺ کا ایک ارشاد ایک حدیث، ایک حدیث ایک سنت ہے۔

حدیث رسول اللہ ﷺ دین کا منبع ہے تمام دریا اسی منبع سے جاری ہوئے اور قیامت تک پوری آب و تاب سے جاری و ساری رہیں گے۔ نہ کم ہوں گے نہ مند۔

حدیثِ رسول اللہ ﷺ طریقت کی صبوحی ہے۔

تمام پیالے اسی صبوحی سے لبریز ہوئے اور اس سے باہر کوئی شے نہیں۔

و ما علینا الا البلاغ۔

حدیث نبوی ﷺ پہ اے جانِ من کبھی تو نے غور نہیں کیا کہ کیا ہے؟

حدیثِ نبوی ﷺ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس کا انکار کفر ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ دین اسلام کی امین ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ دین اسلام کا خزینہ ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ سے باہر کوئی شے نہیں، بالکل نہیں اور ہے ہی نہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ مے خانۂ نبوت کی صبوحی ہے۔

اِسی میں جمال ہے اور اسی میں جلال۔

اسی میں ہوشمندی ہے اور اسی میں مدہوشی۔

اسی میں وصل ہے اور اسی میں فراق اور

یہی اس کا کمال ہے۔

حدیثِ مطہرہ کی جستجو میں ورق گردانی کبھی ناکام نہیں ہوتی،

مطلوبہ مراد سے فیضیاب ماشاء اللہ!

علم نے عمل کو اور عمل نے علم کو زندگی بخشی۔

علم کا نمونہ محدثین کرامؒ نے دیا اور حد کردی، فقراء نے فقر کا۔

و ما علینا الا البلاغ۔

علم کا نمونہ عمل اور عمل لبدالآباد قائم الدائم۔

جس نے بھی کسی علم کو زندہ کیا، علم نے بھی عامل کو زندہ رکھا۔

محدث حدیث کا عامل ہوتا ہے، ملعون و مردار سے اجتناب اس کی منزل۔

دین پہ لکھنے والوں کی کمی نہیں، کتب خانے بھرے پڑے ہیں۔ اگر لکھنے والے ہی عمل نہیں کرتے تو کیا لکھنا ہوتا ہے؟

مفسرین، محدثین اور مجتہدین نے علم کی شرح عمل سے پیش کی مگر یہ توفیق گنتی کے بندوں کو نصیب ہوئی۔

عمل ہی کی بدولت ان کا کلام نہ صرف زندہ ..... بلکہ زندگی بخش۔

گویا ہر علم کی زندگی عمل سے ہے، کتاب سے نہیں۔

اگر ہم بھی عمل کرتے، کایا پلٹ دیتے۔ ملت کی مردہ رگوں میں خون دوڑنے لگتا۔ ساغر و مینا گردش میں آجاتے۔ مے کدے کے گرد مست منڈلانے لگتے۔ پژمردہ زندگی مخمور ہو کر مسکرانے لگتی۔

یہ امت ساری امتوں میں چنی ہوئی امت ہے۔ اس کے پاس علوم و فنون کے خزانے ہیں۔ قرآن ہے، تفسیر ہے، حدیث ہے، شرع ہے، فقہ ہے، اصول ہے، قانون ہے، منطق ہے، ادب ہے، میزان ہے، تحریر ہے، تقریر ہے، ہر شے ہے لیکن علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت نہیں اور کسی کو بھی نہیں۔ نہ معلم کو ہے نہ متعلم کو۔ نہ ان کو نہ ان کو اگرچہ ہر کوئی اس کا دعویدار ہے۔

جو علم تجھ کو آتا ہے اس پہ عمل کر تا کہ جس علم کا تو متلاشی ہے، عنایت ہو!

جب تک کوئی اپنے موجودہ علم پہ عمل نہیں کرتا، مطلوبہ علم عنایت نہیں ہوتا۔

جو کلام کتاب اللہ کی تصدیق نہیں کرتا اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی تائید نہیں کرتا فتنہ و فساد کا موجب بنتا ہے۔ مٹتے مٹتے مٹ جاتا ہے۔ جو کلام قرآنِ کریم اور سنّتِ مطہرہ کی تصدیق و تائید کرتا ہے ابد الآباد قائم رہتا ہے اور جس بھی کرنے والے نے کسی کلام کا عملی نمونہ پیش کیا ہوتا ہے، اللہ اسے نگار خانۂ دہر میں خَلق کی زبان پر زندہ اور قائم رکھتا ہے۔

عمل کبھی فنا نہیں ہوتا، باقیات الصالحات بن کر زندہ اور قائم رہتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ہر ارشاد ہر زمانے میں بمنزلہ حدیث ہے۔

علم الحدیث کے عالم ہر جا ہیں، عامل کا ملنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا ......

علم الحدیث میں ہر شے ہے۔

یہ قرآن کریم کی وہ کلید ہے جس کے بغیر کوئی بندہ کبھی قرآن حکیم کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتا۔ اسی میں جلال ہے اسی میں جمال۔ جلال ایسا کہ قبر میں مُردوں کو جلادے اور جمال ایسا کہ آن کی آن میں وہاں پہنچادے ......

ایک نے کہا "یہی جلال ہے یہی جمال، یہی خمار ہے یہی سُرور، یہی ہوشمندی ہے یہی دیوانگی، یہی وصال ہے یہی کمال"۔

اس پہ وہ بے حد متاثر ہوئے فرمایا .... اور یہی فلسفہ ہے، ماشاء اللہ!

حدیث ارشادِ مصطفےٰ ﷺ اور سنت کردارِ مصطفےٰ ﷺ ہے

اور جناب رسول اللہ ﷺ کا کردار جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق تھا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

رُوئے زمین پر سنّتِ طیبہ کا جو علم جہاں سے بھی ملے، حاصل کر۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ کی سُنّتِ مطہرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے علوم کا جوہر ہے۔ ہمیں کسی ارسطو سے کیا واسطہ ؟

ہماری تہذیب، ہمارا تمدن، ہمارا اخلاق اور ہماری ہر شے ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے ساری دنیا سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ ہم علم (و حکمت) کے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے آقا ﷺ کے لائے اور بتائے ہوئے علم و حکمت کے سوا ہماری دنیا میں کسی کی بھی کسی بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر کسی

نے کوئی علم و حکمت کی بات کہی، ہمارے پاس اس سے کہیں بہتر بات موجود ہے۔ ہم سے پہلے جس کسی نے بھی علم و حکمت کا پرچار کیا ہمارے علم و حکمت نے ان سب کو مات کر دیا۔ ہمارے علم و حکمت کی موجودگی میں کسی کا کوئی علم و حکمت کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تعصب شیطان کا ایک بڑا استون ہے جس کو اس نے کبھی گرنے نہیں دیا۔ شیطان کیسے کیسے بندوں کو بہکاتا، دلفریب باتوں میں پھنسا کر راہ سے دور لے جاتا ہے۔

ارسطو اپنے زمانے کا مانا ہوا حکیم تھا لیکن اس کی کوئی حکمت ہماری کسی حکمت کے مقابلے میں کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ مغربی غیر مسلم مفکروں نے ہماری حکمت سے اخذ کر کے دو باتیں ارسطو سے منسوب کیں پھر اس بے چارے کو دنیا کی اسٹیج پہ دوبارہ لا کھڑا کر دیا ورنہ علم و حکمت۔ کا جو سر چشمہ اسلام نے جاری کیا، کہیں بھی کسی نے نہیں کیا۔

اے ہمنشین! افسوس! تیرے مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے" تو نے علیؑ کی کبھی کوئی بات نہیں سنی اور تو نے اپنے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی کوئی بات نہیں مانی۔ اس حال میں تجھ پہ افسوس نہ ہو تو کیا ہو اور وہ علم و حکمت جو تیری میراث ہے کیونکر تجھے ملے؟

ہمارے فلسفہ کی موجودگی میں ارسطو کے کسی فلسفہ کی کوئی اہمیت نہیں، کوئی برتری نہیں۔

علم و حکمت

ہمارا دین، ہمارا مذہب، ہماری ملت، ہماری تہذیب و تمدن ہر کسی سے اعلیٰ، افضل، اکمل اور وری الوری ہے اور ہماری ہر تعلیم ہر لحاظ و اعتبار سے مکمل اور مستحسن ہے۔ ہم کسی بھی علم و فن کے لیے کسی دوسرے کے ہر گز محتاج نہیں۔ ہم ہر قسم کے علم و حکمت کے لیے صدیق ؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ارسطو افلاطون کا کوئی علم ہمارے کسی علم کی برابری نہیں کر سکتا۔ حکمت ہماری قومی میراث ہے۔ ہر کسی نے علم و حکمت ہمیں سے سیکھی اور ہم نے سب کو سکھلایا۔ ہماری حکمت ارسطو و افلاطون کی ہر حکمت سے افضل ہے۔ ہمارا ہر علم ارسطو و افلاطون کے ہر علم سے افضل، اعلیٰ و ارفع ہے۔

ارسطو بے چارہ شیطان کی پوری گرفت میں محکوم تھا اس سے عالمگیر حکمت کی کیا توقع کی جا سکتی ہے ؟ جو ذہن ساری عمر اپنے خالق کی توحید کو نہ سمجھ سکا، ہم اسے کسی بھی طرح حکیم تسلیم نہیں کر سکتے۔

اس کی علم و حکمت کا چرچا مغربی تعصب اور فرنگی کا پر فریب جال ہے وہ اسے بنا سنوار کر اس انداز میں لایا کہ کوئی بھی اسے سمجھ نہ سکا۔ اسکی ساری باتوں کو جمع کرو اور دیکھو کہ اس کی کونسی بات ہماری کس بات سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ایک بھی نہیں اور کوئی بھی نہیں۔ اسکا کوئی علم، کوئی حکمت، کوئی قول اور کوئی فعل ہمارے کسی علم و حکمت اور قول و فعل کو مات نہیں کر سکتا۔ اسکی کسی علم و حکمت کو اسلام میں کوئی دخل نہیں اور ہمیں اپنی علم و حکمت پر بے حد ناز ہے۔ اس نے ہماری خاک برابری کرنی ہے جو اپنے خالق کو نہ پہچان سکا، کسی کو کیا علم و حکمت کا درس دے گا؟ ہم اپنے دین اسلام کے

علم و حکمت کی عالمگیر برتری کے دعویدار ہیں، دوسرا کوئی ایسا دعویدار نہیں ہو سکتا۔

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے"

"میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے"

ہم ہر قسم کے ہر علم و حکمت کے لیے کُلیتاً مولائے علی کرم اللہ وجہہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ..... شہر میں جو بھی داخل ہوا، دروازہ سے گزر کر ہوا۔ پھر کون سی بات ہمیں علم و حکمت کے اس دروازے سے گزرنے نہیں دیتی؟

ہمارا اپنا مذہبی اختلاف ہمیں لے بیٹھا! ہم اس طرح فرقوں میں بٹے کہ حقیقت سے دور جا پڑے!

ارسطو و افلاطون کی حکمت کی اشاعت کی گئی اور وسیع پیمانے پہ کی گئی اور ہم اپنی حکمت کی تبلیغ و تشہیر کے لیے کبھی متحد نہ ہوئے ورنہ ہم اپنی علم و حکمت کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیتے اور ساری دنیا میں ہماری علم و حکمت کا سکہ چلتا۔ ارسطو بے چارے نے ریاست و امارت پہ ہماری کیا رہنمائی کرنی ہے؟ عمرؓ و علیؓ نے کر کے دکھا دی۔ عمرؓ نے عدل اور علی کرم اللہ وجہہ نے فقر میں شاہی کر کے دکھادی اور انؓ کا کسی نے نام بھی نہیں لیا۔ اسلافؒ کو برا کہنے والوں کی بدولت اسلام کی عظمت کو بڑی ٹھیس پہنچی اور مغربی اقوام نے اس نفاق سے بڑا فائدہ اٹھایا۔

ہمارے موجودہ علم کا حاصل لذت ہے، زینت ہے، راحت ہے اور شہرت ہے اور یہ چاروں جب بھی کہیں اکٹھی ہوئیں کچھ بھی نہ رہا۔

نہ زہد نہ تقویٰ نہ سوز نہ گداز۔

زندگی ایک بوجھ بن گئی اور جینا دشوار ہو گیا۔

دین جو فطرت کے مطابق اور حکمت پر مبنی ہے، ہر لحاظ و اعتبار سے اکمل و مکمل ہے لیکن ریسرچ کا محتاج ہے۔ اس کان میں ایسے ایسے دُرِّ مکنون ہیں جو ریسرچ کے بغیر کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح درس کا نصاب اور طریقت کا معیار تجدید و تحقیق کا محتاج ہے۔ زُہد کی جگہ زینت نے اور عجز کی فخر نے لے لی۔

اگر ان صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات وارشادات پہ کمر بستہ ہوتے، روایاتِ کُہنہ عود کر آتیں، حال کا ورود وارد ہو کر رہتا۔

ان صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات کو تو اپنا نہ سکے، اپنے اپنے حال کے مطابق ڈھال لیے!

اصل ...... جوں کے توں۔

تعلیم الاسلام تبلیغ الاسلام تعظیم الاسلام

- جو کچھ اللہ کی کتاب قرآنِ کریم اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے، تعلیم الاسلام ہے۔
- دین اسلام کا جو علم جسے آتا ہو اس کا دوسروں تک پہنچانا اور غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینا تبلیغ الاسلام ہے۔
- اپنے دین اسلام کے ہر اصول و حکم کو دیگر مذاہب کے ہر اصول و حکم سے اعلیٰ، ارفع، افضل، اکرم و اعظم تسلیم کرنا تعظیم الاسلام ہے۔

اگر کسی نے کسی اور علم کو اس علم پہ ترجیح دی، عمر بھر بھٹکتا رہا۔ فیض سے محروم رہا۔ کہیں اماں نہ ملی۔ اور نہ ہی اس علم نے اسے کوئی فیض دیا۔

یہ علم ہر علم کی ماں اور ہر علم اس علم ہی سے زندہ اور جاری ہے۔

اِس علم کے بے ادب کو کسی علم نے کوئی فیض نہ دیا۔ جو مراد اِس سے نہ ملی کہیں سے نہ ملی۔ یہ سمندر ہے جس کی پیاس یہاں نہ بجھی، کہیں نہ بجھی۔

جس کسی نے جو بھی کلام سُنّتِ مطہرہ کی اتباع میں کہی، مقبول ہوئی، پھلی پھولی اور زندۂ جاوید رہی۔ ماشاء اللہ!

تیری کسی کلام میں مخالفت کی بو تک نہ ہو۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کا یہ مائدہ ایک چنا ہوا دستر خوان ہے،

بلا امتیاز سب کے لیے بچھا، رنگارنگ طشتریوں میں سجا،

جملہ حیاتین سے بھرپور۔

جس نے بھی کھایا، اسی دستر خوان سے کھایا۔

انہی کی تلچھٹ کو جزو بدن بنایا۔

کھا کر بھرپور ہوا، مسرور ہوا، مخمور ہوا۔

جی بھر کر کھایا تو مدہوش ہوا۔ پھر اور کھانے کی حاجت نہ رہی۔

اِس سے باہر جو دستر خوان بچھا، اُس سے کھانے والا کبھی سیر نہ ہوا۔

کھا کر پچھتایا اور بڑا ہی پچھتایا کہ کیوں کھایا؟

اُن کا دستر خوان ..... ہر نعمت سے بھرپور۔

اور ماسواء ..... حسرت ہی حسرت۔

اگر کسی کو کسی بھی در سے کچھ نہ ملا ہو، ہر در سے خالی پھرا ہو، اگرچہ ازلی بد نصیب ہو پھر بھی ناامید نہ ہو۔ علم الحدیث اکرم الاکرمین کے حبیبِ اقدس ﷺ کا مائدہ ہے، اگر کوئی یہاں دستِ سوال دراز کرے، اللہ کی رحمت برسے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی سائل کبھی اِس مائدہ سے خالی پھرے۔

علم الحدیث رسول مقبول ﷺ

اگر کسی خوش نصیب بالا بخت بندے کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص لطف و کرم سے اپنے حبیب اقدس ﷺ کے علم الحدیث پہ توفیق اور توفیق پہ استقامت عنایت فرمادے اسے گویا ہر شے عنایت فرمادی۔ اپنے سارے خزانوں کی کنجیاں بخش دیں۔ اسے ہر شے دے دی۔ کوئی بھی باقی نہ چھوڑی۔ اور یہ عنایت کی حد ہے۔

علم الحدیث کے عالم تو ہر جگہ آسانی سے مل سکتے ہیں لیکن عامل کا ملنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ "بے رُتے پھل کا"۔

اللہ پاک اپنے حبیب اقدس ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والے گمنام فقیروں کو اپنے پاک پردوں میں ایسے چھپا کر رکھا کرتے ہیں جیسے کہ بادشاہ شاہی خزانے کے بیش قیمت لعلوں کو رکھا کرتے ہیں۔

اے ہمنشین! ہر شے اس میں ہے اور اسی میں ہے۔ یہ قرآن کریم کی وہ کلید ہے جس کے بغیر کوئی بھی آدمی کبھی قرآن کریم کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اسی میں جلال ہے اسی میں جمال، یہی وصال ہے اور یہی کمال۔ یہی ہوشمندی ہے اور یہی دیوانگی اور یہی فلسفہ ہے۔

سُنّتِ مطہرہ اور حدیثِ مطہرہ قرآن کریم کی وہ تشریح ہے جس کے بغیر کوئی قرآن کریم کو مکمل طور پر سمجھ نہیں سکتا۔

حدیث سنت سے ماخوذ ہے، حدیث نہ ہوتی تو کیا ہوتا؟

دین کا دارومدار حدیث ہی پہ منحصر و موقوف ہے اور حدیث قرآن کریم کی وہ تفسیر ہے جس کے بغیر کوئی بھی قرآن کریم کے احکامات کی تعمیل نہیں کر سکتا۔

و ما علینا الا البلاغ۔

حدیث اللہ کے حبیب اقدس علیہ کا کلام، دین کا وہ مستند نصاب جسے کوئی بدل نہیں سکتا اور جس کا کوئی منکر نہیں اور نہ ہی جس کے بغیر قرآن کریم کی پوری تعمیل ممکن ہے۔

اللہ نے فرمایا:

نماز قائم کرو

حضور اقدس علیہ نے اس فرمان کی تعمیل میں فرمایا کہ فلاں وقت اتنی رکعتیں پڑھو اور اس طرح پڑھو۔

اللہ نے فرمایا:

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا

حضور اقدس علیہ نے فرمایا:

یہ دعائیں مانگو اور تفصیل کے ساتھ فرمایا فلاں وقت یہ مانگ اور فلاں وقت یہ۔ یہاں تک کہ کوئی بھی وقت و سبب دعا سے خالی نہ رہا۔

علم الحدیث اللہ کے حبیب اقدس حضرت محمد مصطفے احمد مجتبی تاجدارِ مدینہ، سرُورِ سینہ، مولائے غمگسار، حبیبِ کردگار، سیدالمرسلین، شفیع المذنبین، رحمتہ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ کا کلام اور طریقِ نبوت کے عملی نمونے کا اصطلاحی نام ہے لیکن ہم نے اسے اپنی پٹاری بنایا ہوا ہے اور ہم اس میں اپنے مطلب کی چیز بیان کرتے ہیں، سب چیزوں کو نہیں۔

حدیث سوادِ اعظم۔ ہر مذہب کی ماخذ اور بنیاد ہے۔

مذہبی اختلافات اجتہادی ہیں، بنیادی نہیں۔

دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اختلافی مسائل

دین ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس دنیا کی ہر شے ہو ..... جاگیر ہو باغات ہوں، محلات ہوں، سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوں، دنیا پہ حکومت کرتا ہو لیکن دین نہ ہو ..... گویا اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور اگر کسی کے پاس دنیا کی کوئی بھی شے نہ ہو یہاں تک کہ رہنے کو گھر تک نہ ہو لیکن دین ہو، اس کے پاس گویا ہر شے ہے۔ دین ہر شے کی کمی کو پورا کرتا ہے لیکن دین کی کمی کو کوئی بھی شے پورا نہیں کر سکتی۔ دین کے بغیر ہماری دنیا ایسے ہے جیسے کوئی اجڑی ہوئی بستی لیکن دنیا کے بغیر دین ایک سدابہار باغ ہے۔

اسی طرح اگر کسی کے پاس دین کی ہر شے ہو اور حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ ﷺ کی محبت نہ ہو اس کے پاس بھی گویا کچھ نہیں۔ ایمان کی تکمیل حضور اقدس ﷺ کی محبت پہ موقوف ہے۔ جسے حضور اقدس ﷺ سے جتنی محبت ہو گی اس کا اتنا ہی ایمان کامل ہو گا۔

دین کیا ہے؟

۱۔ ایمان باللہ
۲۔ محبتِ محمد رسول اللہ ﷺ
۳۔ صالح عمل

صالح عمل کے لیے ایمان اور ایمان کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت درکار ہے۔ جب تک کسی کو حضور اقدس ﷺ سے محبت نہیں، اس کا ایمان کامل نہیں

اور جس کا ایمان کامل نہیں اس کا صالح عمل درجۂ قبولیت کا شرف حاصل نہیں کرتا۔

○ ایمان ہر صالح عمل کا بنیادی ستون ہے۔

صالح عمل کا ہونا ایمان پہ موقوف ہے اور ایمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پہ۔

دنیا میں ہر قوم کے لوگ رفاہِ عامہ کے لیے بہت کچھ کیا کرتے ہیں مثلاً غربا کے لیے خیراتی ہسپتال کھولا کرتے ہیں، بیواؤں اور مساکین و یتامیٰ کے لیے سرائیں بنواتے اور لنگر تقسیم کرتے ہیں وغیرہ چونکہ وہ ایمان کی دولت نہیں رکھتے، انہیں ان نیک کاموں پہ خرچ کرنے کا بدلہ اللہ دنیا ہی میں چکا دیتے ہیں اور آخرت صرف ایمان والوں کے لیے ہے۔

کسی صالح عمل کی قبولیت کے لیے ایمان ضروری ہے اور ایمان کی تکمیل کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضروری ہے ورنہ اگر کسی کو ان صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں، اس کا ایمان کامل نہیں اور جس کا ایمان کامل نہیں اس کا کون سا عمل صالح ہے؟

ایمانِ کامل ..... صالح عمل کی جڑ اور باقی تمام اعمال اس کے برگ و بر ہیں۔

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر نہ ایمان کوئی رنگ لا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عملِ صالح۔

ہمارے سامنے شیطان لعین کی زندگی کی ایک زندہ مثال ہے۔ شیطان کا اللہ تبارک و تعالیٰ پہ قوی ایمان تھا اور اس کے تمام اعمال صالح تھے، اس نے اپنے رب کی ہزاروں برس شب و روز ایسی عبادت کی کہ اللہ رب العالمین نے اسے جنّ سے فرشتہ اور فرشتے سے فرشتوں کا معلم بنا دیا۔ اس کے پاس ہر شے تھی،

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت نہ تھی اسی لیے راندۂ درگاہ ہوا۔ اگر حضور اقدس ﷺ کا مداح و شیدائی ہوتا کبھی مردود نہ ہوتا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا ایمان (مکمل) نہیں، جس کو ان (حضور اقدس ﷺ) سے محبت نہیں۔

- یہ دنیا ناپائیدار، فانی اور چند روزہ مہمان ہے۔ دنیا اور اس کی ہر شے نظر ہی کا ایک فریب ہے۔ یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ یہ دنیاوی زندگی ہماری آخرت کی کھیتی ہے۔ جو یہاں بوئیں گے وہی وہاں کاٹیں گے۔

- جس طرح ہر آدمی ہر مجلس میں داخل نہیں ہو سکتا، ہر کسی کو ہر جا جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہر مقرر ہر مجمع میں تقریر نہیں کر سکتا، گویّا ہر محفل میں گا نہیں سکتا۔ اسی طرح جو بندہ جس کام کے لیے بھیجا گیا ہے وہی اس نے کرنا ہے۔ لوہار کپڑا نہیں بُن سکتا، جو تا بنانے والا کبھی تیغ و سپر نہیں بنا سکتا۔ ہر کوئی ہر کام نہیں کر سکتا۔

اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے چن لیتا ہے اور کسی کا دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے چُنا جانا زندگی کی کامیابی کی حد ہے۔

دینِ اسلام کو میری ضرورت نہیں۔ دین میرے بغیر بھی مکمل و اکمل ہے البتہ مجھے دین اسلام کی ضرورت ہے کہ یہی تو میری ایک میراث ہے۔ زہے قسمت مجھے عطا ہو اور اسے اللہ کے سوا کوئی عطا نہیں کر سکتا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ہو ایک آیت۔

یعنی جسے جتنا آتا ہو، دوسروں تک پہنچائے۔

اللہ نے اپنے دین کے احکامات سنانے کے لیے ایک لاکھ سے زائد رسول اس دنیا میں بھیجے۔

رسالت کا سلسلہ ہمارے حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فداہ ﷺ پہ ختم ہو چکا۔ اب کسی رسول نے نہیں آنا، ہم نے اور آپ نے مل جل کر ہی تبلیغ کے اس کام کو قیامت تک جاری رکھنا ہے اور اپنے حبیب اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فداہ ﷺ کے فرمان کو گھر گھر اور ہر گھر تک پہنچانا ہے۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنے والے کے لیے یہ چیزیں ضروری ہیں۔

ا۔ عزم بالجزم

تبلیغ کی کامیابی مبلغ کے عزم بالجزم پہ موقوف ہے۔ تبلیغ مشکل نہیں، مبلغ کا ملنا مشکل ہے۔ مثلاً مبلغ سچے دل سے اپنی زندگی دین اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کرتا ہوا کہے کہ دنیا میں صرف برائے نام رہوں گا، اوسط درجے کا کھانا کھاؤں گا، معمولی کپڑا پہنوں گا، صرف تن ڈھانپنے کے لیے۔ اور معمولی سے گھر میں رہوں گا۔ اپنی گزر اوقات کے لیے کوئی معمولی سا کاروبار کروں گا، جس سے یہ کام چل سکے۔ باقی اپنا سارا وقت قوت اور ذہانت دین کی تبلیغ پر خرچ کروں گا۔

۲۔ طلبِ صادق :

یہ فیصلہ بھی مبلغ سچے دل سے کرے کہ میں تبلیغ اسلام کے سوا کسی اور شے کا طالب نہیں۔ مبلغ اپنا قیمتی وقت غیر ضروری اور غیر اختیاری امور میں صرف نہ کرے۔ نہ ان کا حکم دیا گیا ہے اور نہ ہی یہ تیرے بس میں ہیں اور نہ ہی تیرے لیے ضروری۔

دین کا اصل ستون، جس پہ دین کی عمارت قائم ہے، سُنّتِ مطہرہ کی اتباع اور تبلیغ ہے۔

انوارات کی تصدیق ہر کسی کو ممکن نہیں۔ شیطان طرح طرح کے دھوکے دیتا اور رنگا رنگ شکلوں میں نمودار ہو کر غلط رہنمائی کرتا ہے۔

جو انوارات کتاب و سُنّت کی تائید میں ہوں حق ہیں۔

جن انوارات کی کتاب و سُنّت تصدیق کریں حق ہیں..... باقی سب خرافات ان میں مت الجھ۔ اور جس کام کا حکم دیا گیا ہے کر۔ اسی طرح جن باتوں سے منع کیا گیا ہے خود باز رہ اور لوگوں کو بھی باز رہنے کی تلقین کر۔

ہمارے پاس دین کا علم باقی ہے، عمل باقی نہیں۔

فقر کا نام باقی ہے، کام باقی نہیں۔

اسلام اپنی اشاعت کے لیے نمونہ مانگتا ہے محض تقریر کسی کام کی نہیں۔

ہمارے پاس عمامہ ہے، جُبّہ ہے، عصا ہے، تسبیح ہے، کشکول ہے، نام ہے، خطاب ہے۔ نہ ذکر ہے نہ طاعت۔

جس دنیا سے دور رہنے کی تعلیم پہ مامور تھے خود اسی میں الجھ گئے اور الجھے بھی ایسے کہ نکلنا نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

ہم سب شب و روز جھوٹ، چغلی، غیبت اور برائی میں مصروف ہیں۔ کسی کا حال و مقام دیکھا نہیں جاتا۔ پرلے درجے کے حاسد اور دنیا کے مال پہ فدا۔

دین اسلام کے معاملے میں تو ہماری ایک دوسرے سے ایسی ضد ہے کہ حد سے گزر گئی۔ دن رات ایک دوسرے پہ تنقیدیں کرتے نہیں تھکتے۔ بندہ دنیا میں

چند روزہ مسافر ہے، کیا بنے گا اور کیا کرے گا؟ بنتا تو بندہ چاہیے اور بندہ ہر حال میں بندہ ہی رہتا ہے۔ ہمارے پاس عمل ہے استقامت نہیں۔ جدو جہد ہے استقلال نہیں۔ گویا کچھ بھی نہیں۔

۳۔ توکّل

اللہ کے لیے اللہ کے توکّل پہ اللہ کی راہ میں نکلے۔ اللہ کے دین اسلام کا مبلغ اللہ کی راہ میں عمر بھر کے لیے نکلے۔ پھر جیتے جی کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ ہو۔ جو یہ نہیں کر سکتا اور جسے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لیے کاروبار ضروری ہے، مختصر سا کام کرے اور جو وقت باقی بچے، دین اسلام کی تبلیغ پہ صرف کرے۔

کشتی صرف اتنی ہی دیر پانی کی سطح پہ تیر سکتی ہے جب تک پانی اس کے اندر داخل نہ ہو۔ جونہی اس میں پانی داخل ہوا، اسے لے ڈوبا۔

کشتی کی سلامتی اسی میں ہے کہ پانی کی ایک بوند تک اس میں نہ آئے بعینہٖ جو محض اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے، دہر کا کوئی حادثہ اسے کبھی کہیں جانے سے روک نہیں سکتا۔

اللہ ہر وقت ہر حال میں اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اللہ کی کوئی مخلوق یہ جرأت نہیں کر سکتی کہ اللہ کی راہ میں چلنے والے کی راہ میں رکاوٹ بنے .....

فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ ہر راہی راہ میں ساتھی کا متلاشی ہوتا ہے۔ اگر کوئی راہی پیچھے آتا ہو تو رک کر اسے ساتھ ملا لیتا ہے اور اگر کوئی آگے جاتا نظر آئے تو جلدی جلدی چل کر اس سے جا ملتا ہے تاکہ سفر میں آسانی ہو۔ راہی جب کسی ساتھی کو پا لیتا ہے، خوش ہوتا ہے۔ اس سے بڑی باتیں کرتا ہے کہ تو کہاں سے آیا ہے اور

کہاں جائے گا؟ پھر ایک دوسرے سے متعارف ہو کر محبت بھری باتیں کرتے چلتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ دونوں کا سفر خیر و آرام گزر جاتا ہے۔ راہ میں راہزن کا بھی ڈر نہیں رہتا اور ایک دوسرے کے کئی کام بھی آتے ہیں۔ منزل پہ پہنچ کر اپنا اپنا پتہ بتاتے ہیں اور دوبارہ ملنے کی تمنا لے کر ایک دوسرے کو خیر باد کہتے ہیں۔

یہ ایک معمولی راہ کے راہیوں کا حال ہے۔

تم اللہ کی راہ کے راہی ہو۔ یہ راہ بہت بڑی، بہت لمبی، بہت کٹھن اور پر خطر ہے۔ اسکے باوجود تم کسی ساتھی کو ساتھ ملانا تو در کنار دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔ کسی کو ایک دوسرے سے اُنس و محبت نہیں نہ ہی کوئی ہمدردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام راہی راہ میں بھٹکتے پھر رہے ہیں ورنہ اگر ایک دوسرے سے مل کر چلتے، آرام سے بے خوف و خطر منزل مقصود تک جا پہنچتے۔ یہ سب اختلافات ہی کا نتیجہ ہے۔ ہم نے ہر شے بدلی لباس بدلا، انداز بدلا، طرز بدلی لیکن دل نہیں بدلا یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی کہیں نہیں پہنچ سکا۔ سب کے سب راہ ہی میں ڈھولے گاتے پھرتے ہیں۔

۴۔ متحمل مزاجی

دین اسلام کے مبلغ کی سب سے بڑی خصلت متحمل مزاجی ہے۔ اپنا فرض نہایت متحمل مزاجی سے ادا کرے اور کبھی غضبناک نہ ہو۔ بحث مباحثہ کبھی نہ کرے۔ کسی بھی مسئلہ پہ بحث نہ کرے۔ دین کے سیدھے سادے احکام لوگوں تک پہنچائے۔ اختلافی مسائل بروئے کار ہرگز نہ لائے۔ کوئی کچھ کہے — سنے اور قرآن و حدیث کے عین مطابق جواب دے۔ نہ کسی سے اپنی تعریف سن کر خوش ہو نہ برائی سن کر رنجیدہ۔ خوب یاد رکھ! یہ دونوں نفس ہی کی چیزیں ہیں۔ ہم نے جو کچھ بھی کرنا ہے، اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرنا ہے نہ کہ بندوں کو۔ بندہ بندے کو راضی نہیں کر سکتا۔ ایک کو راضی کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا۔ ہمیں کسی کو بھی منانے کی

ضرورت نہیں، سنانے کی ضرورت ہے۔ سنانا فرض تھا، سنادیا۔

جو تو کہتا ہے، اللہ سنتا ہے
جو کرتا ہے، اللہ دیکھتا ہے
جو سوچتا ہے، اللہ جانتا ہے

سوچ کر بول
سمجھ کر کر اور غور سے سوچ
اپنی طرف سے کچھ مت کہہ۔

مبلغ دین اسلام کی معروف بات لوگوں کو سنائے اور ہر بات میں محتاط رہے۔ اگر کوئی اسے ایسی ویسی بات کہے تو خاموش رہے، کوئی جواب نہ دے۔ صبر سے سنے اور ایسے رہے گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں۔

شب و روز ذکرِ الٰہی میں محو و منہمک رہے اور اپنے ہر معاملہ میں اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ کے سوا کسی کے بھی قبضۂ قدرت میں کوئی شے نہیں۔ اللہ مالک الملک قوی العزیز ہے اور اس کے حضور ہر شے ذلیل و زبوں ہے۔ اس کی ہر مخلوق قدر کی مقدور اور کسی بھی معاملہ میں کسی بھی قسم کی کوئی قدرت نہیں رکھتی مگر اس کے حکم سے اور فقط اس کے حکم سے۔ آپ کا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ امر و نہی اور یادِ الٰہی کے سوا تجھے کسی بھی امر پہ کوئی قدرت و تصرف حاصل نہیں۔

امر و نہی اور یادِ الٰہی کے لیے بھی بندہ توفیقِ الٰہی کا محتاج ہے۔

ہر کسی کے لیے دین کے اوامر و نواہی کافی ہیں۔ دین مکمل ہو چکا۔ دین کی

تکمیل کا اعلان ہو چکا۔ کوئی ایسی بھلائی باقی نہیں رہی جس کا حکم نہیں دیا گیا۔ اسی طرح برائی بھی کوئی باقی نہیں جس سے منع نہیں کیا گیا۔

دین اسلام خیر خواہی اور نصیحت کا دوسرا نام ہے۔

یہ موجودہ اختلافی مسائل جو دین کی درس گاہوں کے نصاب میں پوری طرح شامل کر لیے گئے ہیں نہ خیر خواہی ہے نہ نصیحت۔ ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والے اصحاب ایک دوسرے کی خیر خواہی کیونکر کر سکتے ہیں؟

اِن اختلافی مسائل کے بغیر بھی دین مکمل ہے، اس میں کوئی کمی نہیں۔ اگر ان باتوں کا حکم نہیں دیا گیا تو ان سے منع بھی تو نہیں کیا گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دین صحیح دین تھا۔ کسی میں بھی اور کسی بھی بات پہ کوئی اختلاف نہ تھا۔ سب کے سب ہر وقت اللہ کی اطاعت میں لگے رہتے تھے۔ ہم اللہ کے ذکر و طاعت کی بجائے اللہ کے بندوں کے نقائص تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے؟

آئمہ کرام ایک دوسرے سے اس طرح پیش نہیں آیا کرتے تھے جیسے کہ ہم آپس میں آتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر ان کے مقلد کہلا سکتے ہیں؟

ہم تو ساری دنیا کو دین اسلام کا پیغام سنانے آئے ہیں۔ جب اہلِ علم حضرات ہی ایک دوسرے سے ایسی نفرت کرنے لگیں جسے سن کر دین کا ذوق رکھنے والے نوجوان کانوں پہ انگلیاں دھر جائیں تو پھر کن کو اور کیا دین سکھلائیں گے؟

ایک اختلافی عبارت کی مثال ایسے ہے، جیسے دودھ سے بھرے ہوئے مٹکے میں سرکہ کی ایک بوند گرا دینا۔ کھٹائی کی ایک بوند سارے دودھ کو جما دیتی ہے۔

○ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے! میرے زمانے کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے۔

واضح ہو کہ حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فداہ ﷺ کا زمانہ بہترین تھا۔ کسی کو بھی کسی بھی بات پر کوئی اختلاف نہ تھا۔ پھر اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ آیا۔ اس میں بھی ایک دوسرے سے کسی بات پہ اتنا بڑا اختلاف نہ تھا۔ اس کے بعد اماموں کا زمانہ آیا اور ساتھ ہی اختلافات شروع ہوئے۔ یہ اختلافات بھی بہت ہی معمولی قسم کے تھے یعنی طہارت وغیرہ (فقہی معاملات) کے متعلق۔ جن باتوں پہ ہم آج ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں ان تینوں زمانوں میں ان پہ کسی نے بھی کچھ نہیں کہا۔ یہ تمام کے تمام اختلافات اس صدی کے چند بزرگان دین کے مابین خط و کتابت کا حاصل ہیں ورنہ اگر اس خط و کتابت کو نہ چھیڑا جاتا تو شاید یہ اختلافات اتنی شدت سے نہ ابھرتے۔ یہ اختلافات باتیں کریدنے کا حاصل ہیں۔ جس طرح اللہ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کو ایک بیل ذبح کرنے کا حکم دیا تھا، چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ایک بیل قربان کر دیتے مگر جب انہوں نے بیل کی بابت پوچھنا شروع کیا، شرائط میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اسی طرح جب ہم نے دین کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بہت ہی زیادہ اور غیر ضروری باریک بینی شروع کی، رائے کا اختلاف بڑھتا گیا حتیٰ کہ نوبت بہ اینجا رسید۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام جسے چاہتے ہیں اپنے دین اسلام کا صحیح فہم عنایت فرمایا کرتے ہیں۔ فہم کے مدارج بھی مختلف ہیں، ہر کسی کو ایک سا فہم نہیں دیا جاتا۔

آئمہ کرامؒ تحقیقاتِ اسلامیہ کے بانی اور سب کے سب اللہ سے اعلیٰ درجے کے فہم یافتہ تھے۔ پھر بھی ایک ہی بات پہ چاروں نے اپنے اپنے فہم کے مطابق مختلف فیصلے کیے اور یہ بالکل فطری بات ہے۔ آئمہؒ کے مابین اصول میں کوئی اختلاف نہیں اور کسی کو بھی نہیں۔ معاشرتی معاملات کی تشریح و تعبیر میں اختلاف ہے اور یہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے۔ اسے کوئی دور نہیں کر سکا۔ جس بات پہ آئمہ کرامؒ متفق نہ ہو سکے ہم اور آپ کیونکر ہو سکتے ہیں ؟

حضرت علامہ ابن قیمؒ کی کتاب ''الروح'' اس امر کی شاہد ہے کہ آپ بلاشبہ صاحبِ باطن اور اپنے زمانے کے صاحبِ فضل و کمال بزرگ تھے۔ اس کے باوجود اپنے مسلک سے بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹے اور حسبِ قدیم دستور اپنے مسلک پہ ثابت اور قائم رہتے ہوئے بھی بہت کچھ لکھ گئے۔ اسی طرح ہر کوئی اپنے اپنے مسلک پہ جمارہا۔ جسے جیسا فہم عنایت ہوا، اسی کے مطابق اس نے اپنا مسلک قائم رکھا۔ ہر قسم کا فہم جو اللہ کی طرف سے بندوں کو عنایت کیا جاتا ہے، اللہ کو مقبول ہوتا ہے۔

دین کو سمجھنے کے لیے محض اکتسابی علم کافی نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فہم و فراست، فراخ دلی، اللہ کے لیے جینا اور اللہ کے لیے آپس میں محبت لازم و ملزوم ہیں۔

دین کی خدمت کرنے والی کسی شخصیت یا درسگاہ کے خلاف کوئی برا خیال دل میں نہ لایا کرو اور اللہ سے ڈرا کرو۔

لوگوں کے درجات کا جائزہ لینے والو! اپنے احوال کا جائزہ لو۔ تم سے تمہارے بارے میں پوچھا جائے گا، دوسروں کے بارے میں نہیں۔

اللہ کے جن بندوں کو برے برے القابات سے نوازتے ہو یقیناً ہم میں سے

کوئی بھی کسی بھی طرح ان کی برابری نہیں کر سکتا .....

وہ اللہ کے مقبول بندے تھے۔ اگر وہ مقبول نہ ہوتے، اللہ ان سے اپنے دین اسلام کی خدمت نہ لیتا۔ دین کی خدمت کوئی معمولی بات نہیں! اللہ ہی اپنے بندوں کے حال و مقام سے پوری طرح واقف ہیں، کوئی دوسرا نہیں۔

جن کی شان میں کیسے کیسے نازیبا کلمات بولے جاتے ہیں، بیشک اپنے زمانے کے بہت ہی مقبول بزرگ تھے۔ کوئی دوسرا دین کی اتنی خدمت نہیں کر سکتا جتنی انہوں نے کی۔ ساری عمر دین اسلام کی خدمت میں گزاری۔ جس بھی بات کو لیا، تہہ تک پہنچادیا۔

ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خامی ہوتی ہے۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔ ہر کمی کو پورا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور بھائی بھی بھلا بھائی کو برا بھلا کہا کرتے ہیں؟

ان کی شان میں خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے نہ کہ یہ کہ قبروں میں بھی انہیں آرام سے نہ رہنے دیں۔

جس دین کی انہوں نے خدمت کی وہ انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی قبروں میں بھی زندہ ہیں۔ ہمارے سینوں کی بے نوری ہی ان نازیبا کلمات کا موجب ہے۔

یہ دین اللہ کا ہے اور اللہ اپنے دین کا والی و محافظ ہے۔ دین کے مطلب کی کوئی بھی شے دنیا کے پاس نہیں اور دنیا کے مطلب کی ہر شے دین کے پاس ہے۔ دین کسی بھی معاملہ میں دنیا کا محتاج نہیں اور دنیا ہر معاملہ میں اور ہر دو جہاں میں دین کی محتاج

ہے۔ دین دین ہی کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے، دنیا کی طرف نہیں۔

دین باقی ...... دنیا فانی۔

دین کبھی دنیا کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔

○ ہم اللہ کا ذکر و طاعت کرنے آئے ہیں اور اس کا پرچار کرنے۔

ہمارا کام دین اسلام کی دعوت و تبلیغ ہے نہ کہ دعوت و تبلیغ کرنے والوں پہ تنقید۔ یہ اختلافات فروعی ہیں، بنیادی نہیں۔ اصول میں کوئی اختلاف نہیں اور کسی کو بھی نہیں۔ ان اختلافات کو ختم کر ڈال اور متحد ہو جا۔ ساری امت ایک ہے، امت کو ٹکڑے ٹکڑے مت کر۔ اللہ کے دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا۔

اتحاد اسلام کی جان ہے اور اتحاد کا حامی اسلام کا حامی ہے اور اسلام کا حامی صحیح مسلمان ہے۔

۵۔ دین کے ہر معاملہ میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کی رہنما ہو۔

خالق کی تخلیق کے کمال کی اصل یہ ہے کہ خالق اپنی صفات اپنی مخلوق میں بھر دے جیسے رحیم، کریم، حلیم .....

کمالاتِ نبوت کا کمال یہ ہے کہ جتنے کمالات ہمارے حضور پر نور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں، ان سب کا ان کی امت میں پایا جانا امکانی بات اور نبوت کے معراج کی دلیل ہے۔

مقربین یعنی اللہ کے مقبول بندے قبروں میں عام مُردوں کی طرح نہیں ہوتے، زندہ ہوتے ہیں۔ اور جو فیض وہ زندگی میں بندوں کو پہنچا سکتے تھے، موت کے

بعد بھی پہنچا سکتے ہیں کیونکہ مقربین کی موت شہادت کی موت ہوتی ہے اگرچہ بستروں پر مریں۔

بندہ بندے کو تین طرح فیض پہنچاتا ہے :

دعا کے ذریعے تعلیم کے ذریعے توجہ کے ذریعے

اور یہ (توجہ) ان دونوں سے افضل ہے۔

اسی طرح اہل اللہ قبروں میں اپنے زائرین کے لیے :

دعا کرتے ہیں

اہلِ طریقت کے دلوں میں تعلیم کا القا کرتے ہیں

متوجہ ہوتے ہیں

روح، قبر اور برزخ پہ اکتسابی علم کا عالم کیا تشریح لکھ سکتا ہے؟ اسے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟ یہ مخصوص منازل ہیں اور صاحبِ منزل کے سوا کوئی دوسرا ان سے واقف نہیں ہو سکتا۔

مفکرین و مفسرین و محدثین کی طاہر و مطہر ارواح سے فیضیاب ہونا عین حقیقت۔ اور سب کے سب اپنے اپنے حال و مقام پہ محو عمل رہے۔ دم بھر کے لیے بھی غافل نہ ہوئے اور انہی کی بدولت زندوں نے زندگی کا نمونہ سیکھا۔

اہلِ قبور اگر قبور ہی میں ہوتے تو کیا حیاتِ جاودانی ہوتی۔ اہلِ قبور ہی کی بدولت زندوں نے زندگی پائی ..... منکر فیض سے محروم۔

اہلِ ذکر اور اہلِ فکر کی قبر زندہ ہوتی ہے ہر کسی کی نہیں۔ بیشک عارف ہر دو جہان میں زندہ رہتا ہے۔ اللہ کے مقبول بندے عام بندوں کی طرح نہیں مرتے،

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ زندگی میں اکثر کہا کرتے ہیں :

""ہمیں مرنے کا کوئی غم نہیں اور کوئی خوف نہیں۔ جس حال میں اللہ نے ہمیں یہاں رکھا ہوا ہے اسی میں وہاں رکھے گا۔ ماشاء اللہ!"

اپنے اس یقین کی تائید میں اکثر یہ دہرایا کرتے ہیں :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲)

"یعنی اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور کوئی غم نہیں"

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف دہراتے :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ يَّنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ۔

یعنی "اولیاء اللہ مرتے نہیں (بلکہ) ایک زندگی سے دوسری میں منتقل ہو جاتے ہیں۔"

حیاتِ جاوداں

جیسے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اکابرینِ سلف کے کمالات اور شہدائے ملت کی حیاتِ جاوداں کا انکار مت کر۔ اگر تیری قسمت میں تحسین نہیں تو تذلیل مت کر اور کبھی مت کر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے چنے ہوئے بندوں کا وجود اپنی دنیا میں ہمیشہ زندہ و قائم رکھتے ہیں اور یہ ارادتِ ازلی کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔

مُردوں کے لیے ایصالِ ثواب :

کسی کا کوئی عزیز فوت ہو گیا۔ اسے غسل دے کر کفن پہنایا۔ رسمی سا جنازہ پڑھا۔ قبر میں دفن کیا اور واپس آ گئے۔ گویا اسے یہ کہہ کر کہ "اپنے کیے کو پہنچ"

واپس گھر آگئے۔

واپس پہنچ کر کسی نے میت کے گھر والوں کی کوئی خاص دلجوئی نہ کی اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوگئے۔

یہ تجہیز و تکفین کا ایک طریق ہے۔

ایک دوسری میت کے لیے چالیس سے زیادہ افراد نے اللہ کے حضور میں مغفرت کی دعا کی۔ اللہ رحیم و کریم ہے ..... ضرور اپنے لطف و کرم سے اپنے بندوں کی سفارش قبول کر کے بخشنے والا ہے۔

کسی کا عزیز فوت ہو جانے کے بعد ان کے گھر جانا، ان کی دلجوئی کرنا، ان کا دکھ بٹانا، رنج و غم کو کم کرنا یا اپنے بچے یا نوکر کو چند دن کے لیے ان کے کام میں مدد کرنے کے لیے بھیجنا تاکہ وہ تعزیت کرنے والوں سے بافراغت مل سکیں کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے؟

قبر کا پہلا دن آخرت کی منزل کی سب سے مشکل اور اولین گھاٹی ہے۔ مرنے والا ساری عمر کی کمائی .... مال و دولت، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے، دوست احباب سب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر آیا ہوتا ہے اور اپنے ساتھ کوئی بھی شے نہیں لایا ہوتا۔ مرنے والا ضرور کسی نہ کسی کا عزیز ہوتا ہے۔ اگر کوئی گھر والا اپنے فوت ہونے والے عزیز کے لیے جو تمام عمر ان کی خدمت کرتا رہا، دفن کے بعد اس نیت سے کہ قرآن کریم کی قرأت کی برکت سے اس کے لیے عذابِ قبر میں تخفیف ہو، کچھ پڑھ کر بخشنے کا اہتمام کرے یا غربا کو کھانا کھلائے تو بتائیں اس سے دین کو کیا نقصان پہنچا؟ البتہ قرآن کریم کی قرأت کی برکت سے قبر والے کو یقیناً نجات ہوگی۔

اگر قبر پر بیٹھ کر قرآن پڑھنا مسنون نہیں تو اس کے متعلق اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی تو نہیں فرمایا کہ خبر دار! میت کے لیے قرآن خوانی یا کوئی دوسرا عمل نہ کرنا۔

ایک قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ جس میت کی نماز جنازہ حضور اقدس ﷺ نے پڑھا دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اقدس ﷺ کی سفارش قبول فرما کر اسے بخش دیا۔ ہمارا حال اس سے کہیں مختلف ہے۔ عموماً ہم لوگ دنیا سے تہی دست قبر میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیوی، بچے یا عزیز و اقارب کے لیے ثواب کی نیت سے کچھ کھانا کپڑا وغیرہ غرباء کو دے دیا یا قرآن کریم پڑھ کر اس کی روح کو بخش دیا تو اس سے دین کو کیا نقصان پہنچا؟ کچھ بھی نہیں۔

اگر یہ کام اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ناپسند ہوتے تو آپ ﷺ ضرور منع فرما دیتے کہ خبر دار مُردوں کے لیے کچھ نہ پڑھنا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک مشہور قصہ چلا آرہا ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک مرید بیٹھا تھا۔ دفعتاً اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھتا ہوں۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث سنی ہوئی تھی کہ جو کوئی کسی مردے کو سوا لاکھ کلمہ شریف پڑھ کر بخش دے، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔ میں نے سوا لاکھ مرتبہ کلمہ شریف پڑھا ہوا تھا۔ وہ اس کی ماں کو بخش دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں نوجوان کے چہرے پر رونق عود کر آئی۔ آپ نے اس سے پوچھا اب تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اب میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔

ایصالِ ثواب کی ضرورت اور اہمیت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے۔

○ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ میت قبر میں غرق ہونے والے فریادی کی مانند ہوتی ہے اور اپنے ماں باپ، بیٹا، دوست، مخلص کی دعا کی منتظر رہتی ہے۔ جو اس کے لیے ساری دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ سبحانہ اِس دعا کے اجر کو پہاڑ کی مانند قبر میں داخل فرماتے ہیں اور زندوں کا ھدیہ مُردوں کے لیے ان کی بخشش و مغفرت طلب کرنا ہے۔ (شرح الصدور ص ۲۰۶)

گویا حضور اقدس ﷺ نے قبر میں مردے کی حالت کی پوری وضاحت فرما کر لواحقین کو میت کے لیے استغفار کی اشد ضرورت بیان فرمادی۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے فرمایا:

اگر تم اپنی ماں کو ثواب پہنچانے کے لیے کنواں لگوانا چاہتے ہو تو لگوادو، اسے اس کا ثواب ملے گا۔

پھر ہمیں کون سی چیز ایسا کرنے سے روکتی ہے؟

دین اسلام فطرت کے عین مطابق ہے اور فطرت یہ قبول نہیں کرتی کہ کوئی اپنے والدین کو ایک بار قبر میں دفن کر چکنے کے بعد بالکل ہی بھلا دے۔ والدین کے احسانات کا بدلہ کوئی بندہ کبھی نہیں چکا سکتا۔ پھر بھی اپنے والدین کی مغفرت کے لیے کچھ کرنا اور ہمیشہ کرتے ہی رہنا سعادت مندی ہے۔

صاحبِ استطاعت اپنے والدین کو حج کرائیں اور ان کو ثواب پہنچانے کی خاطر کوئی اور ہمیشہ جاری رہنے والا نیک کام کریں۔ اسی طرح دیگر عزیز و اقارب کا حال ہے۔

دوست اور دوست کو دفن کرنے کے بعد دوستی کی ساری کتاب ہی ٹھپ دے؟ یہ وفاداری نہیں۔

دوست کی دوستی ہمیشہ زندہ رہے۔ موت دوستی کو کبھی ختم نہ کر سکے۔ دوستی کا تقاضا ہے کہ دوست کوئی نہ کوئی تحفہ دوست کی خدمت میں بھیجتا ہی رہے۔

آپ دین کا فراخدلی سے مطالعہ کریں تو جان لیں گے کہ مردے کے لیے جو کچھ بھی کیا جائے، اسے اس کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح آپ دیگر اختلافی مسائل سے دوچار ہوں، اس اصول کو پیش نظر رکھیں کہ اگر ان باتوں کے کرنے کا دین میں حکم نہیں دیا گیا تو ان باتوں سے منع بھی تو نہیں کیا گیا۔

○ میں نے جن امور کی وضاحت نہیں کی، ان کی بابت دریافت مت کرو۔ پہلی امتیں اپنے نبیوں سے ایسے ہی سوالات کرنے پر اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔ جن امور سے میں روک دوں، ان سے تم بچے رہو اور جو حکم دوں مقدور بھر اس پر عمل کرو۔ (ابو ہریرہؓ / بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا وہ اس پر غالب آجائے گا۔ پس تم لوگ میانہ روی کرو اور (اعتدال سے) قریب رہو اور خوش ہو جاؤ اور صبح اور دوپہر کے بعد اور کچھ رات میں عبادت کرنے سے دینی قوت حاصل کرو۔

(صحیح بخاری / کتاب العمل بالسنتہ جلد اول ص ۷۵۲)

میرے آقا ﷺ سے وابستگی کا دم بھرنے والے جہاں بھی ہیں اور جو بھی ہیں ہمارے لیے واجب صد احترام ہیں۔ ہم اپنے حضور ﷺ کی ساری امت کے وفادار خادم ہیں۔ ان کی عافیت و بخشش کی دعائیں "دارالاحسان" کا شب و روز کا انسب معمول اور مقبول الاسلام شغل ہے اور یہ اللہ رب العالمین کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے اپنے اِس "دارالاحسان" کو نوافل، تلاوت، تسبیحات اور دیگر اذکارِ جمیلہ کا ثواب

جمیع لمۃ سیدنا محمد ﷺ کے لیے ھبہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی ہوئی ہے۔ اس اِکرام اور شرف و امتیاز پہ ہم اپنے اللہ رب العالمین کا جس قدر شکر ادا کریں، کم ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی۔

انسان کو اپنے اعمال کا ثواب دوسرے کو پہنچانا درست ہے۔ نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ یا قرآن کریم کی تلاوت یا اس کے سوا ہر قسم کے نیک اعمال ہوں اور اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔
(شرح فقہ اکبر ص ۵۸ او شرح کنز وغیرہ)

ہر آدمی کو ہر وقت اپنی ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کی طرف سے دعا مانگنے کی اجازت ہے۔ اسی اجازت کے تحت بندہ اور بندے کے تمام دوست اپنے ان مسلمان بھائیوں کی مغفرت کے لیے جو قبروں میں ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحیمی کریمی کے صدقے ان سب کو بخش دے۔ یا حی یا قیوم آمین!

حضور اقدس ﷺ کی امت کے مردے واہب الحسنات کے ہبہ کے بہترین مستحق ہیں۔

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم یا ذاالجلال والاکرام
میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے جمیع کلماتِ طیبات اہلِ قبور کو ایصال ثواب کیے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ط
سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ط
و سلام علی المرسلین ط و الحمدلله رب العالمین ط

میں نے اپنے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے کلماتِ طیبات پڑھے۔ پہلی بار منصۂ شہود پہ وارد ہوئے اور اِس سے زیادہ کسی کے پاس کیا ہو سکتا ہے!

ایک صحرانورد چلتے چلتے ایک ایسے گلستان میں داخل ہوا جس پہ بہار چھائی ہوئی تھی۔ سارا گلستان رنگارنگ پھولوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس نے انواع و اقسام کے پھولوں سے بے شمار ٹوکریاں بھریں اور وہ پھول اس کی سیاحت کے انمول تحائف تھے۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ اُس نے اتنے سارے پھولوں کو کیا کرنا ہے، کس کام آنے ہیں، اس کے لیے چند ایک پھول کافی ہیں۔ پھر وہ اپنے پھولوں کو لے کر جا بجا حاضر ہوا۔ کبھی کسی کو پیش کرنا چاہتا، کبھی کسی کو۔ کبھی کہتا شاید نامقبول ہوں .... کبھی کہتا معیاری نہیں ..... کبھی کوئی خامی اس کے دل میں آتی کبھی کوئی ..... آخر اس نے سارے کے سارے تحائف اپنے ہم جنسوں میں تقسیم کر دیے۔ نہ کسی بادشاہ کو کوئی پھول پیش کیا نہ ہی اہلکار کو۔ جیسا وہ تھا اپنے جیسوں میں تقسیم کر دیے اور یہ اس کی بہترین فراست تھی۔ جس انداز سے اس کے دوستوں نے ان تحائف کو قبول فرمایا، کوئی دوسرا کبھی نہ کرتا۔ الحمدللہ کیا عمدہ تحائف اور کیسی عمدہ جگہوں پہ تقسیم ہوئے۔

حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ یہ قصہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا ....

کہا، اس نے اپنی تمام حسنات جو بھی اس کے نامۂ اعمال میں درج تھیں، حضور اقدس ﷺ کی امت کے مُردوں کو بخش دیں ..... گویا ایک گنہگار نے اپنے سارے تحائف اپنے ہی جیسے گنہگاروں میں تقسیم کر دیے ..... یا اللہ! یہ تقسیم

اخلاص پہ مبنی ہے، مقبول فرما۔ کوئی ان سے کسی بدلہ کی کیا توقع رکھ سکتا ہے؟ ان بے چاروں نے کسی کو کیا دینا اور کسی نے ان سے کیا لینا ہے؟ پس یہ تقسیمِ تحائف حقیقتاً اخلاص ہی کے تحت اپنے بھائیوں کی رہائی و مغفرت کے لیے تیری عزت و عظمت والی بارگاہِ ربِ ذوالجلال والاکرام میں پیش ہے، مقبول فرما! تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے رب العالمین ہے، تجھ پہ کوئی قانون کبھی لاگو نہیں، تیری رحمت و مغفرت کسی کے بھی ادراک میں نہیں آسکتی، اپنی رحیمی کریمی کے صدقے اپنے حبیب اقدس ﷺ کی امت کے مُردوں کی قبروں سے عذاب اٹھادے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ! بے شک تیرا اکرم مکمل اور تو کریم بے مثال ہے۔

یہ کام جس جذبہ کے تحت معرضِ وجود میں آیا، قابلِ تحسین و داد ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اگرچہ اسے دوزخ کی آگ سے بے حد خوف آتا ہے پھر بھی اگر اسے اپنے گنہگار بھائیوں کے ساتھ دوزخ میں بھیجا جائے تو اس کے اکیلے جنت میں جانے سے کہیں بہتر ہے۔ جنت دوستوں ہی کے ساتھ جنت ہے۔ بعض آدمی صرف ایک نیکی کی کمی کی بدولت دوزخ میں جائیں گے کیوں نہ اپنی ساری نیکیاں ایک ایک کر کے حاجت مندوں کی کمی پورا کرنے کے لیے ہبہ کر دیں اور خود دوزخ میں چلے جائیں۔ گویا ایک آدمی کی بدولت بے شمار آدمی جنت میں داخل ہوں اور خود اپنے تئیں اللہ کے حوالے کر دیا، جدھر بھی وہ بھیجے الحمدللہ اور یہ اس کے لیے افسوس کا نہیں، خوشی کا مقام ہے۔ ندامت کا، نہیں فخر کا مقام ہے۔

دوزخ کے قریب تر ہو کر ہی جنت کا باب کھلتا ہے۔

ایک نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟

بولا: دوزخ کے قریب تر ہو کر اپنے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کے گنہگار مُردوں کے لیے اذکارِ جمیلہ کی رحمت برسا رہا ہوں۔

الادعیة لمغفرة امة سیدنا محمد ﷺ

جو گنہگار ہیں، زیرِ عذاب ہیں ان کی مغفرت کے لیے چارہ جوئی کرنا .....
بیشک آدمیت کا احترام اور اللہ حلیم الکریم و علی العظیم کو بے حد پسند۔
کوئی بھی شے بچا کر مت رکھ۔
تیرے پاس رکھنے والی کوئی شے ہے ہی نہیں۔
جمیع حسنات میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کے مُردوں میں تقسیم کر،

سئیات ...... یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

(یا دوسرے لفظوں میں اللہ رحمٰن و رحیم ہی کے حوالے)

زندگی ایک جُوا ہے۔ ہر شے اس جُوئے ہی پہ لگا دے۔ جس بھی بھاؤ بِکے، بیچ دے۔ اگر کوئی بھی نہ لے، سرِ بازار پھینک۔

مانگنے والوں نے تو ہر چیز مانگ لی۔ کوئی بھی کسر باقی نہ رہی۔ مانگنا ہی ہے تو میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کی خیر مانگ۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ اپنی امتِ مرحومہ کا سالانہ اجتماع پسند فرماتے ہیں۔

اللہ کریم ہے، اکرم الاکرمین
مُردوں کے لیے پیش کردہ جملہ تحائف قبول فرماتے ہیں۔
مُردوں کے لیے بہترین تحائف استغفار و صدقات ہیں۔

مردے معطی کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

بعض مردے مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ پرلے درجے کے غیور.....

ماشاء اللہ! دعا کرتے ہیں۔

اللہ مُردوں کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتے۔

قبر میں کوئی عمل نہیں کیا جاتا۔

بندے کا عمل قبر میں پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔

صرف اور صرف ایک امید باقی رہتی ہے۔

تیری اور تیرے رحمتہ للعالمین ﷺ کی رحمت۔

اللہ نے جو لکھنا تھا .... لکھ چکے

بندہ نے جو کرنا تھا .... کر چکا۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی رحمت کے منتظر ہیں اور رحمت لامحدود ہے۔

خیال و گمان سے بالا۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی رحمت چاہے تو قطرہ کو دریا بنا دے اور ایک اجاڑ کو گلستان۔

اللہ تعالیٰ مُردوں کو مرتبہ کے مطابق جہاں چاہتے ہیں منتقل فرماتے رہتے ہیں۔ اعلیٰ ترین مصاحبت حضور اقدس ﷺ کے قرب وجوار کی مصاحبت ہے۔

فقیر کا خلیفہ فقیر ہوتا ہے اور خلافت نامہ میں صرف دو ہی عنایات ہوتی ہیں :

○ الادعية لمغفرة امة رسول الله ﷺ

(میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کے مُردوں کی مغفرت کے لیے حسنات کا ھبہ) اور

O شب و روز کی کمائی مخلوق ہی نے کھائی۔

نہ حسنات کا ذخیرہ نہ کمائی کا ..... ہر دو سے فارغ۔ اور فقیر ہر حال میں فقیر ہوتا ہے۔

میری دنیا، دین اور آخرت کی کمائی

بیوہ و بیمار ولاچار اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کے مردوں کی مغفرت کے لیے وقف و مخصوص ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا O (المزمل:۱۹)

قصد السبیل کا تذکرہ، معروف ہو یا غیر معروف، زندہ رہتا ہے۔ کبھی نظر انداز نہیں ہوتا۔ صدیاں گزریں، گزریں، یہ .....جوں کا توں۔

بہترین و عمدہ ترین سبیل : الادعية لمغفرة امة رسول الله ﷺ

اِس سے بہتر یہ بندہ کیا کرنے پہ کیا قدرت رکھتا ہے؟

مجلس الادعية لمغفرة امة رسول الله (ﷺ)

ہر مجلس پہ فائق اور مُردوں کی دعوت ہر دعوت سے افضل۔

مُردوں میں ہر قسم کے مردے ہوتے ہیں۔ ایسے بھی اور ایسے بھی۔ بے چارے اور گناہوں کے مارے جو اللہ رب العالمین رب ذوالفضل العظیم اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سفارش و شفاعت کے ناز کے سوا کسی اور سے کوئی امید نہیں رکھتے نہ کوئی آسرا ...... اللہ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ مُردوں کی مغفرت کے لیے پیش کردہ دعوات کیونکر کبھی رد فرمائیں؟

مُردوں کے لیے جو کچھ بھی کیا جائے، کبھی اکارت نہیں جاتا۔

میں اِس امر کی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری میت کو اسی مقام پہ جہاں میں شب و روز

الادعیة لمغفرة امة رسول الله ﷺ

کی منزل پہ گامزن رہا، دفن کیا جائے۔ کسی اور جگہ نہ لے جایا جائے۔ چونکہ میں اُس وقت کوئی بھی کلام نہ کر سکوں گا اِس لیے اپنی زندگی ہی میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری قبر اسی مقام پہ ہو جو ہماری طریقت میں المستفیض دارالاحسان اور کیمپ دارالاحسان کے نام سے مشہور ہے۔

میری قبر ذکرِ الٰہی کا مرکز ہو، تجارت گاہ نہ ہو۔

قدرت کی جس حکمت نے مجھے اُس دارالاحسان سے رخصت فرمایا، اس کا شکریہ۔ ہجرت کے بعد عنایت کی حد کر دی۔

ابو انیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المہاجر الی الله و المتوکل علی الله العظیم

میری قبر میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے اذکارِ جمیلہ کا مرکز بنا رہے اور قیامت تک کے لیے رہے۔

ذکرِ الٰہی کی چار قسمیں ہیں :

۱۔ دنیا حاصل کرنے کے لیے

۲۔ دین میں کرامات حاصل کرنے کے لیے

۳۔ اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے

۴۔ میرے آقا و مولا ﷺ کی امت کو بخشوانے کے لیے۔

جو ذکر میرے آقا و مولا ﷺ کی امت کو بخشوانے کے لیے کیا جاتا ہے،
میری مراد ہے۔

یہ راگ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے گایا جارہا ہے، دنیاوی مجالس کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ کر گرج رہا ہے، قبول فرما!

مُردوں کے لیے پیش کردہ تحائف رد نہیں ہوتے، قبول ہوتے ہیں۔

مُردوں کے لیے بھیجا ہوا، دستر خوان کبھی رد نہیں ہوتا، من و عن قبول ہوتا ہے۔

نہ کمانے کے قابل ہوتے ہیں نہ کھانے کے۔

ان کا دستر خوان ھدیۂ تبریک کہلاتا ہے۔

جو قطرے قطرے کو ترس رہے ہیں، جی بھر کر پلا۔

تیری قدرت وسیع تر ہے۔ کسی بھی شے کی پرواہ نہیں۔

تیرے خزانے اٹے پڑے ہیں۔

ان بے چاروں نے تو جو کرنا تھا، کر گئے۔ اب تیرے فضل و رحمت کے امیدوار ہیں۔ قیامت میں تو دیر ہے، ان سب کو رحیم ودود بن کر بخش دے۔

○ حضرت ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے "فوائد" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو کوئی قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر پڑھی پھر یہ دعا مانگی

ترجمہ : اے اللہ میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للامام سیوطیؒ ص ۲۹۳)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری امت قبر میں گناہ سمیت داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

(طبرانی فی الاوسط / شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للامام سیوطیؒ ص ۲۸۸)

○ بخاری و مسلم میں مختلف سندوں سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے حکم سے بدر کے مقتول ایک گڑھے میں ڈال دیے گئے تھے۔ پھر آپ ﷺ اس گڑھے کے قریب آکر کھڑے ہوئے اور ان کے نام لے لے کر فرمایا "کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پالیا؟ میں نے تو سچ پالیا۔"

حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے خطاب کر رہے ہیں جن کی لاشیں سڑ چکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، میری بات تم بھی ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر یہ جواب نہیں دے سکتے۔

(کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۲۵)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے نور کے طباق میں رکھ کر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے، اسے قبول کر۔

یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پہ غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی فی الاوسط)

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للامام سیوطیؒ ص ۲۹۰)

○ مالکؒ بن دینار سے ابن نجار نے روایت کی ہے کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان

میں گیا۔ دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے مالکؒ بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جس کو قبر والے بھائیوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا خدا تم مجھے بتاؤ یہ کیا تحفہ ہے؟ کہا ایک مومن نے وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص پڑھی اور کہا اے اللہ! اس کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان بھائیوں کو میں نے بخش دیا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر روشنی اور نور بھیجا اور ہماری قبروں کو کشادہ کیا۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ جمعہ کی رات کو اسی طرح سے دو رکعت نماز پڑھ کر مُردوں کو بخشتا رہا۔ پس میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار! جس قدر تو نے میری امت کے لیے نور کا تحفہ بھیجا ہے اس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور اسی قدر تم کو ثواب دیا اور تمہارے واسطے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جس کا نام منیف ہے۔ (شرح الصدور ص ۲۰۵)

ف: اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے یہ نماز اور یہ سورتیں ہی مخصوص ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ یہ ایک اللہ کے بندے کا ایک عمل ہے جو اس نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا۔ اسی طرح ہر کوئی ہر وقت ہر قسم کی ہر شے پڑھ کر بخش سکتا ہے۔ نماز ہو یا قرآن۔ تسبیحات ہوں یا دعوات۔"

○ حضرت جنید بغدادیؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپؒ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک لاکھ پچیس ہزار بار کبھی کلمۂ طیّبہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اِس قدر کلمۂ طیّبہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپؒ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپؒ نے فرمایا اس پر کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصدیق اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔

(تحذیر الناس ص ۳۴ از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)

○ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہر روز مومن مُردوں اور مومن عورتوں کے لیے ستائیس یا پچیس بار مغفرت کی دعا کرے گا یعنی

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ؕ

تو وہ ان مستجاب الدعوات لوگوں میں ہو جائے گا جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ابی الدرداءؓ / حصن حصین ص ۱۳۷)

دوسری روایت میں ہے جو مومن مرد اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرتا ہے اللہ سبحانہ اس کے نامۂ اعمال میں ہر مومن مرد، عورت کے بدلہ میں ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مردہ کا حال ڈوبتے ہوئے انسان کے حال کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ کوئی رشتہ دار یا دوست اس کی مدد کو پہنچے اور جب کوئی اس کی مدد کو پہنچتا ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا مُردوں کو ھدیہ استغفار ہے۔

(بیہقیؒ فی شعب الایمان۔ دیلمیؒ شرح الصدور ص ۲۸۷)

الادعية لمغفرة امة رسول الله ﷺ

مُردوں کے حال کو دیکھنے والا کبھی خوشحال نہیں ہوتا، پریشانی ہی کے عالم میں رہتا ہے۔

مُردوں کی آہ و بکا کے باعث قبرستان کے درختوں تک پر خاموشی طاری رہتی ہے۔

ساری عمر کی کمائی اپنے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے مُردوں کو کھلائی اور کسی بھی قسم کی کوئی شے اُکّانہ چاہی۔

مُردوں کی صف میں کھڑا قیامت ہی کا انتظار کرتا رہا۔

اِرم کے گلستان سے رنگ برنگے پھول چن کر یہ گلدستہ بنایا۔ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امتِ مرحومہ کی مغفرت کے لیے یہ ہدیۂ تبریک پیش ہوا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین آمین آمین!

قبیلہ محمد ﷺ کا صدقہ الٰہی

شہِ کربلاؑ کا تصدق الٰہی

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امتِ مرحومہ کی مغفرت کے لیے وھب الحسنات قبول فرما الٰہی!

آج میرے آقا روحی فداہ ﷺ جنتہ المبارک کے اجتماع کا معائنہ فرمارہے ہیں اور عید الضحیٰ کے آخری دن اقلیم روائی کا شکریہ۔

اِس ساعت سعید و مبارک پہ فرما رہے ہیں :

ادعیة لمغفرة امة رسول الله ﷺ مبارک ہو۔

O

کل کائنات کی محبت چار حصوں میں منقسم ہے یا محبت کے چار اجزا ہیں۔ جب تک یہ چاروں کسی دل میں جمع نہیں ہوتے، محبت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ سے

☆ حضور اقدس ﷺ سے

☆ دین اسلام سے

☆ مخلوق سے و ما علینا الا البلاغ۔

O حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے جو لوگ میری رضامندی اور خوشنودی کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، ان سے مجھے محبت کرنا ضروری ہے اور جو لوگ محض میری رضا کے لیے باہم بیٹھتے اور تعریف کرتے اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان سے (بھی) مجھے محبت کرنا واجب ہے۔ (مالکؒ)

اور ترمذیؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ..... کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری عظمت و جلال کے سبب آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے (آخرت میں) نور کے منبر ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام ان پر رشک کریں گے۔

(مشکوۃ شریف جلد دوم)

سن رکھو! جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان کو خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (سورۃ یونس: ٦١)

○ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ :

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور چالیس وہ ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور پانچ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیلؑ کے مناسب ہوتے یں اور تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیلؑ کے مناسب ہوتے ہیں اور اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا دل حضرت اسرافیلؑ کے دل کے مناسب ہوتا ہے۔ جب یہ ایک فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تین میں سے ایک چن لیتا ہے اور جب تین میں سے ایک مر جائے تو اس کی جگہ پانچ میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے ایک مر جائے تو اس کی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ تین سو میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے ایک شامل کیا جاتا ہے۔ پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ زندگی، موت، بارش، پیداوار دیتا اور مصیبتیں دور کرتا ہے۔

(یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ سے ہے)

(اسے ابی نعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے۔)

(کنزالعمال جلد ششم ص ۲۳۹ شمار ۳۴۲۵۳)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا اور دوسرا کچھ کام کرتا تھا۔ کمانے والے بھائی نے حضور اقدس ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی یہ کہا کہ وہ کام کاج نہیں کرتا)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا شاید تجھ کو اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو۔

(ترمذیؒ)

کسی اللہ کے بندے سے محبت کرنا بھی ایک امید افزا عمل ہے۔

○ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس بندہ نے اللہ سبحانہ کی خوشنودی کے لیے کسی بندے سے محبت کی، اس نے اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم کی۔

(ابو امامہؓ / احمد۔ مشکوۃ شریف جلد دوم)

○ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے حضرت جبرئیلؑ کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ سبحانہ نے فلاں کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو حضرت جبرئیلؑ اس سے محبت رکھتے ہیں پھر پکار دیتے ہیں حضرت جبرئیلؑ آسمان والوں (یعنی فرشتوں) میں کہ بے شک اللہ سبحانہ نے فلاں کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت تاری جاتی ہے (یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں) اور جب اللہ سبحانہ کسی بندے سے ناراض و غصے ہوتا ہے (تو بھی) اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کا الٹ)۔

○ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ (نیک) بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کی رضامندی کی تلاش میں رہتا ہے اور ہمیشہ اسی حالت میں

رہتا ہے۔ پس اللہ سبحانہ، حضرت جبرئیلؑ سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری رضا مندی کی تلاش میں رہتا ہے خبردار ہو کہ میری رحمت اس پر ہے پھر حضرت جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ کی رحمت فلاں شخص پر ہے پھر یہی بات عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ اور وہ فرشتے بھی کہتے ہیں جو ان کے قریب ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں پھر رحمت اس شخص کے لیے زمین پر اترتی ہے۔

○ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت واجب ہو گئی اُن کے لیے جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں اور میری محبت میں بیٹھنے والے ہیں۔ جو میری محبت میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری راہ میں جان و مال خرچ کرتے ہیں۔

(موطا جلد ۴، ص ۳۴۹)

○ حضرت فضیل بن عیاضؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی قابلِ ذکر نیکی نہیں کی ..... البتہ دو مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ کی زیارت کی ہے اور یہی میرا توشۂ آخرت ہے۔ ماشاء الله لا قوة الا بالله

○ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام قیامت کے دن فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو محض میری بزرگی کے واسطے آپس میں محبت رکھتے تھے؟ آج کے دن میں انہیں سائے میں رکھوں گا اور یہ وہ دن ہے جس دن سوائے میرے سائے کے، کہیں سایہ نہیں۔

(ابو ہریرہؓ / مالکؒ / موطا شریف)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ (یعنی ایک جماعت) ایسے ہیں جو اگرچہ نبی و شہداء نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ کے ہاں

انکے مراتب و درجات کو دیکھ کر انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فرمایئے وہ کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہیں جو محض اللہ کی روح (قرآن کریم) کے سبب آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے درمیان نہ تو قرابت داری ہے نہ مالی لین دین کا معاملہ۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے (یعنی نورانی) یا وہ خود نور ہوں گے اور نور پر متمکن ہوں گے (اس وقت) وہ نہ تو غمگین اور رنجیدہ ہوں گے اور نہ خوفزدہ جب کہ لوگ خوفزدہ ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں پر نہ تو خوف طاری ہو گا اور نہ وہ غمگین اور رنجیدہ ہوں گے۔) (عمرؓ / ابو داؤدؒ / مشکوۃ شریف جلد دوم)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ج يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(آلعمران: ۷۳ تا ۷۴)

یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے اور اللہ کشائش والا (اور) علم والا ہے۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

مامور من اللہ:

مامور من اللہ کا لفظ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بولا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء اللہ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اور انبیاء کا مامور ہونا وحی سے ثابت ہے، واضح طور پہ ثابت ہے۔

جب یہی لفظ اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے اللہ کے وہ نیک مومن بندے مراد ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن و سنت کا علم عطا کیا اور ان کے نفوس کا تزکیہ فرمادیا، انہیں توفیقی اعتبار سے "ہدایت کے مقام پر فائز اور مقرر" کہا جاتا ہے۔

یوں تو جمیع امتِ مسلمہ ہدایت اور تبلیغ پر مامور ہے مگر اللہ کے جن بندوں کو اللہ کی طرف سے جتنی زیادہ توفیق ملتی ہے ان پہ بندوں کی اصلاح اور ہدایت کی ذمہ داری اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کو بذریعہ وحی امام مقرر نہیں کیا گیا نہ ہی کسی بادشاہ یا خلیفہ نے انہیں امام مقرر کیا مگر پھر بھی وہ امت کے فقہی امام مانے جاتے ہیں۔

اسی طرح امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ یہ لوگ اپنے علم، زہد اور تقویٰ کے اعتبار سے امام الامت تسلیم کر لیے گئے اسی طرح اولیا اور مقبولین ــــ انبیاء کے جانشین اور پیروکار ہونے کی حیثیت سے اور توفیقی اعتبار سے ہدایت پہ مامور متصور ہوتے ہیں۔

انبیاء کے مامور من اللہ نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے۔ یہ ہر مومن کے ایمان کا جزو لا نیفک ہے کہ جملہ انبیاء مامور من اللہ ہیں لیکن اگر کوئی اولیائے کرام کو مامور من اللہ تسلیم نہ بھی کرے تو اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا نہ ہی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

اگرچہ اولیائے کرام کو مامور من اللہ تسلیم کرلینا اور ان کی محبت رکھنا باعثِ خیر و برکت ہے پھر بھی تسلیم نہ کرنے والوں کو کسی طرح معتوب نہیں کیا جاسکتا۔

و ما علینا الا البلاغ۔

ناظمِ کائنات نے انسانیت کی رشد و ہدایت کا کام بعد از انبیاء اپنی درگاہ کے فقیروں کے سپرد کیا ان کے دم قدم سے ہر جا روشنی ہوئی۔ دلوں کی دنیا آباد ہوئی اور روح و نفس و قلب و جسد میں نکھار۔ انہی کی وجہ سے خیالاتِ فاسدہ کی بیڑیاں کٹیں اور انسان لامکان کی بلندیوں تک پہنچا۔ ماشاء اللہ!

جب روح و اخلاق کی دنیا میں بد نظمی کے طوفان اٹھتے ہیں اور کفر و شرک کے تیز جھکڑ چلتے ہیں تو روح کی دنیا میں تاریکی چھانے لگتی ہے۔ اخلاقی معیار دھندلا جاتے ہیں اور قابلِ تقلید کردار کے نشانات آنکھوں سے اوجھل ہونے لگتے ہیں تو اس تاریک فضا میں اللہ کا کوئی بندہ روشنی کی لکیر بن کر نمودار ہوتا ہے۔ وہ اندھیروں سے بر سرِ پیکار ہو کر بالآخر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ اپنے پر خلوص قول و فعل سے سسکتی ہوئی انسانیت کی ڈھارس بندھا کر اسے جینے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ اللہ کے ایسے بندے ہر زمانے اور ہر علاقے میں آتے رہے ہیں اور خاتم الانبیاء ﷺ کی امت ایسے مردانِ حق کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہی۔ معروف اصطلاح میں انہیں اولیائے کرام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ کے یہ مخلص بندے کسی سے کچھ لینے نہیں، لوگوں کے خالی دامن حق و صداقت کے موتیوں سے بھرنے آتے ہیں۔ ان کی نگاہ تریاق، کلام شفا اور اخلاق پر کشش ہوتا ہے۔ وہ اخلاقِ نبوی ﷺ سے مزین ہو کر اپنے ذاتی عمل کا

نمونہ پیش کرتے ہیں۔ علماء نوک زبان سے تبلیغ کرتے ہیں اور صوفیاء نظر سے.....
علم بکتب، دین بنظر .... ایسی ہستیاں ادارہ ساز ہوتی ہیں اور دنیاوی جاہ و حشمت
سے بے نیاز۔ ان کی زندگی کا ہر لحہ یادِ الٰہی اور خدمتِ خلق کے لیے وقف ہوتا ہے۔
بیشک مخلوق کی خدمت خالق کو بے حد پسند ہے۔ اہلِ حق اہلِ خدمت ہوتے ہیں یہی
ان کا شعار۔

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے :

اللہ کے کنبے کی خدمت کر
احسان کر
اکرام کر

اور یہی بہترین شعار ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "مخلوق اللہ کا کنبہ ہے"۔

پھر فرمایا "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے"

مخلوق سے مراد ہر مخلوق ہے جن ہو یا انسان، درند ہو یا خزند ، چرند ہو یا پرند ، مومن ہو یا کافر ، نیک ہو یا بد۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم کے بیٹے ! میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ جواب میں کہے گا اے میرے پروردگار ! میں کس طرح تیری عیادت کر سکتا تھا حالانکہ تو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کہے گا کیا تجھ کو یاد نہیں کہ

میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر اس کی عیادت کرتا تو تو مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا یعنی میری خوشنودی تجھ کو وہاں نصیب ہوتی .....

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھ کو نہیں کھلایا۔ وہ جواب میں کہے گا اے پروردگار! میں کیونکر تجھ کو کھلا سکتا تھا؟ تو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا ..... تجھ کو یاد نہیں میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا، تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو مجھ کو یعنی میری خوشنودی کو اس کے پاس پاتا۔

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھ کو نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا پروردگارا! میں تجھ کو پانی کیونکر پلا سکتا تھا۔ تو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا۔ تو نے اس کو پانی نہیں پلایا، تجھ کو معلوم نہیں اگر اس کو پانی پلا دیتا تو تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔ (ترمذیؒ / یہ حدیث غریب ہے)

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ شام تک اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح تک اور بہشت میں اس کے لیے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذیؒ / ابوداؤدؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکار کر کہتا ہے تجھ کو آخرت میں خوشی میسر ہو اور دنیا اور آخرت میں تیرا چلنا مبارک ہو اور تجھ کو جنت میں ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو"۔ (ابن ماجہؒ)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :

جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو گویا جنت کے پھل توڑتا جاتا ہے (یا یہ کہ جنت کے راستے پہ چل رہا ہے) جب جا کر بیٹھ جاتا ہے تو اس کو رحمت چھپا لیتی ہے۔ اگر یہ شام کا وقت ہے تو ستّر ہزار فرشتے صبح تک اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اگر صبح کا وقت ہوتا ہے تو شام تک ستّر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔

(علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ / ابن ماجہ شریف ص ۱۷۴)

اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت ماشاء اللہ انسانیت کی سب سے بڑی تعظیم ہے اور کسی کی کوئی عبادت اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی خدمت کے اجر و ثواب کو نہیں پا سکتی۔

قیامت کے دن اللہ بندوں سے فرمائے گا :

میں بیمار تھا تم نے میری بیمار پرسی کی۔

کسی کو کہے گا :

میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔

میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑے پہنائے۔

بندے عرض کریں گے :

تُو تو کل کائنات کا خالق و مالک تھا ہم نے کب آپ کی بیمار پرسی کی یا کھانا کھلایا اور کپڑا پہنایا؟

اللہ فرمائیں گے تو نے فلاں بیمار کی بیمار پرسی کی، فلاں کو کھانا کھلایا اور فلاں کو کپڑا پہنایا۔

معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور مخلوق کی خدمت گویا اللہ ہی کی خدمت ہے ورنہ اللہ کی کسی نے کیا خدمت کرنی ہے۔

اللہ کا بندہ اللہ کے کام میں محو رہتا ہے۔ ماسوا سے کُلیتاً بے خبر و بے گانہ لیکن اللہ ہی کی خلق کے کار میں محو۔ طریقت میں اسے اہلِ خدمت کہتے ہیں اور خدمت میں عام مخلوق شامل ہوتی ہے۔

ہر مذہب اس کا مذہب ہوتا ہے اور اے جانِ من! جنگل خیر و شر کا مُرقّع، ہر حال میں ہرا بھرا رہتا ہے۔

O

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ
وَ الْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ
اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ ط

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ تیری محبت اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور اس عمل کی محبت جو مجھے پہنچادے تیری محبت تک۔ اے اللہ! بنادے تو اپنی محبت مجھے زیادہ محبوب

میری جان سے اور میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے (وشیریں) پانی سے۔

(جامع ترمذی / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۴ ص ٦۳)

ف : مفلوک الحال بیوگان و مساکین کو کھانا کھلانا بھی اللہ کی محبت تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

ترجمہ : جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں، ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس تیار ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۃ البقرۃ : ۲٦۲)

حکمت کا باب :

خود بھوکے رہ کر اوروں کا پیٹ بھرنا
پھٹے جامے کی ستر پوشی کا سامان کرنا
بیمار کی تیمارداری اور شفقت سے علاج کرنا
بالکل ہی مفلوک الحال نادار کی جیب بھرنا
مصیبت زدوں کی خبر گیری کرنا
دوسروں کی ضرورت کو مقدم رکھنا
ان کی حاجت بر آری میں لگے رہنا
حکمت کا وہ باب ہے جو فیضِ ربانی سے کبھی محروم نہیں رہتا۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں سعی کرنے والے کی مانند ہے (یعنی اس کا ثواب جہاد اور حج کے برابر ہے)

راویؒ کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شب بیدار شخص کی مانند ہے جو رات کو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ رکھنے والے کی مانند ہے جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے (یعنی صائم الدھر شخص کی مانند)۔

(بخاری / مسلم / مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۲۱۵ شمار ۴۷۰۷)

شب و روز خدمتِ خلق میں مصروف رہا
گویا ..... تو نے حکمت کا پیالہ بھرا۔

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
افضل صدقہ یہ ہے کہ تو بھوکے آدمی کا پیٹ بھر دے۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کیے۔ انہیں زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑوں کی سختی سے تعجب کیا اور کہا اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی کوئی سخت چیز ہے ؟ فرمایا ہاں لوہا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے ؟ فرمایا ہاں آگ۔ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! آگ سے بھی کوئی سخت چیز تیری میں ہے؟ فرمایا ہاں، پانی۔ انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! پانی سے بھی سخت کوئی چیز

تیری مخلوق میں ہے فرمایاہاں ہوا۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! تیری مخلوق میں ہوا سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایاہاں ابن آدم جب کہ وہ صدقہ کرتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔
(ترمذیؒ)

صدقات وخیرات پردے میں دیا کرو اور نام تک نہ لیا کرو۔

اللہ لا یحتاج ہے، اللہ کی مخلوق کی خدمت ہی اللہ کی خدمت گردانی جاتی ہے۔ورنہ اللہ کی کوئی کیاخدمت کرسکتاہے؟

O حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں۔ (یعنی مرنے سے پہلے پہلے) اس لیے کہ صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی (یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے) (رزین)

صدقے کی شہرت دینے والے کے اجر کو اور لینے والے کی عزت کو داغدار کر دیتی ہے۔ صدقہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور کوئی بلا کسی صدقے کو اگرچہ وہ چھوٹا سا ہو، کبھی پھلانگ نہیں سکتی۔

پورا اجر مطلوب ہو تو اس طرح چھپ کر کرو جس طرح کہ بدی کو چھپ کر کرتے ہو۔

سبحان القوی العزیز

صدقات کی توفیق عنایت ہوتی ہے اور صدقات قوی العزیز ہوتے ہیں، دیا کرو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقَاتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ O (الحدید:١٨)

بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی
عورتیں اور یہ (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے
ساتھ قرض دے رہے ہیں۔ وہ ان کے لیے بڑھا دیا
جائے گا اور ان کے لیے اجر پسندیدہ ہے۔

ف : صدقات و قرضِ حسنیٰ دینے والے اور دلانے والے یکساں!

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (ترمذیؒ)

○ مرثد بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابیؓ نے خبر دی کہ اس نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: قیامت کے دن مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔ (احمدؒ)

○ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سائل بن کر حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے چند سوالات کیے جن کے جوابات آپ ﷺ نے مرحمت فرمائے۔

اس نے پوچھا : اے اللہ کے نبی ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں۔

آپؐ نے فرمایا : اللہ سے ڈرتا رہ تو سب سے بڑا عالم بن جائے گا۔ (یعنی اللہ کا خوف رکھ اور اس کے حکموں پر عمل کر۔ اللہ تجھے علم و حکمت کے خزانے بخش دیں گے)

اس نے پوچھا : میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے زیادہ مالدار بن جاؤں۔

ارشاد ہوا : قناعت اختیار کر سب سے زیادہ مالدار ہو جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے بہتر شخص بن جاؤں۔

فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ تو سب کے لیے نفع بخش بن جا، سب سے بہتر شخص بن جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں سب سے عادل شخص بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: تو دوسروں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو سب سے زیادہ منصف اور عادل ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے دربار میں سب لوگوں سے زیادہ مقرب بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کر، تو اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ مخصوص اور مقرب بن جائے گا۔

عرض کیا: میں محسنین اور نیکو کاروں سے بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا: تو اللہ کی عبادت یوں کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو (کم از کم) اس طرح جیسے وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔

فرمایا: اپنے اخلاق سنوار لے، تیرا ایمان مکمل ہو جائے گا۔

پوچھا: میں اطاعت گزاروں میں سے بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا: اپنے فرائض ادا کرتا رہ، تو اللہ کے مطیع لوگوں میں شمار ہو گا۔

عرض کیا: میں اللہ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہوں۔

فرمایا: جنابت سے غسل کیا کر، اس کی برکت سے گناہوں سے پاک اٹھے گا۔

عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں۔
فرمایا : تو کسی پر ظلم نہ کر، قیامت کے دن نور میں اٹھے گا۔
عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔
فرمایا : تو اپنی جان پر رحم کر (اطاعت کر کے خود کو دوزخ سے بچا) اور خلقِ خدا پر رحم کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا۔
عرض کیا : میں چاہتا ہوں میرے گناہ کم ہو جائیں۔
فرمایا : کثرت سے استغفار کیا کر، تیرے گناہ کم تر ہو جائیں گے۔
عرض کیا : میں سب لوگوں سے بزرگ تر بننا چاہتا ہوں۔
فرمایا : مصیبت میں لوگوں سے اللہ کی شکایت نہ کر، سب لوگوں سے بزرگ تر ہو جائے گا۔
عرض کیا : میں چاہتا ہوں میرے رزق میں زیادتی ہو۔
فرمایا : تو ہمیشہ طہارت سے رہ، تیرے رزق میں برکت ہو گی۔
عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست بن جاؤں۔
فرمایا : جو چیزیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں ان کو پسند کر اور جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہے، ان سے نفرت کر ..... تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست بن جائے گا۔
عرض کیا : میں اللہ کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔
فرمایا : کسی پر بے جا غصہ نہ کر، تو اللہ کے غضب اور ناراضگی سے بچ جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے ہاں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا: حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچ، تو مستجاب الدعوات ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو قیامت میں سب کے سامنے رسوا نہ کرے۔

فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر، اللہ تجھے رسوا نہ کرے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے عیب چھپالیں۔

فرمایا: تو اپنے بھائیوں کے عیب چھپالے، اللہ تعالیٰ تیرے عیب چھپائے گا۔

عرض کیا: میری غلطیاں کس طرح معاف ہو سکتی ہیں؟

فرمایا: خوفِ الٰہی سے رونے اور اللہ سے عاجزی کرنے سے اور بیماریوں سے۔

عرض کیا: کون سی نیکی اللہ کے نزدیک افضل ہے؟

فرمایا: اچھے اخلاق، انکسار، مصیبتوں پر صبر اور اللہ کے فیصلوں پر خوشی۔

عرض کیا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی برائی کیا ہے؟

فرمایا: بدترین اخلاق اور کنجوسی جس کی اطاعت کی جائے۔

عرض کیا: کون سی چیز اللہ کے غضب کو روکتی ہے؟

فرمایا: پوشیدگی سے صدقہ دینا، قرابت داروں کا حق ادا کرنا اور ان سے سلوک و احسان سے پیش آنا۔

عرض کیا : جہنم کی آگ کو کون سی چیز بجھائے گی ؟

فرمایا : روزہ

(کنزالعمال۔ جامع صغیر علامہ سیوطیؒ ص ۶۰۱)

وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ○ (طٰہٰ:۱۳)

اور میں نے تم کو (اپنے کام کے لیے) انتخاب کرلیا ہے، تو جو حکم دیا جائے، سنو۔

ہمارا انتخاب چُنے ہوئے بندوں کی طرح ہوتا ہے، بچوں کی طرح نہیں۔

چُنے ہوئے بندوں کی کوئی بھی بات ناپسند نہیں ہوتی۔ عام فہم۔ افراط و تفریط سے مبرّا۔ یہی دین کی تبلیغ ہے۔

تین چیزیں اللہ کو بے حد پسند ہیں :

○ اللہ کا ذکر

○ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ

○ اللہ کی عام مخلوق کی بے لوث خدمت

ہمارا منشور سہ حرفی خُذُت ہے۔ ہم نے اسے مضبوطی سے پکڑلیا اور پکڑا ہوا ہے۔

خ سے مراد خدمتِ خلق

ذ سے مراد ذکرِ الٰہی

ت سے مراد تبلیغ الاسلام

ایک محفل میں سوال کیا گیا :

اللہ کے مقبول بندے کی پہچان کیا ہے ؟

حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا :

جو کسی بھی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھے اور دنیا و مافیہا کی ہر شے سے کُلیتاً مستغنی و بے نیاز ہو۔

دوسرے نے کہا : جو اپنے مطلوب و مقصود کے سوا ہر کسی کو بھول جائے۔

تیسرے نے کہا :

جو ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہے۔

چوتھے نے تفصیلاً بتایا :

جو اللہ کی ربوبیت کا مظہر ہو اور سنّتِ مطہرہ کے عین مطابق ایک مسافر کی طرح زندگی گزارے۔ کَل کے لیے کوئی شے بچا کر نہ رکھے۔ ہر شے مخلوق کی طرف سے مخلوق میں تقسیم کر دے۔ اس کی ذات سے عام لوگ فیض پائیں اور اس کے در سے لنگر جاری ہو۔ لنگر میں صرف کھانا ہی شامل نہیں ہوتا، بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ مفلس و نادار کی فریاد رسی ہوتی ہے۔ گمراہ ہدایت پاتے ہیں، انسانیت دوا لیتی ہے اور طالبانِ حق کو راہ خدا ملتی ہے۔ یہ وہ لنگر ہے جو سدا جاری رہتا ہے۔ ماشاء اللہ! چاروں نے اپنے اپنے حال کے مطابق سچ کہا!

بندے کی سب سے بڑی خدمت بندے کو دین کی طرف بلانا اور اللہ کی راہ پہ چلانا ہے۔

دین میں کوئی اختلاف نہیں۔

جملہ انبیائے کرامؑ ایک ہی دین کے داعی۔

ذکرِ حق، دعوتِ حق اور مخلوقِ حق کی بے لوث خدمت اس کی اساس۔

جب بھی دین کی نمو ہو گی اسی بنیاد پر ہو گی۔ یہی عبادت، یہی باعث کمال۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے :

(ترجمہ) : اے یمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں جمادے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں دین کی مدد کرنے والوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں دنیا میں غلبہ و برتری عطا کرے گا اور ہر معاملہ میں ان کی مدد فرمائے گا۔

واضح ہو کہ دین کی مدد تین طریقوں سے کی جاتی ہے :

- ذکرِ الٰہی
- دعوت و تبلیغ
- مخلوق کی خدمت

یہ تینوں کام باہم مربوط و منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ایک جداگانہ حیثیت بھی رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے حصول کے لیے ناگزیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا راز حضور اقدس ﷺ کی محبت میں مضمر ہے اور حضور اقدس ﷺ کی محبت کا راز ذکرِ الٰہی میں ہے۔

ذکر کی حقیقت تبلیغ ہے اور تبلیغ کی حقیقت مخلوق کی خدمت میں ہے.....

حضرت خواجۂ خواجگان سیدنا سید حسن سنجری ثم اجمیریؒ نے حضور اقدس ﷺ کی محبت کے لیے دامن دراز کیا۔ انہیں محبت عنایت ہوئی اور پوری عنایت ہوئی۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً

حضور اقدس ﷺ کی محبت کی برکت سے پورے کا پورا ہندوستان مشرف بہ اسلام ہوا۔ الحمد للہ!

حضور اقدس ﷺ کی محبت کے جلال کے آگے کوئی بھی شیطان ٹھہر نہ سکا۔

محبت ہی نے و ھو معکم این ما کنتم کے حجاب کو اٹھایا جب اللہ معی کے راز سے پوری طرح واقف ہوئے، ماسوا سے بے نیاز ہوئے۔

آپ ﷺ کی محبت کا دعویٰ اس قدر اللہ کو پسند ہے کہ قیامت تک اپنے نیک بندوں کی زبان پہ وہ دعوی دہراتا رہتا ہے جیسے کہ آج ہم خواجہ غریب نوازؒ کا دہرا رہے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ درجہ حضور اقدس ﷺ سے محبت، غریبوں کی خدمت اور دین کی تبلیغ کی بدولت بلند ہوا۔

حضور اقدس ﷺ کی محبت کی برکت سے غریبوں کی خدمت اور غریبوں کی خدمت کی بدولت دین کی تبلیغ کی توفیق عنایت ہوئی۔

گویا آپ حضور اقدس ﷺ کی محبت سے کائنات کے محبوب، غریبوں کی خدمت سے مخدوم اور دین کی تبلیغ سے معین الدین بنے۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً۔

O

دین کی تبلیغ ذکر بالجہر پہ موقوف۔

اور تبلیغ ..... عین ذکر۔

ذکر بالجہر

- حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام وحی لے کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمانے لگے :
یہ اللہ کی کتاب قرآن عظیم ہے۔
- حضور اقدس ﷺ نے دنیا کو سنایا : یہ قرآن عظیم ہے۔

لہٰذا قرآن عظیم کا پڑھنا، لوگوں کو پڑھانا اور پڑھنے کی تلقین کرنا ذکر بالجہر ہے۔

قرآنِ عظیم عین ذکر بالجہر ہے

ہر قسم کا ذکر، ہر کسی کو، ذکر بالجہر ہی سے سکھایا جاتا ہے۔

اور ذکر بالجہر کیا ہوتا ہے ؟

ذکر بالجہر کے سوا کوئی ذکر کی کیا تلقین کر سکتا ہے ؟

ذکر بالجہر کی ابتداء قرآنِ عظیم سے ہوئی، قیامت تک جاری رہے گا۔

دعوت و تبلیغ الاسلام ذکر بالجہر ہی سے زندہ و قائم ہے۔

نماز کی اذان ..... ذکر بالجہر

اوامر و نواہی کی تلقین .... ذکر بالجہر

الٰہی اوامر کا استحکام ..... ذکر بالجہر

مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا راہِ راست پہ لانا .... ذکر بالجہر

حمد و ثنائے باری تعالیٰ ..... ذکر بالجہر

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی

سیرتِ طیبہ کا تذکرہ ..... ذکر بالجہر

ذکرِ الٰہی کی مجلس میں ملائکہ کا حاضر ہونا اور روئیداد کو

اللہ کے حضور میں پیش کرنا ..... ذکر بالجہر

ذکر بالجہر کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، ملائکہ، جن و انس، درند، خزند، چرند، پرند، نخل و ثمر، شجر و حجر اللہ کے ذکر سے مستفید ہوتے ہیں اور ذکر بالجہر ماسوا خیالات کی نفی کرتا ہے اور شیاطین کے لیے کوڑے کا مقام رکھتا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی جملہ تعلیمات ذکر بالجہر سے معرضِ وجود میں آئیں۔

تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل **ذکر بالجہر** ہی کی تلقین سے جاری ہوئیں۔

ہر ندا ذکر بالجہر کی صوت سے ہوئی۔

جس نے بھی کسی کو اللہ کے لیے پکارا ذکر بالجہر ہی سے پکارا۔

دل معصیت سے مکدّر اور ذکر و طاعت سے منور ہوتا ہے۔

دل جب مکدر ہوا یاس و حزن کا شکار ہوا۔

جب منور ہوا ..... خزینۂ اسرار ہوا۔

جو دل کینہ و کدورت سے پاک ہے، واللہ، ازل و ابد کا راز داں ہے ماشاء اللہ!

سینہ کدورت سے مکدر رہتا ہے۔ اللہ جب چاہتے ہیں کدورت سے پاک فرماتے ہیں۔ شیشے کی طرح چمکنے لگتا ہے۔

دل معصیت سے مکدر اور ذکر و طاعت سے منور ہوتا ہے۔

مکدرات میں جملہ منہیات کا تلاطم اور

انوارات ...... ہر نور سے مزین۔

ہر سینہ مکدر ہے ..... مکدرات سے بھر پور۔

غیر اللہ سے معمور (الا ماشاء الله)

سینے کا کھولنا اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے، کسی بھی اور کے بس کی بات نہیں۔جب اللہ چاہتا ہے جس کے سینے کو چاہتا ہے، کھول دیتا ہے۔

سورہ الم نشرح پڑھ۔بار بار پڑھ۔

محویت کے عالم میں پڑھ، مکدرات کا تریاق! ماشاء اللہ!

انسان کے سینہ کا مقام لوحِ محفوظ اور طورِ سینا کی مانند ہے۔

سینہ مکدر ہے، جب تک کدورت سے کُلیتاً پاک نہیں ہوتا، اپنے مقام کو نہیں پا سکتا۔

طورِ سینا پہ نور کی جو جھلک حضرت سیدنا کلیم اللہؑ نے دیکھی، وہی نور کی جھلک اللہ کے مقبول بندوں پہ بھی ظاہر ہو سکتی ہے اور ہوا کرتی ہے۔

حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتیؒ جب تمام علائق سے منقطع محوِ حق ہوئے، وجدانی عالم میں فرماتے ... نور کی ایک تجلی طور پر پڑی، طور جل گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ایسی تجلی ہر روز میرے دل پہ وارد ہوتی ہے۔

ف : یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شان کا شرف و برکت ہے۔

طور جل کر کوئلہ نہیں بنا، کاجل بنا۔

سینوں کی کدورت صرف فیضِ ربانی سے دور ہو سکتی ہے اور فیضِ ربانی کسی مقرب ہستی کے قرب سے حاصل ہوتا ہے۔ اور کسی عظیم ہستی کی توجہ اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب مشیتِ ایزدی مائل بہ کرم ہو۔

الٰہی کرم کے مظہر ..... مولائے کائنات علیہ السلام

من کنت مولاہ فعلی مولاہ
جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؓ مولا ہیں۔
اُن کے فیض سے کوئی بھی محروم نہیں!
جس کا میں مولا اُس کا علی مولا

O حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص کا میں مولا ہوں (حضرت) علیؓ اس کے مولا ہیں۔ (یعنی جس کو میں دوست رکھتا ہوں (حضرت) علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے) (ترمذی واحمد)

سیدنا اَلْمَوْلٰی ﷺ

ہمارے سردار مولٰی درود و سلام بھیجے اللہ آپ ﷺ پر

حضرت زاذان ابو عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے (کوفہ کے) چبوترے پر سنا۔ وہ لوگوں کو قسمیں دلا رہے تھے کہ غدیر خم کے دن کس کس نے حضور اقدس ﷺ کا خطبہ مبارک سنا جس میں آپ نے جو کچھ فرمایا، بتائیں۔ تو اس پر بارہ آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ترجمہ : جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؓ مولا ہیں۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۲۱۰، اسماء النبی الکریم جلد ۵ ص ۱۹۵۸)

○ حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے (حضرت) علی مجھ سے ہے اور میں (حضرت) علیؓ سے ہوں اور (حضرت) علیؓ ہر مومن کا دوست و مددگار ہے۔ (ترمذیؒ)

○

دل میں ہر شے ہوتی ہے (قرآن و حدیث کے سوا) کسی کتاب کا محتاج نہیں ہوتا۔ دل ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کا متحمل ہوتا ہے اور دل ہی اللہ کی کتاب مکنون ہے۔

اللہ نے خود فرمایا:

"میں زمین و آسمان میں کہیں بھی نہیں سما سکتا مگر ایک مومن کے دل میں"

(حدیث قدسی)

دنیاوی درجات آدمی کو مطمئن نہیں کر سکتے بالکل نہیں کر سکتے۔ کوئی آدمی کسی بھی حال میں مطمئن نہیں اس لیے اور صرف اس لیے کہ دل اللہ نے اپنے لیے بنایا ہوا ہے اور یہ ذکر ہی سے مطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔ ہر شے اس کے لیے اور یہ اللہ کے لیے ہے۔

ذکرِ الٰہی کا حیلہ ..... اللہ العلی العظیم کو راضی کرنے کا انسب وسیلہ۔

حیلہ جب ختم ہو جاتا ہے،

وسیلے کی باری آتی ہے۔

جب تک حیلہ ختم نہیں ہوتا، وسیلہ نہیں آتا۔

میرے حیلے سے زندگی بیزار، تیرے وسیلے سے زندگی گلزار۔

حیلہ ..... کشمکش : وسیلہ ..... کن فیکون کی امید

حیلہ .....ناقص العقل : وسیلہ .... سُبل السلام

حیلہ .... انسانی فطرت ، وسیلہ .... قدر کی قدرت

وسیلہ کسی کا بھی ہو، نظر انداز نہیں ہوتا۔

بہترین وسیلہ .... قصد السبیل۔ اور قصد السبیل میں اللہ ہوتا ہے اور اللہ کے حبیب ﷺ۔

حیلہ جب وسیلہ سے متصف ہوا، کامران ہوا۔ ماشاء اللہ!

سیدنا مُذَکِّرْ ﷺ

مذکر .... اھلِ ذکر

اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کے فیض و کرم سے تن نگری اور من نگری میں ذکر جاری ہوتا ہے۔

ذکر جب تک دم کے اندر قائم نہیں ہوتا، حقیقتاً قائم نہیں ہوتا اور یہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کے کرم و عنایت پہ موقوف ہے۔

دم عام ہے کسی گنتی میں شمار نہیں ہوتا۔ یہی دم جب 'حی" کو ازبر کر لیتا ہے، خاص ہو جاتا ہے اور "قیوم" کے راز کو پا کر خاصُ الخاص۔

تیرے دم میں ذکر کا قائم ہونا ..... فضلِ عظیم

اور یہی میرے آقا روحی فداہ ﷺ کا کرمِ عظیم۔

اور یہ نقل نہیں، حال ہے۔

یہ حال اور ایسے حال کسی کی بھی تلقین پہ وارد نہیں ہوتے، فضلِ ربی اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے جود و کرم پہ عنایت ہوتے ہیں۔

اگلے دم کے استقبال کا انتظار و اعزاز فقر ہی کو نصیب ہوا۔

ہر حال میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رحمت سے وارد ہوتا ہے اور اللہ ذوالفضل العظیم ہی بخشا کرتے ہیں۔ دم بدم حال کا استقبال شکریہ کا موجب بنتا ہے۔

اہلِ ذکر وہ ہے جس کی زندگی اللہ ہی کے لیے وقف و مخصوص ہو۔

اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہو۔ کھانا اور سونا بھی صرف اللہ ہی کے لیے ہو اور شب و روز اللہ ہی کے ذکر میں محو و منہمک رہے۔

ذکر ہی کے لیے لوگوں سے ملے اور ذکر ہی کی مجالس زندہ اور قائم رکھے، کبھی برخاست نہ ہونے دے۔

تیرے ذکر کی گونج سے دنیا کا کونہ کونہ گونجے، دم بہ دم گونجے، دن بہ دن گونجے .....! یہاں تک کہ مے خانے کے رند گونجیں، ہوش میں آکر مدہوش گونجیں۔ تیرے نام کے خمار سے مخمور ہو کر گونجیں۔

ذکر مقصود ہو تو حاضر کا کر۔

کوئی جی کر تو دیکھے، حاضر کے حضور میں جینا

جیتے جی مر جانے کے مترادف ہے۔

اہلِ ذکر کوئی بھی ہو، بازی لے گیا

دین، دنیا اور آخرت میں کماحَقّہٗ اپنے رب کو منا بھی گیا، محبت کے انداز سکھا بھی گیا اور نجات پا بھی گیا۔

طریقت میں نجات پانے والا اسے کہتے ہیں جو ہر فکر سے آزاد ہو اور کوئی بھی ابتلا اسے کسی ہم و غم میں مبتلا نہ کر سکے۔

زندگی .... ہم و حزن
راحت کی کوئی بھی سبیل کسی کو بھی نظر نہیں آتی۔
صلوٰۃ و سلام کی برکت سے اجالا ہوا۔
جو کبھی نہیں مسکرائی، مسکرانے لگی۔
دل مردہ تھا، زندہ ہو کر حرکت کرنے لگا۔
اسم اعظم "الحی القیوم" کا ورد کرنے لگا۔
یہی اس کی ابتدا اور اسی پہ اس کی انتہا۔

ذکرِ دوام اَللّٰہُ مَعِیَ وَ ھُوَ مَعَکُمْ کی حقیقت اور ذاکر و مذکور کے وصل کی واحد سبیل ہے۔ ماشاء الله لا قوة الا بالله۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِیْ وَ لَا تَکْفُرُوْنِ پہ جتنا بھی غور کرو کم ہے۔ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ اور یہی اے جانِ من! وصل کی اصل ہے۔

ذکرِ الٰہی کا مقام دل میں ہوتا ہے اور دل ہی میں مقیم ہو کر ذکر کی مجلس قائم ہوتی ہے اور ایسی ہوتی ہے کہ پھر کبھی برخاست نہیں ہوتی۔ رہتی دنیا تک قائم و دائم رہتی ہے۔

کھا، پی، پہن .... ذکر جوں کا توں جاری رہے۔
ہر کام اور ہر کلام ذکر ہی کے لیے ہو۔
ذکرِ الٰہی دعوت و تبلیغ الاسلام کا مدعا
ذکر ہی کی برکت سے مخلوق کی خدمت اور
ذکر ہی عین عبادت ہے۔

سب سے بڑا گناہ ..... اللہ کے ذکر سے روگردانی۔

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○

اور جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسے (قبر سے) اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ (طہٰ: ۱۲۴)

یہ سب کام جن میں تو مشغول ہے ..... فانی

ذکرِ الٰہی ..... باقی

ذکر دل سے جاری ہوتا ہے

فرش تا عرش محیط

اللہ شاہ رگ سے بھی قریب تر

دم بہ دم ذکر جاری رہے

کوئی بھی دم غافل نہ ہو۔

خاموش ذکر کا یہ مطلب ہے کہ مذکور دھیان میں رہے کسی بھی حال میں کبھی او جھل نہ ہو، اصطلاح میں اسے محویتِ تام کہتے ہیں۔

○ حضور ابو امامہؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص باوضو اپنے بستر پر جائے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے نیند آجائے اور جب رات کو پہلو بدلے تو اللہ اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما دیتا ہے۔

(کتاب الاذکار، نوویؒ / کتاب العمل بالسنۃ جلد ا ص ۷۵۸)

اہلِ ذکر ہر حال میں ہر وقت ذکر جاری رکھتے ہیں۔

ذکرِ دوام ...... ہر ذکر کا مظہر۔

ذکرِ دوام کا یہ مطلب ہے کہ جس دم سے شروع ہو، آخر دم تک قائم رہے۔ کوئی بھی دم غافل نہ رہے۔

○ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے اس فرمان ''اور اللہ کا ذکر کرو۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور اپنی کروٹوں پہ''۔ (سورۃ النساء : ۱۰۳)

کی تشریح میں فرماتے ہیں :

رات کو، دن کو، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں، حضر میں، مالداری میں، تنگدستی میں، بیماری میں، صحت میں، پوشیدہ اور ظاہر غرضیکہ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔ (ابن جریر۔ ابن ابی حاتم، تفسیر فتح القدیر جلد ۱ص ۴۷۳)

اصطلاح میں اسے ذکرِ دوام کہتے ہیں۔

ذکرِ دوام اہلِ ذکر کی معراج اور کائنات کی الٰہی تفسیر کا ترجمان ہے۔

ذکرِ دوام کی الٰہی تفسیر، کائنات کی عملی تفسیر ہوتی ہے۔ جب تک یہ کائنات قائم رہے گی، قسامِ ازل اِس تفسیر کا کاتب۔ ماشاء اللہ!

میرے آقا روحی فداہ ﷺ قاسم الخیرات الحسنہ اور قائد العرفان ہیں۔

ذکرِ دوام کی عنایت اللہ کا فضلِ عظیم اور یہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے جود و کرم کے فیض سے ہی قائم ہوتا ہے۔

ذکرِ دوام ہر حال میں جاری رہتا ہے۔

زبان پر بھی، قلب پر بھی، روح پر بھی اور سِرّ پر بھی۔ یہاں تک کہ کسی بھی حال میں کبھی بند نہیں ہوتا۔ رُوئیں رُوئیں میں رچ بس جاتا ہے۔

مخلوق زبانِ حال سے ہر وقت تسبیح میں مصروف رہتی ہے۔ ایک اللہ کے بندے نے بتایا شجر و حجر یہاں تک کہ مٹی کے ڈُلے بھی اللہ کی تسبیح و تحمید میں محو و منہمک رہتے ہیں۔

ذکرِ دوام فضا میں ہمہ وقت موجود رہتا ہے، کہیں معدوم نہیں ہوتا۔

ذکرِ دوام جب لوح و قلم کی تقدیر بن کر، جلال و جمال میں مضمر ہو کر اور جذب و سلوک میں سما کر اور سرشار ہو کر ذاکر کی جلوہ نمائی کرتا ہے، کسی بھی ادا کو کسی انداز سے محروم نہیں رکھتا، ہر شے پہ چھا جاتا ہے۔

ذکرِ دوام کسی ایک ذکر کی مداومت کا اصطلاحی نام ہے۔

ذکرِ دوام سُود و زیاں سے بے خبر، ماسوا سے بے نیاز۔

ذکر ہی سے زندگی زندہ اور ذکر ہی کی بدولت قائم ہے۔

جہاں زندگی کا ذکر نہیں پہنچتا، ختم ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام: میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ذکرِ دوام کا قیام اور ذکرِ دوام کی حقیقت اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور دعوت و تبلیغ کی برکت سے مخلوق کی بے لوث خدمت۔

ذکرِ الٰہی زندگی کا جہادِ اکبر ہے۔

جہادِ اکبر

○ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم خیر و عافیت سے واپس آئے ہو۔ تم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف واپس لوٹے ہو۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! جہادِ اکبر کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۳: ص ۴۹۲)

اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والاکرام نے ہمیں نیک عمل کرنے اور برے عمل سے باز رہ کر زندگی گزارنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے۔ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی کوشش کا اصطلاحی نام جہاد ہے ...... جہادِ اکبر یعنی سب سے بڑا جہاد۔

عمل کی تین قسمیں ہیں : نیک۔ بد۔ نہ نیک نہ بد۔

جن باتوں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس ﷺ نے حکم دیا ہے ..... نیک اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے بد ہیں۔ جن کے کرنے کا نہ حکم دیا گیا ہے نہ منع فرمایا گیا مباح ہیں، نہ نیک نہ بد۔

ہر عمل کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں :

اتباع اخلاص استقامت

اتباع : جو بھی نیک عمل اختیار کیا جائے، اللہ رب العالمین کے حکم اور حضور اقدس ﷺ کی اتباع میں کیا جائے۔

اخلاص : ہر عمل میں اخلاص پایا جائے یعنی جو کچھ بھی کیا جائے اس کا مدعا اللہ اور

رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ہو، کوئی اور غرض و غایت نہ ہو اور نہ ہی دکھلاوے کے لیے کیا جائے۔

استقامت : کسی عمل کو ایک بار اختیار کر کے پھر کبھی ترک نہ کیا جائے، اگرچہ بظاہر ثمرات کا ظہور نہ بھی ہو۔

نیک اعمال دنیاو آخرت میں بندے کے مونس اور کامیابی کے موجب ہوتے ہیں۔ نیک اعمال کے بے شمار ثمرات ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والے کے دل میں غنا بھر دیتے ہیں اور ہر معاملہ میں اس کے وکیل و کفیل و نصیر ہو جاتے ہیں جو دل نیک کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے اللہ پھر اس کو کسی اور کام میں مشغول ہونے نہیں دیتے۔ اس کے دل کو شاد کر دیتے ہیں، آباد کر دیتے ہیں اور مسرور و مخمور کر دیتے ہیں۔ اسے کوفت میں راحت محسوس ہوتی ہے۔ وہ کسی بھی حال میں نہ واویلا کرتا ہے نہ شکوہ ..... ہر حال میں جو بھی وارد ہوتا ہے شکر کرتا ہے اور سجدہ۔

جہاں میرے اندر اللہ رہتا ہے، وہیں شیطان کا بھی ڈیرہ ہے۔ جب دم بھر کے لیے بھی غافل ہوا، کود پڑا۔ میں اسے روکتا رہتا ہوں .... یہی جہادِ اکبر ہے۔

نفس سے خطاب

تو بھی کیا کہے گا کس روح سے تیرا واسطہ پڑا۔

پل بھر کے لیے بھی من مانی نہ کرنے دی۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ! یہ رذیل کس زبان سے تیری عنایاتِ بے بہا پہ کیونکر اور کیسے شکر ادا کرے۔

نفس کو بے آرام اور رذیل رکھنا ہی تو جہادِ اکبر ہے۔

اور جہاد کسے کہتے ہیں؟

مجاہد کے لیے ہر قسم کے ہتھیار کی بہترین ڈھال : ذکرِ الٰہی
ذکرِ الٰہی سے بہتر اور کوئی کمال نہیں
ذکرِ الٰہی کی بدولت روح کی پرواز وراء الوراء
اٹھارہ ہزار عالم محزن و مغموم الاباذن اللہ
ذکر اور صرف ذکر ہی کی بدولت مطمئن و مسرور و مخمور

○ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل وارفع ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔ پھر پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! ذکرِ الٰہی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خود وہ (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے رنگین ہو جائے (یعنی شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس سے درجہ میں بڑے ہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۴)

○ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سا عمل ہے جو تمہارے مالک کے نزدیک اچھا اور پاکیزہ ہے اور تمہارے درجوں میں سب اعمال سے بلند ہے اور تمہارے لیے اس سے بھی اچھا ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑو۔ تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔

فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی

دوسری چیز اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۴)

○ حضرت مغارق ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اللہ کے عرش کے نور میں ڈھانپا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا وہ کوئی نبی ہے؟ کہا گیا نہیں۔

میں نے کہا پھر یہ کون ہے؟

آواز آئی یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان دنیا میں ذکر سے تر تھی۔ اور اس کا دل ہر وقت مسجد سے لگا ہوا تھا اور اس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہ دی تھی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۹۵)

○ حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہو گا۔ وہ موتیوں کے منبروں پہ متمکن ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کریں گے۔ وہ لوگ انبیاء اور شہداء نہ ہوں گے۔ ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا حال بیان فرما دیجیے تا کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰، ص ۷۷)

○ حضرت عمر بن عبسہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے رحمٰن کے دائیں ہاتھ .... جب کہ اس کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں .... میں کچھ لوگ ہوں گے جو نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہید۔ ان کے

چہروں پر سفیدی ہوگی جو دیکھنے والوں کو نظر آئے گی۔ان پر نبی اور شہید رشک کریں گے بوجہ ان کی (عمدہ) نشست اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے۔

پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ لوگ کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسی جماعتیں ہوں گی جو مختلف قبیلوں سے نکل کر اللہ کے ذکر پر جمع ہوں گی۔وہ پیارے کلام کو چھانٹ لیں گی جیسے کھجوروں کو کھانے والا اچھی اچھی عمدہ کھجوروں کو چھانٹ لیتا ہے۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ ص ۷۷)

○ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آسمان کے فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والوں کے گھروں کو پہچانتے ہیں۔ان کے گھر روشن ہوتے ہیں جیسے اہل زمین چمکتے ہوئے تاروں کو پہچانتے ہیں۔ (الدر المنثور جلد ۱، ص ۱۵۲)

○ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اعمال میں سے کون سا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تجھے موت آئے اور تیری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو (یعنی زبان پر اللہ کا ذکر ہو) (الطیب لابن قیم ص ۷۱۶)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستے میں تلواروں کے زخم کھانے سے بڑا درجہ رکھتا ہے اور سخاوت سے مال تقسیم کرنے سے بھی اجر میں زیادہ ہے۔ (الدر المنثور جلد ۱ ص ۱۵۰)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے اگر دو شخص ایک مشرق سے چلے اور دوسرا مغرب سے روانہ ہو۔ایک کے پاس سونا ہو جو جائز طریقہ پر خرچ کرتا ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر کرتا ہو اور دونوں راستہ میں آپس میں ملیں تو اللہ کا ذکر کرنے والا ان میں افضل ہوگا۔ (الدر المنثور جلد ۱ ص ۱۵۰)

○ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مثال اس شخص کی جو ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور اس شخص کی جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردے کی سی ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۴۸)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صبح کی نماز پڑھ کر ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتی ہو، تمام دنیا سے، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ کا ذکر کرتی ہو، دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ ص ۱۰۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ (دونوں) گواہی دیتے ہیں کہ حضور اقدس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے اسے فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینانِ قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام ان کا ملائکۂ مقربین میں ذکر کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرا کرتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (اور) آسمان دنیا تک (تہہ بہ تہہ پہنچ جاتے ہیں) فرمایا پھر (ذکر کی مجالس برخاست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پہ پہنچتے ہیں)

اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، اور حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے، کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں (الٰہی!) تیری تسبیح و تکبیر و حمد و ثنا کر رہے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں (واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا)۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھتے نہایت شدت سے تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتے (حضور اقدس ﷺ نے) فرمایا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں وہ (ذاکرین) کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے بخش دیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! ان ذکر کرنے والوں میں ایک آدمی ذکر کی خاطر ان میں شامل نہ تھا بلکہ وہ کسی

ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا (اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ) وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف جلد سوم)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا خبر دار ہو کہ میں نے تم سے بد گمان ہو کر تم کو قسم نہیں دلائی لیکن میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ سبحانہ تمہارے سبب سے فرشتوں میں فخر محسوس کرتا ہے۔

یہ بات حضور اقدس ﷺ نے اس وقت فرمائی جب حضور اقدس ﷺ اپنے اصحاب کی محفل سے گزرے تو فرمایا کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھایا ؟

حضرات صحابہ کرامؓ نے کہا ہم بیٹھے اللہ سبحانہ کی یاد کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ بتائی اور اسکے سبب سے ہم پہ احسان کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں اللہ کی قسم ہے کہ تمہیں اس کے سوا کسی اور کام نے تو یہاں نہیں بٹھایا ؟

اصحابؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم ہمیں سوا اللہ کی یاد کے کسی کام نے نہیں بٹھایا۔ (ابو سعیدؓ / مسلمؒ)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تک دنیا میں سے اللہ اللہ کی آواز سنانے والے ختم نہ ہو جائیں، قیامت قائم نہ ہو گی۔ (انسؓ / ترمذی شریف جلد دوم)

○ حدیث قدسی ہے اللہ سبحانہ فرماتا ہے قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اہلِ کرم (جن پر اللہ سبحانہ انعام فرمائے گا) کون ہیں ؟ دریافت کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ! اہلِ کرم کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا :

مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے۔

(ابو سعید خدریؓ / ابن حبانؒ طبرانی فی الکبیر، ابو یعلیٰؒ)

○ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اگر میں صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھوں اتنی ہی دیر۔ اور میں اگر عصر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ اتنا عرصہ میں گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر اللہ کے راستے میں جہاد کروں۔ (الدر المنثور جلد ۱ ص ۱۵۱)

ذکرِ الٰہی :

○ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان.... "اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو" کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ایسی کوئی چیز فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے لیے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو، بجز اللہ کے ذکر کے۔ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی جس طرف اس کی رسائی ہو اور نہ اللہ نے اِس کے ترک پر کوئی عذر قبول فرمایا بلکہ یہ فرمایا :

"اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (اپنی کروٹوں کے بل)"

یعنی رات کو، دن کو، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں، حضر میں، تونگری میں، فقر میں، بیماری میں اور صحت میں، آہستہ اور پکار کر۔ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، ص ۴۹۵)

○ ذکرِ الٰہی کی ایک مجلس بیس لاکھ بری مجالس کا کفارہ ہوتی ہے۔ (الحدیث)

○ حضور اقدس ﷺ دولت کدہ میں تھے کہ آیت وَ اصْبِرْ نَفْسَکَ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں"

حضور اقدس ﷺ یہ آیت نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لُنگی ان کے پاس ہے)۔

جب حضور اقدس ﷺ نے ان کو دیکھا، ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم (فرمایا) ہے۔

رب کو راضی کرنے کی سبیل:

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ

سو آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اسکی) تسبیح کیجئے

(اس میں نماز بھی آگئی)

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ج

آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○
اور اوقاتِ شب میں (بھی) تسبیح کیا کیجیے (مثلاً نماز مغرب و عشا) اور دن کے اول و آخر میں تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ ﷺ (اس سے) خوش ہوں۔ (طٰہٰ: ۱۳۰)

مبصر صرف حال ہی کو دیکھ کر تبصرہ کرتا ہے، بن دیکھے نہیں۔

قرآن کریم و سنّتِ مطہرہ کی شہادت ہی معتبر ہوتی ہے۔

مبصر نے تصدیق کی اللہ کے ذکر کے سوا باتیں کیسی بھی کیوں نہ ہوں، فتنہ سے خالی نہیں ہوتیں۔

یہ ذکرِ الٰہی کی مجلس ہے

میرے آقا روحی فداہ ﷺ فرماتے ہیں

اللہ کے ذکر کی مجلس میں شفا ہے اور لوگوں کی باتوں میں بیماری۔

میں نے تو کوئی بھی بات نہیں کرنی، توبہ کرتا ہوں، آپ نے کرنی ہے تو گھر جا کر کریں۔

ناصحالو ناصحا

جملہ برکات کا نزول

جملہ بلیات کا دفعیہ

جملہ امراضِ نفسانی و روحانی سے شفا

ذکرِ الٰہی ہے۔

بیماری بلا ہے، کرب بھی۔

دونوں کا دفعیہ ..... ذکر اللہ۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے فرمایا

اللہ کے ذکر میں شفا ہے اور لوگوں کی باتوں میں بیماری۔
ہر کسی نے اسی کی تائید کی اور کوئی نیا حکم لے کر دنیا میں نہیں آیا۔
حضرات! پھر میں یا کوئی اور کیا باتیں اور کیا ملاقاتیں کر سکتے ہیں؟

کچھ مت بن ...... بندہ بن
کچھ مت کر ...... ذکر کر۔
ذکر دستک اور دستک مفتح الابواب .....ماشاء اللہ!
ذکرِ الٰہی اذنِ الٰہی پہ موقوف ہے۔
کوئی بندہ بدوں اذنِ الٰہی ذکر و طاعت پہ قدرت نہیں رکھتا۔
میرِ محفل کی اجازت کے بغیر نغمہ ساز نغمہ سرائی کی کیسے جرأت کر سکتا ہے!

اقسامِ ذکر:

ذکرِ لسانی ..... اطمینان
قلبی ..... سکون
روحی ..... جمال
سِرّی ..... توبہ کی نمو

ذکر کا نصاب

صلوٰۃ
تلاوت القرآن العظیم
تسبیحات
دعوات

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز ہر پرہیز گار کے لیے اللہ سے قرب کا ذریعہ ہے۔

(کنزالعمال / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۳۴۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر تم (میں) سے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو اور وہ اس نہر میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رکھے گا؟

صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ اس کے میل کو کچھ بھی باقی نہ رکھے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ سبحانہ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۳۲۸)

نماز عبادت بھی ہے، دعا بھی۔

انسان کے عروج کا باعث بھی فرحتِ قلبی بھی۔

جسے بھی کوئی عنایت ملی، نماز ہی کے دوران ملی۔

جس بھی عنایتِ الٰہیہ کا ورود ہوا، نماز ہی کے اندر ہوا۔

نماز ہی کی برکت سے سالک مجذوب بنا۔

اور اس کے متضاد و برعکس نماز کی ودیعت ہی سے مجذوب سالک بن کر مشکور و ممنون ہوا۔

تلاوتِ قرآن کے بغیر نماز قائم ہو سکتی ہی نہیں۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی گئی اور یہ

سات آیات ہیں (ہر رکعت میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہ قرآنِ عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (سنن دارمی / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۸۲۵)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جائے وہاں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیطان اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ اہل و عیال میں فراخی ہوتی ہے۔ بھلائی زیادہ ہوتی ہے اور برائی کم ہو جاتی ہے اور جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں، فرشتے بھاگ جاتے ہیں۔ اہل و عیال میں تنگی ہو جاتی ہے۔ بھلائی کم اور برئی زیادہ ہو جاتی ہے۔
(کنز العمال / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۷۷۳)

بندے کا نفس سے ہمکلام ہونا فیضِ موسویٰ کی حقیقت ہے۔

قرآنِ عظیم کی تلاوت اللہ سے عین ہمکلامی ہے۔

بندہ جب قل هو الله احد کہتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے کہ اللہ جبرئیلؑ کو کہتا ہے یا جیسے جبرئیلؑ حضور نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں یا جیسے حضور نبی اکرم ﷺ اپنی ساری امت سے فرماتے ہیں یا جیسے آپ ﷺ کا ہر امتی امت کے ہر فرد کو کہہ رہا ہے اور سالک قرآنِ کریم کی تلاوت کے دوران ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ہوتا ہے۔

○ حضرت غضیف بن حارثؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تم نیک بختوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، حشر کے دن نجات، خوف کے دن امن اور اندھیروں میں روشنی اور گرمی کے دن سایہ اور پیاس کے دن سیری اور خفت کے دن وزن اور گمراہی کے دن ہدایت چاہتے ہو تو قرآن پڑھو کیونکہ

وہ رحمٰن کا ذکر ہے اور شیطان سے بچاؤ ہے اور ترازو میں جھکاؤ ہے۔

(کنزالعمال / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۷۷۶)

جس طرح ہر دوا میں ہر مرض کی شفا نہیں ہوتی اور مختلف امراض کے لیے مختلف دوائیں ہیں اسی طرح سلوک میں بھی کسی ایک ذکر پہ اکتفا نہیں کیا جا سکتا البتہ ان تینوں میں ہر مرض سے کُلی شفا ہے :

تلاوتِ قرآن

نماز

ذکر

ان تینوں کی کثرت مساوی ہو .... یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

بے شک ذکرِ الٰہی دل کے جملہ امراض کا علاج

اور اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے۔

عظمت و تمکنت تیرے اپنے ہی اندر ہے باہر کوئی شے نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم

ان میں سب کچھ ہے اور ہر شے ہے۔

ان میں سے کوئی ایک یا دو یا تینوں جس بھی مقام پہ متحد ہو جاتے ہیں، بگڑی بنا دیتے ہیں اور سوئی ہوئی قسمت جگا دیتے ہیں۔

کسی ایک ڈیرے پہ ڈیرہ جما اور ڈیرے میں ایک، دو، تین ہوتے ہیں۔

ایک، دو، تین کا معمہ تشریح طلب ہے۔

سنیے!

ایک قرآنِ کریم

دوسرا ذکرواذکار

تیسرا صلوٰۃ شریف

نیز یہ کہ ایک رئیس

دوسرا معاون

تیسرا خادم

معمہ حل ہوا۔

دین کے تین جوہر ہیں:

قرآن کریم کا جوہر ــــ بسم الله الرحمن الرحیم

جملہ اسماء حسنیٰ کا جوہر ــــ یا حی یا قیوم

جملہ صلوۃ شریف کا جوہر ــــ صلی الله علیه وسلم ہے۔

☆ ہر بیماری کا علاج ہر پریشانی کا ازالہ

ہر غم کا چارا ہر درد کی دوا

ہر اعتراض کا جواب ہر لڑائی کا ہتھیار

ہر وار کی ڈھال ہر محصور کے لیے قلعہ

ہر کمی کی تکمیل ہر جدوجہد کا مقصود

ہر شیطان سے حصار اور ہر ایجاد کی ابتداء

اللہ کا ذکر اور اللہ کے حبیب اقدس ﷺ کی محبت ہے۔

ذکر و محبت کی اہلیت عنایت کی جاتی ہے۔ اپنے آپ نہ کوئی اہلِ ذکر ہوا، نہ اہلِ محبت مگر جسے بھی چاہا، نواز دیا۔

اہلِ ذکر وہ ہیں جو مُردوں کی طرح قبروں میں زندگی کی تمنا کریں اور زندہ رہ کر ذکر ہی میں محو اور ذکر ہی میں منہمک رہیں، ماسوا سے بے خبر۔ کسی سے التفات کریں نہ رغبت۔ اہلِ قبور احوال الآخرت کے عارف ہوتے ہیں۔ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ کیے ہوؤں ہی پہ نادم ہوتے ہیں۔ اِس حال میں جینا قابلِ رشک جینا ہے۔

ذکرِ الٰہی چار اقسام پر مشتمل :

ذکرِ لسانی ...... کبھی زندہ کبھی مردہ

ذکرِ قلبی ...... کبھی شافی الصدور کبھی وساوس میں مسحور

ذکرِ روحی ...... کبھی طاعت میں مسرور کبھی معصیت میں رنجور

ذکرِ سِرّی ...... دائیں، بائیں، آگے پیچھے، اوپر، نیچے

ہمہ وقت قائم و دائم۔

اہلِ ذکر ...... اولوا الالباب

میرے آقا روحی فداہ ﷺ قاسم الخیرات الحسنہ۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت کی ایک بوند جب تن و من میں سما نہ سکی، چاروں اقسام کے اذکار بیک وقت جاری فرما کر ایک رذیل و ذلیل کی دلجوئی فرمائی۔

۱۔ ذکرِ لسانی ۲۔ ذکرِ قلبی

۳۔ ذکرِ روحی ۴۔ ذکرِ سِرّی

ذکر زبان سے جاری ہو کر قلب میں، قلب سے روح میں اور روح سے سرمدی سرور بن کر الانسان سری و انا سرہ کے مصداق راگ بجانے لگ جاتا ہے۔اسے اصطلاح میں اُنحد کہتے ہیں۔

علم نہیں، شہود اس کی تشریح ہے۔

انحد راگ بج رہا ہے۔سنائی نہیں دیتا،شب و روز رگ رگ میں بجتا رہتا ہے۔

تن و من میں،ذکر کے سوا، تل تک دھرنے کو جگہ باقی نہ ہو .....

اہلِ ذکر کی اصطلاح میں اسے ذکرِ دوام کہتے ہیں۔

ذکرِ دوام نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کے سوا وضو کی پابندی سے مستثنیٰ۔

ذکرِ دوام جب جسم الوجود میں گھر کر لیتا ہے، کسی ہم و غم،یاس و حزن کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا۔اے ہمنشین! یہ چاروں چیزیں ابلیس ملعون کے مہلک ہتھیار ہیں۔

ذکرِ دوام ذاکر کی راہنمائی کا ضامن ہے۔بات بات پہ اور قدم قدم پہ رہنمائی کرتا ہے۔یہ کام ایسے کر، یہ مت کر، کبھی مت کر۔طریق بتاتا ہے،ڈھنگ بتاتا ہے۔خطرے سے آگاہ کرتا ہے اور بچاتا ہے۔

ذکرِ دوام ہمدم کا مقام ہے۔ماشاء اللہ۔

اسمِ اعظم کی تو ہر کسی کو خبر نہیں ہوتی البتہ ذکرِ دوام میں اسمِ اعظم کی تاثیر ہوتی ہے۔اگر اسے اسمِ اعظم کا نعم البدل کہیں تو بے جا نہیں۔

ذکرِ دوام تیرے میرے بس کی بات نہیں،عنایتِ الٰہی پہ موقوف ہے۔

اہلِ ذکر اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر کبھی نہیں کرتے، ذکر ہی میں محو و منہمک رہتے ہیں۔

طریقت کے جملہ احوال و مقامات ذکرِ دوام ہی سے پیدا اور وارد ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام مژدۂ حیاتِ دوام۔

ذکرِ دوام سے ذاکر کی قبر زندہ اور فیض بار رہتی ہے۔

محبوب اپنے محبّ کی محبت کا قدر دان ہے یہاں تک کہ محبّ کے مرقد پہ حاضر ہونے والے کو بھی کبھی خالی نہیں پھیرتا۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

یاحی یاقیوم کے نور کی برکت سے قبر بامراد رہتی ہے۔

موت اسے فنا نہیں کرتی۔ بقاباللہ بن کر شاہد و مشہود کی ترجمان ہوتی ہے۔

ماشاء اللہ! واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ کا ذاتی اسم "اللہ" اور صفاتی "یاحی یاقیوم" ہے۔ ماشاء اللہ!

اسمِ اعظم امرِ مخفی، اکتسابیت کے فہم و ادراک سے بالا۔ نہ آسکتا ہے نہ سما۔ عنایتِ الٰہی پہ موقوف۔

اللہ ہر عنایت کا معطی ..... کبھی ہو یاد ہی اور

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم قاسم الخیرات الحسنہ ماشاء اللہ! یاحی یاقیوم

یا حی یا قیوم اسم اعظم "دارالاحسان" المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین کا اسم مربی و فریادرس ہے۔ اس کے فضائل فہم و ادراک میں نہیں آسکتے اور نہ

ہی احاطۂ تحریر میں لائے جاسکتے ہیں۔

جب کسی خوش نصیب مسلمان پہ حضور اقدس واکمل واکرم واجمل واطیب و اطہر، طہ یس، مزمل مدثر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے حقیقی واصلی وجود کے ساتھ ظاہر ہوں اور وہ مسلمان "یا حی یا قیوم" کو اپنا وردِ زبان بنا کر مشغلۂ حیات کے طور پر پڑھے تو پھر اس کا وجود اس کلمہ یا حی یا قیوم کی صفت سے اپنی موت کی حقیقت سے بے حجاب ہو جائے گا اور حقیقتاً اور اصلیتاً صرف موت کا پردہ دکھائی دے گا ورنہ حقیقتاً وہ اپنے اسی وجود کے ساتھ اور ویسی اصلیت کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ماشاء اللہ!

اسمِ اعظم "یا حی یا قیوم" کے فیوض وبرکات اس قدر وسیع ہیں کہ کسی کے بھی فہم وادراک میں نہیں آسکتے۔ ان سے فیضیاب ہونے کے لیے ہر شخص کو حضور اقدس ﷺ سے مشاہدہ ہی کے عالم میں اجازت ملنا ضروری نہیں۔

اگر کسی کو کسی کا شوق مجبور کر دے اور اس کے تحت وہ یا حی یا قیوم کے ذکر میں محو ومنہمک ہو تو وہ بھی اسی طرح فیضیاب ہو..... جیسے کہ "وہ" .... ماشاء اللہ!

"وہ" کون؟

جسے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے اصلی وحقیقی وجود مسعود سے اسمِ اعظم یا حی یا قیوم کے ذکر کی تلقین سے مشرف فرمایا ہو۔

اور اے جانِ من! تو کیا جانے کہ شوق کیا ہے؟ شوق سوز وگداز کی اصل اور سوز وگداز بلوغ الی المرام ہے۔ شوق جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے، عشق بن جاتا ہے اور یہ

سب کچھ حقیقتاً انہی کے فیض و کرم سے ہم خاک نشینوں کو عنایت ہوا کرتا ہے۔

شوق عشق کا نقیب ہے۔ جس من میں داخل ہو جاتا ہے، ہلچل مچا دیتا ہے۔ دم بھر کے لیے بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ نہ دن دیکھتا ہے نہ رات، شب و روز محو عمل رہتا ہے۔ اور کسی بھی ملامت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اور جب تک اپنے مطلوب کو پا نہیں لیتا جوش عمل جاری رکھتا ہے، کسی بھی حال میں کبھی سرد ہونے نہیں دیتا، یا حی یا قیوم!

اور یہ عطا الٰہی، عنایتِ ربانی اور حضرت قاسم الخیرات الحسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فیض سرمدی ہے جس کی حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ یا حی یا قیوم لا الہ الا انت و لا الہ غیرک۔

اللہ اپنے جس بندے کا چاہے، ذکر بلند کر دیتا ہے۔ ذکر جمیل ماشاء اللہ! اور یہ وہ بندے ہوتے ہیں جنہیں ذکرِ دوام کی توفیق تا حیات عنایت کی جاتی ہے۔

ذکرِ دوام تاریخ کا ایک باب اور اللہ اسے ہمیشہ اپنے مقبول بندوں کی زبانوں پہ جاری رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام منزل کا عمود اور صلوۃ الوسطی کی تین معروف تشریحات میں سے ایک ہے۔ ذکرِ دوام قائم کر۔

ذکرِ دوام منزل کا جزوِ اعظم دیگر اذکار معاونین ہیں۔

ذکرِ دوام وضو، تعیین وقت و تعداد کا پابند نہیں۔ ہر وقت ہر حال میں جاری رہتا ہے۔

ذکرِ دوام ایک بار قائم ہو کر پھر کبھی باطل نہیں ہوتا، مدمقابل کو باطل کر دیتا ہے۔ ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام ماسوا سے مطمئن کر دیتا ہے، کر کے دیکھ۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ فیض

مبارکاً مکرماً مشرفاً

ابوابِ طریقت

التوبة و الاستغفار

التوبة والاستغفار سے اصح الصمت التام

الصح الصمت التام سے ذکرِ دوام

ذکرِ دوام سے موتوا قبل ان تموتوا کا اولین مقام

نفئ تام سے ترکِ تام

ترکِ تام سے تعلق تام

تعلق تام سے شفا اور

شفا سے اطمینان۔

طریقت الاسلام کے چار معروف مقامات

- التوبة و الاستغفار
- الصمت التام
- الذکر الدوام
- موتوا قبل ان تموتوا
-

سچی اور پکی توبہ کر

توبہ کی برکت سے الصمت التام

الصمت التام ...... مفتاح الذکر الدوام اور

الذکر الدوام ...... موتوا قبل ان تموتوا کی طرف پہلا قدم ہے۔

ماشاء اللہ!

انسان کی حیات الدنیا اور طریقت الاسلام کی منزل کا سب سے اونچا، سب سے اخیر اور سب سے مشکل مقام موتوا قبل ان تموتوا ہے۔

بندہ مر کر ہی زندگی کا پیغام سنا سکتا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا اس پیغام کا شاہد ہوتا ہے۔

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ الاسلام ج

(یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے) (الانعام: ۱۲۵)

پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کی شناخت کی جا سکے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور وہ ہے .... غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور ہونا، آخرت کی طرف رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے مرنے کے لیے تیار ہو جانا۔

(بیہقیؒ)

طریقت کا مایہ ناز مقام : مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

موتوا قبل ان تموتوا ...... بندے کی اصل بندگی، ماشاء اللہ!

من کی نگری میں اللہ کا راج اور تن من کے تابع۔

مرنے سے پہلے مرنے کا حساب کتاب منکر و نکیر لیتے ہیں جو شدید تر ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے۔ ہڈی پسلی کو توڑ مروڑ کر چکنا چور کر دیتا ہے۔

مردے کا حساب کتاب قبر میں ہوتا ہے۔

موتوا قبل ان تموتوا کا حساب کتاب کسی خاموش مقام پہ حظیرۃ القدس میں ارم کی وادی میں ہوتا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی کمال رحمت میں ہوتا ہے۔ مان توڑ دیتا ہے۔ مٹی میں مٹی کر دیتا ہے۔ پھر جی کر جینے کی امیدیں توڑ دیتا ہے۔ ہستی کو نابود کر کے مردہ مُردوں کی صفوں میں شمار ہو کر اپنے اپنے حال میں مصروف ہو جاتا ہے۔

زندگی کی فنا کا عارف دنیا سے بیزار ہو کر ہی موتوا قبل ان تموتوا کے مقام پر فائز ہو سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں اور اس مقام پہ ذکر کے سوا کوئی مقام قائم نہیں رہتا۔

کمالات ..... وراء الوراء ۔

موتوا قبل ان تموتوا ..... بے مثل

موت ..... کمالات کی موت الا موتوا قبل ان تموتوا

بعض کام ایسے اہم ہوتے ہیں کہ موت سے ہمکنار ہو کر ہی کیے جا سکتے ہیں، زندگی میں نہیں اور موتوا قبل ان تموتوا کی زندگی ماشاء اللہ، بارک اللہ،

لبدی ہوتی ہے۔

طریقت الاسلام کی تمام منازل کا نچوڑ موتوا قبل ان تموتوا۔ اور اس مقام پہ کھڑنا اور ثابت قدم رہنا ہر مشکل سے مشکل منزل اور ہر افضل سے افضل کام ہے۔

موتوا قبل ان تموتوا کی منزل میں موت کی طرح قبر کا حساب ہوتا ہے۔ موتوا قبل ان تموتوا کے مقام پر پہنچ کر کسی قسم کی تقریبات کا کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔ موتوا قبل ان تموتوا ہی کی دھن میں محو ہو کر مدغم ہو جاتی ہیں۔ نہ تفسیرات کی حاجت رہتی ہے نہ تشریحات کی۔ ہر عالم میں ھُوْ کا عالم جاری رہتا ہے۔

اور یہ تقریب ہر تقریب سے مستغنی عَنِ التقریب۔ ماشاء اللہ!

غور فرمائیں کہ مرنے کے بعد ہی کسی کے ثواب و عذاب کا اجرا ہوا کرتا ہے، زندگی میں نہیں۔ زندگی میں یہ اعزاز صرف موتوا قبل ان تموتوا کے حامل کو حاصل ہوتا ہے۔

اس مقام پہ اللہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور کوئی موجود نہیں ہوتا۔ یہ مقام صرف اور صرف میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام ہی کی عاطفت و قیادت میں طے ہوتا ہے۔

توبۃ الصوح اور موتوا قبل ان تموتوا کے بعد دنیا میں جینے کی کوئی حسرت باقی نہیں رہتی۔

جو جیتے جی مر گیا، دنیا و آخرت میں تر گیا۔
مر کر جینے والے نے صرف یہ خبر سنائی۔

زندگی کا جو وقت غفلت میں گزرا، ناپسند گزرا۔
ہر قسم کی موت سے مبرا ہو کر بقا باللہ کا شہود ہوتا ہے۔
اپنا جنازہ پڑھ کر ہی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ پڑھ کر دیکھ۔
یہاں مرنا نہیں مٹنا ہے اور مٹنا ..... بقا کے اسرار۔

ہر آسمانی کتاب تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم و عظیم و حکیم نے آدمیت وانسانیت و بشریت کی بلندی و سر فرازی کا موجب توبہ و استغفار ہی کو قرار دیا اور توبہ و استغفار ہی کی بدولت جملہ انوارات و برکاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے انسانیت کو اسی مژدۂ جانفزا سے روشناس فرمایا۔

تائب مغفرت کی اور مغفرت تائب کی تلاش میں رہتی ہے .... توبہ کرے بخش دوں۔

گناہ بری چیز ہے ، بخشش بڑی چیز ہے
اور بخشش اللہ کو بے حد پسند۔
گنہگار نہ ہوتے، بخشش کا کوئی باب نہ کھلتا۔
گنہگاروں ہی نے بخشش کا باب کھولا۔
گناہ کے پہاڑ کو ایک توبہ ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔
یوں، جیسے کبھی کیا ہی نہ تھا۔

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو تو

اللہ تم کو ختم کر دے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم کو لائے جو گناہ کرے اور اللہ سے بخشش چاہے اور پھر اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے"۔

(اس سے مقصود گناہ کی ترغیب نہیں بلکہ اپنی شانِ مغفرت کا اظہار ہے)

(ابو ہریرہؓ / مسلمؒ)

○ حضرت عبید اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اس کی نافرمانی نہ ہو تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا۔

(مسند امام احمد بن حنبلؒ جلد دوم ص ۳۵۶)

○ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جنت میں ضرور داخل ہو گا وہ شخص جو دینی لحاظ سے فاجر ہو اور دنیاوی زندگی میں احمق ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جنت میں ضرور داخل ہو گا وہ شخص جس کو آگ نے اس کے گناہ کے سبب جلا دیا ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ضرور مغفرت فرمائے گا ان گناہوں کی جو آدمی کے دل میں پیدا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی مغفرت فرمائے گا کہ ابلیس بھی اس کے لیے امیدوار بن کر اپنی گردن اٹھائے گا کہ شاید اس کی بھی مغفرت ہو جائے۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ جلد دوم ص ۳۵۷)

توبہ ..... مفتاح الخیرات

توبہ ..... مجمع البرکات

توبۃ النصوح ..... باب الحسنات

جس نے بھی پایا، توبہ ہی کی بدولت پایا۔

جس نے بھی دیکھا، توبہ ہی کی برکت سے دیکھا۔

توبہ ہی کی آغوش میں رحمت اور توبہ ہی کی برکت سے اللہ بندے سے راضی۔

توبہ نہ ہوتی، مغفرت کی کیا شان ہوتی ؟اور کیا احسان ہوتا؟

حسنات کے جملہ مدارج توبہ ہی کے باعث مرتب ہوئے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥ (سورة الزمر:۵۳)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

○ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسی دعا تعلیم فرمائیں جس سے مجھے بھلائی حاصل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہو جا۔ وہ قریب ہو گیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ (بوجہ قرب) اس کا گھٹنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے لگ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّىْ فَاِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ وَ اَنْتَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ ط

اے اللہ! مجھے معاف فرما کیونکہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے اور تو عفو (معاف کرنے والا) کریم (بخشنے والا) ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۱۰ص ۱۷۳، کتاب العمل بالسنۃ جلد چہارم ص ۲۳)

یَا عَظِیْمَ الْعَفْوِ! تیری مغفرت گنہگاروں کا ناز!

معصیت ہی نے مغفرت کا بول بالا کیا۔

معصیت نہ ہوتی تو مغفرت کس کام آتی؟

اسی طرح رحمت اور اسی طرح عنایت۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ جسے جو ملا، معصیت ہی پہ ندامت کی بدولت ملا۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آپ کے گوناگوں احسانات اور قدم قدم پہ پردہ پوشی اور عنایات پہ عنایات پر میری ناشکری، احسان فروشی نہیں تو کیا ہے؟

عبدیت نادم ہوئی اور بلک بلک کر کملی ہوئی۔ بتا! کیا اب بھی تیرے باز رہنے کا وقت نہیں آیا؟

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے حضور میں پیش کرنے کے لیے کسی کے بھی پاس ندامت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہوتا۔

آنکھیں جب ندامت سے اشکبار ہوئیں، فیض بار ہوئیں۔

ندامت عمر بھر کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

نادم ہو کر تو دیکھ، اپنانہ بنالے تو کہنا،
رحمت کے در نہ کھول دے تو کہنا۔
ندامت .... بہترین عبادت۔
فقرا ندامت ہی میں ڈوبے رہتے ہیں
"یہ کیوں کیا"
"یہ کیوں نہ کیا"
عبادت ہی کی کمی میں ڈوب ڈوب کر مرتے رہتے ہیں۔
تقوٰی کا فخر بھی کوئی فخر ہوتا ہے ؟
بندہ جوں جوں نادم ہوتا ہے، اسرار کھلتے جاتے ہیں۔
ندامت سے درگذر اور نادم کی دلجوئی سنّتِ الٰہیہ ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔

نادم ہو
ندامت .....لبدی ولایت کی امین۔
جب تیری آنکھیں اشکبار ہوں، یقین کر .... تیرا اللہ تجھ پہ راضی ہے اور یہ آنسو اللہ کی محبت کے آنسو ہیں۔
اشکِ ندامت، رضا کی علامت۔
گنہگار جب شرمسار ہوا، کرم سے نوازا گیا۔
جس نے بھی کرم پایا، شرم ہی کی بدولت پایا۔
نفس میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہو کر ہی مطمئن ہوتا ہے، کسی اور طرح کبھی نہیں ہوتا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

نفس جب برائی کو تسلیم کر لیتا ہے کہ یہ برائی ہے، نادم ہو کر توبہ پہ آمادہ ہو جاتا ہے۔ پھر ایسی توبہ کرتا ہے اور ایسی کرتا ہے کہ تاریخ کو مات کر دیتا ہے۔

و ما علینا الا البلاغ۔

کسی تاریخ کا کسی تاریخ کو مات کر دینا عنایت کی حد ہے اور ایسی عنایت میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سفارش و شفاعت پہ مبنی ہوتی ہے۔

تائب توبہ کا منتہی اور توبہ کی بین دلیل ہوتا ہے۔

دلیل وہ ہوتی ہے جسے کوئی رد نہ کر سکے۔ توبہ خود تصدیق کرتی ہے کہ یہ تائب ہے، جب تک توبہ تصدیق نہ کرے، تائب نہیں کہلاتا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو!	
تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ	اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو	
تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط	سچی توبہ!	(التحریم: ۸)

ف : دل و زبان سے واردِ وجود ہو۔

قائد ایک ہوتا ہے اور اسی کے گرد زندگی گھوما کرتی ہے۔ میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہماری زندگی کے قائد ہیں۔ قائد العرفان۔ شیطان کو کوئی دلیل مطمئن نہیں کر سکتی مگر صرف اور صرف حضور ﷺ کا ارشاد۔

شیطان معلم الملائکہ تھا، کسی کو کسی خاطر میں نہیں لاتا۔

شیطان کا روح سے ہمکلام ہونا، قائد العرفان حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ ﷺ ہی کے عمانِ فیضانِ فیض کی حقیت ہے۔

طریقت الاسلام کی انتہائی منزل کا نازک ترین مقام انسان و شیطان کے مابین

بالمشافہ سوال و جواب ہے، اگر اس مقام پر حضور اقدس و اکمل و اجمل و اطیب و اطہر ﷺ کی وکالت و کفالت نہ ہو، منزل سے گرنے اور کفر کا خدشہ ہے۔

شیطان معلم الملائک تھا اور ملائک میں سیدنا جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام سبھی شامل ہیں۔

ہر کوئی اس کے کس کس سوال کا کیا جواب دے سکتا ہے، مگر یہ کہ سن!
"تو آدم ہی کے انکار کی بدولت مردود و ملعون ہے"۔

شیطان سے ہمکلامی جاری ہے۔

یہ تین باتیں .... قدر، توبہ، باطن .... لکھو کھا صفحات پہ مشتمل۔
اور تیری ہر بات کا بات بات کا جواب ہیں۔ ماشاء اللہ!

○ حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

شیطان نے اپنے پروردگار سے عرض کیا قسم ہے تیری ذات کی! اے میرے پروردگار! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک انکی روحیں ان کے جسم میں ہیں۔ پروردگار بزرگ و برتر نے فرمایا اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور اپنے جلال کی اور اپنے بلند مرتبہ کی جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا۔ (احمدؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص توبہ کرے آفتاب کے مغرب سے نکلنے سے پہلے (یعنی قیامت سے پہلے) اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ (مسلمؒ)

شیطان سے ہمکلامی جاری ہے ....

گناہوں کی دنیا کا سرِ فہرست گناہ قتل ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا گناہ اس گناہ کے تابع ہے۔

○ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ پھر وہ بنو اسرائیل میں سے یہ پوچھتا ہوا نکلا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟

وہ ایک عابد کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عابد نے کہا نہیں! اس نے عابد کو (بھی) مار ڈالا۔ اور پھر اسی طرح لوگوں سے پوچھا پھر ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو فلاں آبادی میں جا اور نام پتہ بتایا (چنانچہ وہ ادھر چل دیا)

راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ موت قریب ہے (وہ آدھا راستہ طے کر چکا تھا موت کو قریب پاکر) اس نے اپنا سینہ آبادی کی طرف بڑھا دیا (یعنی جب موت نے اس کو آلیا تو وہ لیٹ گیا اور سرک کر اپنے سینے کو آبادی کی طرف بڑھا لیا گویا اس نے آدھے راستے سے زیادہ طے کر لیا) موت کے فرشتے جن میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں تھے، اس کی روح قبض کرنے آئے اور دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی روح قبض کرے (یعنی اس کی روح رحمت کے فرشتے قبض کریں یا عذاب کے فرشتے) اللہ تعالیٰ نے اُس بستی کو جدھر وہ توبہ کے ارادے سے جا رہا تھا حکم دیا کہ وہ میت کو اپنے سے قریب کر لے یا میت کے قریب ہو جائے اور جس آبادی سے وہ چلا تھا اس کو حکم دیا کہ وہ میت سے دور ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جھگڑا کرنے والے

فرشتوں سے کہا کہ تم دونوں کا فاصلہ ناپو (چنانچہ فاصلہ ناپا گیا) ناپنے سے معلوم ہوا کہ جدھر وہ جارہا تھا ادھر کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔
(صحیح بخاری)

سب سے بڑی نیکی ...... توبہ
دنیا، دین اور آخرت کے تمام مدارج توبہ ہی کی بدولت مرتب ہوئے۔
توبتہ النصوح کا ظہور تائب میں بین۔
شقی ...... توبہ کی برکت سے سعید
کون سا بندہ ہے جو گنہگار نہیں ؟
ہر گناہ کا ازالہ ...... توبہ
توبہ اللہ کو پسند ہے۔
بندے کی توبہ پر اللہ خوش ہوتا ہے۔

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس قدر خوش کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جارہا ہو پھر وہ سواری گم ہو گئی ہو اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش اور تجسّس کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو اور اس کے سائے میں لیٹ گیا ہو۔ پس وہ اس حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ اس نے اس کی رسی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں۔ اے اللہ ! تو میرا بندہ اور میں تیرا پروردگار ہوں۔
(الصحیح لمسلم الجلد الثانی ص ۳۵۵)

جس کو بھی ملا توبہ ہی کی بدولت ملا اور توبہ ہی نے تائب کو زندگی بخشی۔ توبہ کا تذکرہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ایک تذکرہ صدہا صفحات پہ مشتمل۔ یہی تذکرہ ہے جو بندوں کو توبہ پہ راغب کرتا اور آمادہ کرتا ہے۔ اوڑک توبہ کی فہرست میں ایک زریں باب کے اضافے کا موجب بن جاتا ہے۔

زندگی معروف ہو سکتی ہی نہیں، کہلا سکتی بھی نہیں جب تک اس میں توبہ کا ایک باب نمایاں نہ ہو۔

توبتہ النصوح کا حال حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پوچھ

مٹی کی بوری سونا بن گئی

ایک ٹیلہ ریت کا اڑا دیا

اسے دیکھ کر یہودی ایمان لایا .. اگر کوئی بھی ایسی توبہ کرے ایسا ہی حال ہو۔

توبہ ...... بنی آدم کا سہرا

پہلی توبہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے کی

اور توبہ ہی کی بدولت یہ کائنات رواں دواں ہے۔

توبہ نہ ہوتی.....

علم و حکمت کا ہر باب تشنہ تکمیل رہتا۔

جذب و مستی کے مدارج میں کوئی چاشنی نہ ہوتی۔

کوئی محیر العقول روشنی نہ ہوتی۔ ایک دھندلا پن چھایا ہوتا!

توبہ ..... طریقت کا اسمِ اعظم

جس قسم کی توبہ، اسی قسم کی عنایت۔

کن سے فیکون کا ظہور۔

طریقت کا ہر تذکرہ توبہ ہی کا تذکرہ ہے۔

توبہ کے بعد محبت اور محبت کی آغوش میں موتوا قبل ان تموتوا جمالی پردوں میں مستور ہوتا ہے جنہیں کوئی چاک نہیں کر سکتا

اور نہ ہی یہ کسی کے فہم و ادراک میں آسکتا ہے۔

اس پردہ کی ابتدا ..... الصمت اور انتہا ...... الصمت التام ہے۔

اور یہ بھی اس مضمون پر ختم الکلام ہے۔

توبہ کے بعد بہترین تین عنایات کا اجراء :

الصمت التام

الذکر الدوام

موتوا قبل ان تموتوا

اگر کماحقہٗ اتباع ہو ...... کن فیکون کے مصداق۔

اصح الصمت التام کا یہ مطلب ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی بھی کلمہ زبان سے نہ نکلے یہاں تک کہ کسی بھی اشارے سے کوئی حرکت نہ کرے۔

خاموشی عین ذکر ہے اور عین حکمت۔

اگر کوئی کچھ بھی نہ پڑھے، صرف خاموش رہے اور خاموشی پہ ثابت قدم رہے، کافی ہے۔ خاموشی عین ذکر ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا خاموشی سب سے اونچی عبادت ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ص ۲۲۹)

O حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت میں سب سے پہلی چیز خاموشی اختیار کرنا ہے۔ (منتخب کنزالعمال جلد ۱ ص ۲۲۹)

O حضرات عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (رواہ البیہقی / مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۴)

O حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خاموشی میں کئی حکمتیں ہیں لیکن خاموشی اختیار کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ (الفردوس / منتخب کنزالعمال جلد ۱ ص ۲۲۹)

O حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموشی اختیار کرنا اخلاق کی سردار خصلت ہے اور جو شخص مذاق کرتا ہے وہ لوگوں میں ہلکا ہو جاتا ہے۔ (منتخب کنزالعمال ج ۱ ص ۲۲۹)

O حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عافیت کے دس حصے ہیں نو حصے تو صرف خاموشی میں ہیں دسواں حصہ تنہائی میں ہے۔

O حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت دس حصوں میں تقسیم ہے (جس میں سے) نو حصے تو صرف خاموشی ہی میں ہیں اور دسواں حصہ ہاتھ سے حلال روزی کمانا ہے۔ (منتخب کنزالعمال جلد ۱ ص ۲۲۹، ۲۳۰)

خاموشی اونچے درجہ کی اہم ترین سنت ہے۔
اسے اپنانا ..... مشکل ترین۔
اور مشکل ترین منزل بہترین ہوتی ہے۔
زبان جب خاموش ہو جاتی ہے دیگر اعضاء محو کار ہو کر زبان کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔
زبان بند کرنے سے کوئی بھی کام نہیں رکتا۔ تمام کام بدرجہ اتم خوش اسلوبی سے انجام پاتے ہیں۔ زبان کی قوت دیگر اعضاء میں منتقل ہو کر زبان کے کام کرنے لگتی ہے۔
گویائی میں نفع کم ہوتا ہے نقصان زیادہ۔ بعض نقصانات کی کمی عمر بھر پوری نہیں ہوتی۔

اصح الصمت التام
والذکر الدوام
کے نور سے غیریت کا فور
احدیت کا ظہور۔ ماشاء اللہ!
طریقت میں منافقت نہیں ہوتی۔
ایک ہو کر اور ایک بن کر ہی کوئی کسی کا کہلاتا ہے۔
دل جب کسی دل سے واصل ہوتا ہے، ایک ہو جاتا ہے۔
من و تو کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ہزاروں میل کی مسافت دم بھر میں طے ہو جاتی ہے، روبرو ہو جاتا ہے۔

زبانِ حال سے قریب ہو کر ہمکلام ہو جاتا ہے۔
جب تک ایسے نہیں ہوتا، ہم نشین بھی دور ہوتا ہے۔
اور یہ دوری کبھی ختم نہیں ہوتی۔
احدیت میں کوئی غیر نہیں، آپ ہی آپ ہوتے ہیں۔
جسے چاہتے ہیں قریب کر لیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں دور۔
طریقت کی ہر منزل کے قائد میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
طریقت نے اِس منزل کو مانا جس میں اگلا قدم ماضی سے بہتر اور مستقبل کا امیدوار ہو۔

جس منزل میں نہ اطمینان ہے نہ سُرور ... تام نہیں، ناقص ہے۔
جو منزل صاحبِ منزل کو مطمئن نہ کر سکے، کیا منزل ہے!
جو منزل بدی سے روک نہ سکی، کیسی منزل ہے!
جو منزل غیر کی محتاج ہو، الٰہی نہیں کہلاتی اور غیریت میں عافیت نہیں ہوتی۔

ہر کسی کی منزل میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین ہی کے حضور پیش ہو کر فیضیاب ہوتی ہے، کسی اور حیلے اور وسیلے سے نہیں۔

یہ سعید و رشید منزل میرے اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کی یاد ہی کے لیے ہے۔اس کے سوا اس کی قسم کوئی اور غرض و غایت نہیں، بالکل نہیں۔ مطلق نہیں اور ہے ہی نہیں مگر یہ اور صرف یہ کہ میرے تن کی نگری میں میرے من کی نگری کے بادشاہ کا ذکر جاری رہے اور اس قسم کا ذکر جاری رہے اور بس!

ساری عمر بندے کی تلاش میں گزری بندہ نہ ملا۔بندے کے پاس دیکھنے کی دو ہی چیزیں ہوتی ہیں طاعت اور ذکر۔

جہاں یہ نہیں وہاں کچھ بھی نہیں اور جہاں یہ ہیں وہاں سب کچھ ہے۔

اللہ ..... معطی

میرے آقا روحی فداہ ﷺ .... قاسم الخیرات الحسنہ

بہترین عطا اور بے مثل سخا سُرور ہے۔

جسے سرور ملا گویا ہر شے ملی۔

جب بھی مانگو، سُرور مانگو۔

ذکرِ الٰہی کے خمار کا اصطلاحی نام سُرور ہے۔

ذکرِ الٰہی کے نور سے جسم و جان میں قوت پیدا ہوتی ہے اور سکون و اطمینان۔

ذکر جب قائم ہو جاتا ہے خوف و حزن کے سب جام انڈیل کر سکون سے لبریز کر دیے جاتے ہیں

اللہ ..... معطی اور

میرے آقا روحی فداہ ﷺ .....ساقی

سیدنا کریم ﷺ

O

کسی ولایت میں نہ کشف ضروری ہے نہ کرامت

لیکن ہر ولایت میں ذکر ضروری ہے اور اطاعت۔

ذکر و طاعت کے بغیر کوئی طالب کسی مراد کو نہیں پہنچ سکتا۔

ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے، نہ کشف کا وعدہ ہے نہ کرامت کا۔

ہر غیر اختیاری امر غیر ضروری ہوتا ہے اور طاعت و ذکر کے سوا ہر امر غیر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری امور کا طالب حقیقتاً اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔

کشف و کرامت لامحدود اور لامطلوب ہیں، ان کا طالب ہمیشہ بے چین و بیقرار رہتا ہے۔ اسے وہ سکون جو اللہ والوں کو حاصل ہوتا ہے، کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

کرامات کے پیچھے مت پڑ!

جب تک تو کرامات کے پھندوں سے آزاد ہو کر مٹی میں مٹی نہیں ہوتا، دین کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔

ہر کوئی کرامت کا طالب ہے، اطاعت و اتباع کا نہیں۔

جس طرح ہر شے دہی ہو یا بالائی، مکھن ہو یا گھی اور لسی دودھ ہی سے بنتی ہے، اسی طرح طریقت کے جملہ مقامات دین ہی پہ استقامت کے مختلف نام ہیں۔ ہر شے کی بنیاد دین ہے اور دین سے باہر کوئی شے نہیں۔ دین کی بنیاد ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت و خیر خواہی پہ استوار ہے۔

سلوک میں ہر حال و مقام کی اصل شریعت ہے۔ طریقت و حقیقت و معرفت اسی کے برگ و بار ہیں اور اس کی پابندی نفس کی عین مخالفت ہے۔

مجاہدہ، زہد، ریاضت شریعت کی پابندی ہی کے مختلف مقام و مدارج ہیں۔

جو شریعت سے آزاد ہوا، آوارہ ہے۔

شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور طریقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ گویا شریعت، طریقت کی جڑ ہے۔

شریعت جڑ
طریقت پودا
حقیقت پھل اور
لذت و قوت معرفت ہے۔
شریعت طریقت کا پردہ ہے۔
شریعت ظاہر، طریقت باطن ہے۔
ظاہر اسباب و آلات، باطن قدیر و قدرت۔
شریعت کی اتباع طریقت کا اولین سبق ہے اور جب تک کوئی اسے ازبر نہیں کرتا، اس کا کوئی کلام نہ ذمہ دار نہ ہے نہ معتبر۔ اگرچہ وہ ہوا میں اڑے اور پانی پہ چلے۔
وماعلینا الا البلاغ۔
طریقت کے معنی شریعت کی اتباع اور
شریعت کی اتباع تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے۔
شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت
محبت ہی کی راہیں ہیں۔ بدل بدل کر بدلتی رہتی ہیں۔
کوئی شریعت کا پابند
کوئی طریقت کا ملنگ
ہر دو میں حقیقت اور معرفت کا ظہور۔
محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ایک ناگزیر مقام ہے۔
ایک آدمی کسی کی محبت کا دعویدار ہے وہ اسے حکم دیتا ہے فلاں کام کرو،

وہ نہیں کرتا۔ پھر کہتا ہے فلاں کام مت کرو، وہ اسے کرتا ہے۔ گویا جس کام کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے نہیں کرتا لیکن جس سے روکتا ہے، کرتا ہے۔ یہ محبت نہیں، زبانی جمع خرچ ہے۔

محبت کے بغیر اتباع اور اتباع کے بغیر محبت ناممکن ہے اور نامقبول۔

جو جس پہ فدا ہو گا اسی کی اتباع کرے گا۔

بلا عشق کبھی کوئی کسی کی اتباع نہیں کر سکتا۔

یہ عشق جو آج ہر زبان پہ جاری ہے، محض زبانی ہے ورنہ اگر کوئی حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہو جاتا تو کبھی کوئی قدم کسی سنّت کے خلاف ہر گز نہ اٹھاتا اور ہر سنت کو اپناتا۔

قرآن کریم اور سنّتِ مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کچھ بھی ہے اس کی ہر شے اہلِ سلوک کے طریق میں مضمر و مظہر ہوتی ہے۔

اگرچہ کوئی ہوا میں اڑے، پانی پہ چلے، ایسے اور بھی خرافات کرے لیکن اس کا ظاہر سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو، دین کی دنیا میں نامقبول ہے۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کی تعمیل طالب کو مسرور کر دیتی ہے اور مخمور۔

جو عمل میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم سے اللہ نے مجھ کو بخشا، اسے قائم و دائم رکھنا میرا وہ سُرور ہے اور وہ سرور ہے کہ کوئی بھی سرور اس کا ہمسر نہیں۔

قبض و بَسط حکمتِ الٰہی کے تحت جاری رہتے ہیں اور رہیں گے البتہ کوئی بھی عمل کسی بھی حال میں کبھی باطل نہ ہو۔

یہی دائمی سُرور ہے، اور سرور کسے کہتے ہیں؟

عمل کے تین درجے ہیں:

- سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو!
- مسلسل ہو!
- اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہو!

پھر عمل اپنے عامل کو نشہ چڑھا دیتا ہے۔ عمل جب قائم ہو جاتا ہے، عامل کو مخمور کر دیتا ہے اور عمل کا خمار کبھی نہیں اترتا، ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

علم پہ عمل کر

عمل سے مراقبہ اور مراقبہ سے فیض ہے اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے جود و کرم سے ہر فیض، فیض بار۔

دریا منبع سے جاری ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت و حقیقت کا منبع ذکر ہے۔

علم و حکمت اور عشق و رقت کے چشمے ذکر ہی کے منبع سے پھوٹا کرتے ہیں اور ازل و ابد کے تمام مقامات اسی چشمہ کی آبشاریں ہیں۔

منبع قیامت تک کے لیے دریا کا کفیل ہوتا ہے۔

منبع کی وسعت ادراک میں نہیں آسکتی، تحت الثریٰ تک ہوتی ہے۔

ذکر سے فکر، فکر سے مراقبہ، مراقبہ سے مشاہدہ، مشاہدہ سے فیض ہے۔

فیض کے تمام سلسلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے جاری ہوتے ہیں اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں۔ فیض کا جو سلسلہ درجہ بدرجہ وہاں تک نہیں پہنچتا، غیر معتبر ہے۔

ہٹی بھانویں منہ تک بھری ہو، دساور کی محتاج ہوتی ہے۔ جب تک سودا باہر سے نہیں آتا، کیسے چل سکتی ہے؟ بکتے بکتے سودا اوڑک مک جاتا ہے۔ ہٹی کا سودا باہر ہی سے آیا کرتا ہے۔

طریقت کے سودوں کا دساور مدینہ ہے اور ہر سلسلہ طریقت .... قادری ہو یا چشتی، نقشبندی ہو یا سہروردی، حضور اقدس (ﷺ) و اکمل واکرم و اجمل واطیب واطہر ﷺ ہی کے فیض سے فیضیاب ہے اور حضور اقدس ﷺ کا فیض فیضِ سرمدی ہے، سدا جاری رہے۔ یاحی یاقیوم آمین!

جس کنویں کا پانی تہہ سے نہیں ابلتا، ختم ہو جاتا ہے۔
اگر کلوں کے ذریعے نکالا جائے، گھنٹہ بھر بھی نہیں چل سکتا۔
ہٹی کا سودا باہر سے آتا ہے اور کنویں کا پانی کنویں کی تہہ سے ابلتا ہے۔
ہٹی ظاہر اور کنواں باطن ہے۔

جسم کے جس حصے میں خون نہیں پہنچتا، بے کار ہو جاتا ہے اور نظامِ قدرت کے تحت جسم بیکار حصے کو اپنے اندر رہنے نہیں دیتا۔ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر خارج کر دیتا ہے! اسی طرح کھیت کے جس پودے کی جڑ میں پانی نہیں پہنچتا، خشک ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ پرزے پرزے ہو کر گر پڑتا ہے۔ مٹی سے اگا تھا اور مٹی ہی میں مٹی ہو جاتا ہے ..... اسی طرح..... ہر سلسلۂ طریقت حضور اقدس ﷺ ہی کے فیض سے فیضیاب ہے۔

اللہ کرے ہم خاک نشینوں پہ ہماری سرکار حضور اوّلیٰ واعلیٰ روحی فداہ ﷺ کا فیضِ اقدس سدا جاری وساری رہے، کبھی کم نہ ہو۔

جہاں آپ ﷺ کا فیض نہیں پہنچتا، سلسلے کی شاخ ہری بھری نہیں رہتی، سوکھ جاتی ہے۔

فیض کے تین درجے ہیں۔ اُتلا ،بچلا اور ،نچلا

اُتلے میں جذب و مستی، بچلے میں مقبول الاسلام ہستی اور نچلے میں نہ رفعت نہ پستی!

طریقت ..... میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک ظل۔

طریقت کی منازل ..... امکانی

فہم و ادراک میں ..... سمانی

فیوض ..... غیر امکانی

اقسامِ فیوض .... میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے جود و کرم پہ موقوف۔

طریقت کی اسناد صاحبِ طریقت ہی عنایت فرمایا کرتے ہیں اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کی سفارش پہ۔

اسلام کے بے مثل فیض دو ہیں، درویشی اور حکمت۔ اور آج یہ دونوں ہی نااہلوں کے ہاتھوں خجل ہیں۔ ہر ملا درویش اور ہر درویش حکیم ہے۔

یہ پتہ ہی نہیں کہ ایک حکیم نے صرف نبض شناسی کے لیے چالیس برس ایک شہر کے دروازے پر گزارے۔ جو آتا نبض دکھلا کر اندر جاتا۔ اس کے بعد اس حکیم نے اس مضمون پہ کلام کیا جو آج تک زندہ ہے اور درویشی کا قصہ اِس سے کہیں دشوار ہے۔

درویش تارکُ الدنیا ہوتا ہے نا کہ تارکُ السنّت۔

تارکُ السنّت گمراہ ہے اگرچہ کوئی ہو۔

نجات و قرب وولایت کا واحد ذریعہ اتباعِ سُنّت پہ مبنی و موقوف ہے۔

ایک بندہ ایک اللہ کے بندے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میری رہنمائی فرمائیں۔

فرمانے لگے میری بات اتنی قیمتی ہے اور ایسی قیمتی ہے کہ میں تمہیں سنا کر اسے ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔

پھر فرمانے لگے :

کسی کے پاس کوئی نئی بات نہیں ہوتی۔ سنت ہی کی اتباع پہ استقامت کا حال ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تیری منزل اور اسی پہ استقلال سے گامزن رہنا، تیری مراد ہے۔ سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر کوئی شے نہیں اور کبھی نہ ہوگی۔

سنت کی اتباع سلوک کی راہ کا نصاب ہے جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلے گا۔ اور اس کے باہر کوئی شے نہیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

مسلمانی کا تقاضا ہے کہ مسلمان کے عمل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے بہت سے ایسے اعمال ہوں جنہیں کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتا ہو اور جو کبھی قضا نہ ہوں۔ اعمال پہ استقامت فوق الکرامت ہے۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مقصود ہے، نہ کرامات مقصود ہیں نہ درجات۔

کرامات نہیں کارگزاری دیکھ، کارگزاری کے ہمراہ ہی کرامات ہوتی ہیں۔

ہر شے ریسرچ کی محتاج ہے۔ ریسرچ کی ضرورت ہمیشہ رہی اور رہتی ہے۔
دین اگرچہ مکمل و اکمل ہے، دین میں بھی ریسرچ ضروری ہے۔ اگر ریسرچ کی جائے فرقہ واریت کا کوئی وجود نہ ہو، ہر کوئی قرآن و سنت کی اتباع کا پابند ہو۔

سنت کی رہنمائی میں گمراہی کا امکان نہیں ہوتا۔

اتباع امکانی، باقی سب غیر امکانی ہیں۔

امکانی ضروری اور غیر امکانی غیر ضروری ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع متبع کو مطمئن کر دیتی ہے اگرچہ چھوٹی سی ہو۔

سنت کی اتباع اپنے متبع کو کون و مکاں کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز کر دیتی ہے۔ سنت کا متبع کسی اور طرف کبھی نہیں دیکھتا، نہ ہی اسے دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔

سنت اپنے متبع کو سیر کر دیتی ہے۔

تیرا ہر قول و فعل سنت کی اتباع میں ہو،
ان صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟
تیری ہر بات ناقص اور قابلِ اعتراض ہے،
اگر تو کچھ بھی نہ کہتا، جو کچھ کہا گیا ہے اس پہ چلتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔
سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، زندہ باد
اتحاد بین المسلمین ..... زندہ باد۔

ہر مشکل سے مشکل سنت کی اتباع اور ہر پابندی سے مشکل پابندی مداومت ہے۔

جہاں مشکل ہے، مشکل کشا بھی ہے۔
تیری مشکل کشائی ہر عقدہ کا حل۔

نبی ﷺ کے کلام سے بہتر کس کا کلام ہو سکتا ہے ؟

کیا یہ تیرے لیے کافی نہیں ہے ؟

تیرا ہر کلام تیری صفات کا مظہر

انسانیت ولایت کی

ولایت نبوت کی اور

نبوت ربوبیت کی مظہر ہے۔

نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ہدایت ورہنمائی کی ضامن و ذمہ دار ہوتی ہے۔

نبوت کی پہچان : محمد رسول اللہ ﷺ

نبی ﷺ کے گھر کی ہر شے نبوت کی گواہی دیا کرتی تھی۔ ہر شے میں نبوت کا نور پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوتا۔

دانائی ...... نبوت کا بہترین جزو۔

خصائلِ نبوت ولایت کے نشانِ راہ ہیں۔

خصائلِ نبوت کو اپنانے کی جدوجہد کا اصطلاحی نام طریقت الاسلام ہے۔

آدمیت وانسانیت وبشریت کے مکارمِ اخلاق ہی خصائلِ نبوت ہیں۔

خصائلِ نبوت اوامر و نواہی پہ مشتمل۔

چند حروف کا مجموعہ ......

باقی سب شاعرانہ تخیلات .....

ہر کوئی خصلت ہی کی تشہیر کرتا ہے لیکن کسی نے بھی کسی خصلت کو نہیں مانا۔ الاماشاء اللہ۔ نہ معلم نے نہ متعلم نے۔ پالیتا تو گنگ ہو جاتا۔

خصلت شاعرانہ تاویلات سے بالا......

حقیقت کی ترجمان۔

کسی خصلت کی تشریح صاحبِ خصلت ہی کر سکتا ہے، ہر کوئی نہیں۔

صاحبِ خصلت، خصلت کو پاکر تائید و تنقید سے بے نیاز۔

خصلت اوامر و نواہی کا مظہر العجائب نمونہ۔ خرافات کا نام تک نہیں۔

ایک خصلت دھوم مچا دیتی ہے چہ جائیکہ مجمع الخصائل۔

جملہ خصائل نبوت کسی نہ کسی دنیا میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود رہتے ہیں اور انہیں رہنا بھی چاہیے۔ ان کے بغیر زندگی کس مصرف کی اور دنیا کس کام کی؟

اگر ایسے نہ ہوتا تو جو پتھیر ہم کرتے ہیں کبھی کا اس کا بھٹہ بیٹھ جاتا۔

ان خصائلِ نبوت ہی کی بدولت یہ دنیا زندہ اور قائم ہے۔

خصائلِ نبوت ..... زندہ باد!

خصائلِ نبوت کے ظل میں کن کناں کا ظہور ہوتا ہے۔

اور کن کناں کسے کہتے ہیں؟

نبوت کے بعض خصائل امکانی اور بعض غیر امکانی ہوتے ہیں۔

عبادات و معاملات امکانی

نزولِ وحی مشاہدات و معجزات غیر امکانی ہیں۔

امکانی مدارج کی اتباع کی جدوجہد طریقت کی قابلِ تحسین منزل ہے۔

غیر امکانی مدارج وھبی ہوتے ہیں، عنایت کیے جاتے ہیں۔ کسب سے حاصل نہیں کیے جاسکتے۔

دین ..... علم و حکمت کا سر چشمہ

طریقت .... علم پہ عمل

ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہے۔

جو شے نبوت نے ناپسند کی، ولایت اسے کیسے پسند کر سکتی ہے ؟

ولایت نبوت کی قائم مقام اور نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ہدایت ورہنمائی کی ضامن وذمہ دار ہوتی ہے۔

اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِہٖ کَا النَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِہٖ

شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کہ نبی اپنی امت میں۔

انبیاء کرامؑ کے سوا ہر کسی کو سیدھی راہ پہ چلنے کے لیے چلانے والے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر کتاب کافی ہوتی تو قرآن کریم سے بہتر اور کون سی کتاب تھی ؟بندوں کی اصلاح کے لیے بندوں کی رہنمائی ضروری ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ

(سورہ المائدہ:۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کرتے رہو!

اللہ تعالیٰ متقیوں سے خطاب فرمارہے ہیں کہ "وسیلہ تلاش کرو" متقی تو

پورے پرہیز گار ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا محض تقویٰ اللہ تک پہنچنے کے لیے کافی نہیں، تقویٰ کے ساتھ وسیلہ ضروری ہے اور وہ وسیلہ شیخ (زندہ) ہے۔

طریقت تین واسطوں پہ موقوف ہے۔

۱۔ طالب

۲۔ شیخ

۳۔ حضرت سید الکونین، رسول الثقلین، احمد مجتبی
محمد مصطفیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جتنی قوی محبت اتنی ہی قوی نسبت۔ ماشاء اللہ!

انسانیت کا کمال یہ ہے کہ اپنے جیسا ایک آدمی پیدا کر کے جائے۔ یہی طریقت کی اصل اور انسانیت کی معراج ہے۔

طریقت میں کلمۂ طیب کا ضامن ..... شیخ

لا اله الا الله محمد رسول الله

صلى الله عليه وسلم

طریقت کا اولین قدم ..... شیخ کی اقتدا

اور ظاہر و باطن کی ترقی محبت پہ موقوف! ماشاء اللہ۔

شیخ کی معیت کے یقین کے نور سے الله معی کا ظہور ہے۔

و هو معكم اين ما كنتم ط

والله بما تعملون بصير (الحديد:٤)

ترجمہ : اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو اور اللہ تمہارے سب اعمال

کو بھی دیکھتا ہے۔

ف : اور حاظر و ناظر کسے کہتے ہیں ؟

مصاحبت کی انتہا : تو میرا بن، میں تیرا

ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر

یہ قدسی راز میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کے فیض سے طالبِ طریقت پر منکشف ہوتا ہے۔

میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں، تو مجھ کو! احسان کی حد اور مصاحبت کی انتہا۔

اور تیرا محبت بھری نگاہ سے بندوں کی طرف متوجہ ہونا، کرم کی حد۔

اب تو میرے اپنے ہی کنبے کا فرد بنا اور رکن!

سبحان الله و بحمده!

طریقت الاسلام کی ہمہ وقتی منزل میں

اللہ رب العالمین حاضر و ناظر

میرے آقا روحی فداہ

محمد رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر

میرے شیخ الشیوخ حاضر و ناظر

و ما علینا الا البلاغ۔

حاضر و ناظر تو ایک بہت ہی معمولی بات ہے۔ سلوک کی منزل میں شیخ کا قدم قدم پہ راہنمائی فرمانا (نظر آئے نہ آئے) حاظر و ناظر نہیں تو کیا ہے۔

اصطلاحات طریقت :

فنا فی الشیخ

فنا فی الرسول

فنا فی الله

تیری اپنی ہی فنامیں ہر فنااور تیرا اپنا ہی جمال ہر جمال کا منبع ہے۔

جسم الوجود کی فنا ہی اصل فنا ہے۔

جملہ مدارج ..... منہیات و ماموارت کے تابع۔

فنا ایک ہے ، اصطلاحی مدارج چار۔

فنا فی الوجود

فنا فی الشیخ

فنا فی الرسول

فنا فی الله

پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر میدان کی ہر شے نظر آتی ہے۔

فنا فی الشیخ

فنا فی الرسول اور

فنا فی الله طریقت کی مروجہ اصطلاحات ہیں۔

ورنہ فنا صرف ایک اور مدارج مذکورہ ہیں۔

ڈب کھڑبے رنگ میں رنگت نہیں ہوتی اور کچے بھنے دانوں میں لذت نہیں ہوتی۔

روح کو روح نے بتایا یہ رنگ ڈب کھڑبہ اور دانے کچے بھنے ہیں۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی اس رنگ کو کسی اپنے ہی رنگ میں رنگ سکتے ہیں، رنگریز نہیں۔

اور نہ ہی تیرے حضور میں پیش ہونے والے دانوں کو کوئی بھٹیارہ بھون سکتا ہے۔ تیرا رنگ ہر رنگ سے نرالا اور دانے مقبول الفطرت اور لذیذ ترین ہوتے ہیں۔

رنگریز وہ ہے جو کسی کو اپنے ہی رنگ میں رنگ کر ہر رنگ کو مات کر دے۔

ہر رنگ سے اعلیٰ رنگ ان کا رنگ ہے۔ مقبول عام، مقبول الاسلام، ماشاء اللہ! اخلاص و شہود سے رنگین۔ کبھی پھیکا نہیں پڑتا۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی کالی کملی کا رنگ تم جانتے ہی ہو، کیسا ہوتا ہے! یہ رنگ لبدی ہوتا ہے، کبھی نہیں اترتا، نہ ہی کبھی اترا کرتا ہے۔ اور ہر رنگ کو اپنے ہی رنگ میں رنگ لیا کرتا ہے۔

جس نے بھی دیکھا، تیری قسم! تیرے ہی رنگ میں دیکھا۔

طریقت نے اپنے کسی بھی رنگ کا پھیکا پڑنا کبھی گوارا نہ کیا۔ رنگریز بدلتے رہے مگر کسی بھی رنگریز نے اس رنگ کو کبھی ماند پڑنے نہ دیا۔

فقر کی ساری تاریخ میں کبھی کسی طالب نے اپنے شیخ سے اپنے لیے کسی درجہ کی فرمائش نہیں کی۔ ہمیشہ غلامی کی فرمائش کی۔ یوں کہا "تیری دید میراج اور تیری قربت میری منزل ہے"۔

شیخ کے حضور میں اس طرح حاضر ہوتے جیسے کہ صحابہ کرامؓ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کر کے ہر بات سے دستبردار ہو جاتے۔

شیخ رنگریز ہے، جس رنگ میں چاہے رنگتا ہے۔
خدمت کا اجر کبھی رد نہیں ہوتا۔
خدمت کا پلہ بھاری۔
شمسؒ نے صابر صاحبؒ کی خدمت کی۔ کیا خالی رہا؟
اپنے ہی رنگ میں رنگ دیا۔
شیخیت چیست؟
درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے، استاد شاگرد سے۔
طالب شیخ کا ظل ہوتا ہے اور شیخیت کے جملہ کمالات کا مظہر۔
طلب ..... ارادت کی اصل
صادق ہوئی ..... آلائشوں سے پاک ہوئی۔
بے باک ہوئی، بے خود ہوئی، گامزن ہوئی۔
سود و زیاں سے بے نیاز۔ بے خودی کے عالم میں دیوانہ وار منزل کی سمت بڑھنے لگی۔

تڑپ و تشنگی کی حدت سے لبریز پاکر فقر نے فقر کی تمام اداؤں کے ساتھ استقبال کیا۔ شیخ کے کمالات کا رنگ انگ انگ میں چمکنے لگا۔ اس کے جمال کا پرتو بن کر لبریز ساغر کی طرح چھلکنے لگا۔ صفحہ دہر کی ہر شے داد دینے لگی۔ نباتات و جمادات ہمنوا بننے لگے۔ مٹی کے ذرات قدم چومنے لگے۔ چرند پرند اس کی اداؤں پر سر دھنے لگے۔ اِنس و جانّ فریفتہ ہونے لگے۔ زندگی زندگی پاکر وجد میں آنے لگی۔

مسلمین و مومنین و مخلصین و صالحین کے شیخ کا کردار ایسا نہیں، نبیوں جیسا ہو ورنہ ایں شیخیت چیست و کجامی رساند؟ و ما علینا الا البلاغ۔

شیخ وہ ہے ..... جس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور
دوسرے میں سنت ہو، سنت رسول اللہ ﷺ۔

یہ کنجر سے شیطان نے کیا لینا ہے، شیطان تیری گھات میں ہے۔ اے میرے ہمنشین! اگر تو نے اسے پُٹھیاں کر کے منہ کے بل نہ گرایا اور ٹانگوں سے گھسیٹ کر اُلٹا نہ لٹکایا تو کیا تیری مردانگی اور کیا یہ شیخیت؟

اصل مردانیت شیطان کو ہرانا ہے اور شیطان معلم الملائک رہ چکا ہے۔ تیرے میرے فضائل و مسائل سے بالکل نہیں گھبراتا۔ کسی بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ شیطان کی عیاری و مکاری تیرے اور میرے تخیل سے بالاتر ہے۔ کسی کی کوئی دلیل اسے قائل نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی ضرب اس کا سر پھوڑ سکتی ہے مگر ذکر اور صرف ذکر۔

ذکر: کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے اور لیٹے ہر حال میں حضور اقدس ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کے مطابق قلب و زبان پہ ذکر جاری رہے یعنی موقع محل کے مطابق سنت کی اتباع میں محوِ عمل رہو۔ سنت کی اتباع کا یہ جوشِ عمل بلوغ الی المرام ہے۔ ماشاء اللہ!

ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہوتی ہے۔

چوکیدار کا حکم حقیقتاً بادشاہ ہی کا حکم ہوتا ہے۔

چوکیدار کا اپنا کوئی حکم نہیں ہوتا، جو حکم اوپر سے ملتا ہے، وہی حکم پہنچاتا ہے۔

طالبانِ طریقت کی رہنمائی کے لیے

تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کسی کو کہیں پہنچا نہیں سکتا۔ جس نے جو بات لکھی ہوتی ہے اپنے حال کے مطابق لکھی ہوتی ہے۔

سب کے حال کے مطابق ..... شریعت

شریعت ..... مایہ ناز طریقت۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کی شکل میں جو کتاب ہمارے لیے لکھ دی وہی ہمارے لیے کار آمد۔

ہمارے لیے ہر شے ہمارے مولائے کریم رؤف رحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ کوئی کمی نہیں۔ اس سے بہتر کوئی اور عمل بھی نہیں۔

سنت کی راہ ..... شاہراہ۔

اِس پہ چلیں اور اس راہ کو ہر راہ سے افضل سمجھیں۔

بلاشبہ اس راہ سے بہتر اور کوئی راہ نہیں۔

شریعت سہل ترین منزل ہے۔

ہر عمر کا آدمی، عالم ہو یا جاہل، اسے اپنا سکتا ہے۔

شریعت کا ہر اصول ہر کسی کے لیے ہے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ اس لیے سادہ ہے اور قابل عمل بھی۔ شرعی احکام میں نہ اتنی پیچیدگی ہے اور نہ بے جا سختی کہ عام آدمی اس کا متحمل نہ ہو سکے ..... یہ سختی جو ہمیں نظر آتی ہے، ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور اس کا بڑا سبب ہمارا شریعت کے احکام کو چھوڑ کر لفظی بحثوں میں الجھنا ہے ..... ہم شریعت کے سادہ احکام پہ تو عمل نہیں کرتے ..... مثلاً یہ کہ ..... جھوٹ نہ

بولیں، کسی کی غیبت نہ کریں، حسد نہ کریں .....دوسروں کی عیب جوئی کی بجائے پردہ پوشی کریں، مخلوق کی خدمت میں خالق کی رضا تلاش کریں .....

ہم ان امور پہ عمل کی بجائے دُور از کار نظریات میں الجھے رہتے ہیں اور جوں جوں اس سمت میں آگے بڑھتے ہیں، دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔

اللہ کے بندو! غیر ضروری امور میں مصروف رہ کر ضروری امور سے غفلت نہ کرو .....جو ضروری تھا بتلایا جا چکا ..... ایک بار نہیں بار بار آسان ترین لفظوں میں، دل نشین انداز میں مثالیں دے دے کر ہمیں سمجھایا گیا ..... کیا سنّتِ مطہرہ کا عملی نمونہ ہمارے لیے کافی نہیں ؟

آسان راہ چھوڑ کر مشکل رستہ کیوں اپنایا جائے ؟

دین میں ہماری خود ساختہ سختی ہم پہ غالب آ رہی ہے! ایسی غالب کہ ہم ضروری احکام کی تعمیل سے بھی عاجز آ رہے ہیں..... ظاہری احکام کی پابندی کرو اور فلسفیانہ موشگافیوں سے بچو! ...... جو ظاہری احکام پہ کاربند نہیں ہو سکتا، باطنی احکام کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے ؟

پہلا قدم امر و نہی کا پابند ہونا ہے اور امر و نہی واضح ہیں ..... نیکی کی کوئی بات ایسی نہیں جس کا حکم نہ دیا گیا ہو، کوئی برائی ایسی نہیں جس سے روکا نہ گیا ہو! ہم نیکی کرتے نہیں برائی سے رکتے نہیں۔ بس بیٹھے ہیں، بات چیت شروع ہے، فلسفے کا دور چل رہا ہے ..... تبادلہ خیالات ہو رہا ہے، حکم پہ عمل نہیں، حکم کی حکمت پہ سر دھنا جا رہا ہے۔ ہر اہم بات باتوں کی نذر ہو رہی ہے۔ حیات و ممات کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو تبصرے کی زد سے باہر ہو ..... اور یوں بیٹھے بٹھائے محض باتوں کے زور سے گویا ہر نکتہ

حل ہو رہا ہے، ہر عُقدہ کھل رہا ہے اور اس شغل میں یوں مشغول ہیں جیسے کولھو کا بیل ..... جو سینکڑوں چکر کاٹتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے بہت فاصلہ طے کر لیا ..... مگر ہوتا وہیں ہے جہاں سے چلا تھا۔

میرے محترم! پہلے بھی کئی بار لکھا جا چکا ہے ..... کہ محض باتوں سے کوئی بات نہیں بنتی۔ باتیں انسان کو کہیں نہیں پہنچا سکتیں۔ دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہاں اس سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے علم پہ عمل کرتا ہے۔ اگر عمل نہیں تو کیا ہمارا علم اور کیا ہمارا عرفان!

اس نے کہا کہ پھر اس کی منزل اسے دکھائی گئی۔ فرمایا یہ تیری منزل ہے سعید و رشید منزل۔ یہی منزل اللہ نے اپنے راہ میں چلنے والوں کے لیے مقبول فرمائی ہے۔ اس منزل پہ عزم بالجزم سے گامزن ہو۔ تھک جاؤ، بیٹھ جاؤ۔ تھوڑی دیر ستاؤ پھر چل پڑو۔ تیز رفتاری سے چلو تاکہ جو وقت بیٹھنے میں ضائع ہوا، پورا ہو جائے۔ یہ منزل زندگی کا سفر ہے، گھر بیٹھے نہیں، چل کر ہی طے ہوا کرتی ہے۔

ایک نے پوچھا کیا اسے اس سعید و رشید منزل کے متعلق پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ

حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کی اتباع ہی سعید و رشید کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے اور یہ شرف کسی اور منزل کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتا!

اس نے مکرر کہا

یہ سعید و رشید منزل حضور اقدس ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کی عین اتباع کی منزل ہے۔

ایک نے پوچھا ہر منزل کے خطرات ہوتے ہیں، اس منزل کے خطرات بیان کریں۔

اس نے جواب دیا رشید و سعید منزل میں خطرات نہیں ہوتے۔ اگر خطرات ہوتے تو یہ منزل سعید و رشید کیسے کہلاتی؟ یہ سعید و رشید منزل اللہ کے حبیبِ اقدس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی منزل ہے۔ اِس میں اگر کہیں کوئی خطرہ ہوتا، حضور اقدس ﷺ حاملینِ منزل کی راہنمائی کے لیے ضرور مطلع فرماتے اور وضاحت سے بیان فرماتے۔ چونکہ ہم نے کسی خطرے کی بات کچھ نہیں سنالہذا جہاں تک اسے علم ہے، اس میں کوئی خطرہ نہیں۔ اوامر و نواہی کی سختی سے پابندی ہر خطرے کا کامل حصار ہے۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

ہر فرمان (الٰہی جل شانہ)

ہر ارشاد (نبوی ﷺ)

جمال کا مظہر

دونوں ایک۔ قرب و بُعد سے بے نیاز۔

شخصیت ہر دو کی ترجمان۔

شخصیت کا عہد و پیمان ..... فاستقم کما امرت (ھود:۱۱۲)

(پس جس طرح سے آپ کو حکم ہوا ہے، مستقیم رہیے)

یہ نہیں تو کچھ نہیں، دنیا ہی کا کھلونا ہے۔

یہ خصلت نبوت کی سرِ فہرست خصلت ہے۔

شیخ کہلاتے ہو، شیخیت کا ادب نہیں کرتے۔ نافرمانی کرتے ہو۔ نافرمانی شیخیت کو زیب نہیں دیتی۔

شیخ وہ ہے جو نافرمانی کے پاس تک نہ پھٹکے۔

شیخیت ..... من و عن تسلیم۔

طریقت میں پیری مریدی کا اہم مقام ہوتا ہے۔

اتباع کرے گا، متبوع ہو جائے گا۔

اتباع ہی سے متبوع ہوا۔

شاہ عبدالرحیم سرساوی قدس سرہ العزیز اپنے ہر عقیدت مند کو یوں فرماتے :

گر طاعتش کنی شوی شاہ عبدالرحیم

بیعت پہ ثابت قدم رہ۔

بیعت پہ ثابت قدمی ایک دھوم مچا دیتی ہے۔

اور وہ عزم بالجزم کی بیعت ہوتی ہے۔ کسی بھی حال میں کبھی نہیں ٹلتی۔ پہاڑ ہل سکتا ہے، دریا رخ بدل سکتا ہے اور بھی جو کچھ کہے ہو سکتا ہے لیکن

فاستقم کما امرت کے امر کے تحت اللہ کے بندے جیتے جی کبھی قول سے نہیں پھرتے اور وہ اصلی بیعت ہے۔

یہ بیعت جو شب و روز جاری رہتی ہے، رسمی ہے۔ اگرچہ یہ بھی فیض و برکات سے خالی نہیں۔

اللہ کو مان اور بندے کو پہچان۔

جو بندہ ملعون و مردار سے نجات پا کر پاک ہوا، اللہ نے اس کو اپنا بندہ ملایا۔ اللہ کو تو کسی نے بھی نہیں دیکھا، دیکھ سکتا بھی نہیں۔ بندے ہی میں دیکھا اور بندے ہی نے بندے کو دکھایا۔

بندہ بندے سے مل کر ہی بندہ بنتا ہے۔

اللہ کی تلاش میں نکلا تھا۔ علاؤالدینؒ کو پایا۔

دیوانہ تھا، مستانہ بنا۔ بحر علوم کے ذخائر کھلے۔

عجائب و غرائب نسخے ملے۔ قدرتی نظام نے آغوش وا کی۔

تیری بقا کی چادر سدا تنی رہی۔

کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف

مکشوفات منازلِ احسان

اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اور

مقالاتِ حکمت

تیری عنایاتِ بے پایاں ہیں۔ اعجاز بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

صرف یہ یاد ہے اور یہ ناز ہے کہ بچپن میں مجھے احرام باندھا اور یہ حق الیقین ہے کہ احرام کبھی باطل نہیں ہوتا۔

احرام دو اصول پہ مبنی :

دنیا سے بے رغبت،

رب کی طرف راغب۔

اللہ سے ملانے والا واصل باللہ ہوتا ہے، مشرک نہیں۔

دل کا بدلنا اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہوتا ہے۔ جب دل کو بدلنے کا ارادہ فرماتا ہے، کسی دل سے واصل فرما کر بدل دیتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے بندہ کسی مقبول بندے سے مل کر ہی واصل باللہ ہوتا ہے، ورق گردانی سے نہیں۔ شاہد و مشہود ضامن ہوتے ہیں۔ واللہ باللہ تاللہ۔ ماشاء اللہ!

عہد و پیمان شاہد و مشہود کے روبرو ہوتا ہے، شاہد و مشہود کی غیر حاضری میں کیا عہد و پیمان ہو سکتا ہے!

میرے اللہ نے فرمایا اے بنی آدم! عہد و پیمان پہ ثابت قدم رہ۔
یہ اتنے قوی ہیں اور کڑے کہ دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

یہ شاہ مہرہ ہے، اسے اپنا!

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا	بے شک جن لوگوں نے کہا
رَبُّنَا اللّٰہُ	ہمارا پروردگار اللہ ہے۔
ثُمَّ اسْتَقَامُوْا	پھر اس پر مستقیم رہے
فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ	ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں
وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝	اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (الاحقاف: ۱۳)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہِ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ
سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر
(بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا
وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر
(بیعت میں) اللہ سے عہد کر چکا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو بڑا
اجر دے گا۔ (الفتح: ۱۰)

ف : ید اللہ فوق ایدیھم سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بیعت کے وقت ہاتھ میں ہاتھ لینا ضروری ہے یا یہ کہ شیخ بیعت لینے والے کا ہاتھ اوپر ہی ہونا ضرور ہے۔ اصل یہ ہے کہ عبارت ہے مطلق بیعت بمعنی ضمانِ طاعت سے۔

اگر قطعی منہیات سے باز نہ آیا تو کیا بیعت ہے ؟

ذکرِ الٰہی سے غفلت ..... معصیت۔

معصیت سے باز نہ رہا، بیعت کی برکات اڑیں۔ فضولیات کا مرکز بنیں۔ شیطان ہنسا۔

مومن وہ ہے جو شیطان کو ہنسنے کا موقع نہ دے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ
اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ
آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے

دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا۔ پس اللہ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگے ہاتھ فتح دے دی۔

(الفتح: ۱۸)

ف: تسکین بیعت پہ موقوف۔

جس قسم کی بیعت، اسی قسم کی تسکین!

بیعت کی اصل بیعتِ رضوان ہے۔

بیعت پہ تسکین نازل ہوتی ہے اور یہ اللہ کا وہ وعدہ ہے جو کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

بیعت کر اور بیعت کا ظہور دیکھ۔

بیعت پہ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی

بیعت رہتی دنیا تک قائم و دائم رہتی ہے۔

بیعت کا تذکرہ اللہ اپنے نیک بندوں کی زبانوں پہ جاری رکھتا ہے، کبھی فنا ہونے نہیں دیتا۔

کسی ایک امر و نہی کی بیعت کر۔

ایک بیعت ایک تذکرہ ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ!

یا حضرت! بیعت کا کماحقہٗ اجرا نہیں ہوا۔

بیعت جب عزمِ صمیم کا زرہ بکتر پہن کر رن میں اترتی ہے،

فرشیوں کو دنگ کر دیتی ہے، عرشیوں کو انگشت بدنداں۔

کسی کے روکے کبھی نہیں رکتی، سیلاب کی طرح ہر شے کو بہالے جاتی ہے۔

جہاں بھیجا جائے .... آن کی آن میں سر کے بل پہنچ جاتی ہے۔
جو کرنے کا حکم دیا جائے، بجا لاتی ہے۔
نہ گھبراتی ہے، نہ شرماتی۔
خاکروبوں کی خاکروبی، بھٹیارن کا بھٹ، مردار کو مرگھٹ میں پہنچانا، سرِ بازار بِکنا، سرِ راہ لُٹنا، بات بات پہ جھڑکی اور ہر بات پہ دھمکی، ترش رُوئی اور درشت خُوئی کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔ ہر تحسین و تنقید کو بے نیازی کی پیٹی میں بند کر لیتی ہے اور یہ بیعت کا وہ سرمدی خمار ہے جو کبھی نہیں اترتا۔ یہاں تک کہ موت کے بعد بھی نہیں۔ ابد الآباد جاری رہتا ہے۔ ماشاء اللہ!

بیعت کرنے والا جب قول سے پھر جاتا ہے، گر جاتا ہے۔
پھر کرتا ہے پھر گر جاتا ہے۔
بیعت ایک قول ہے جب تک ثابت قدم نہیں رہتا، برکات کا نزول نہیں ہوتا۔

تیرا قول تیری زندگی کا اسمِ اعظم
قول پہ استقامت ارض و سماء کی آبرو
قول پہ استقامت قرآنِ عظیم کی تمکنت
قول پہ استقامت فضلِ عظیم
قول پہ استقامت مومن کی تقدیر
قول پہ استقامت کن فیکون

قول سے پھرنا ..... اللہ سے پھرنا
قرآن عظیم سے پھرنا
میرے آقا روحی فداہ ﷺ سے پھرنا
قول سے پھرنا .... آدمیت و انسانیت و بشریت کی موت۔
قرآنِ عظیم قول ہے اور قول سے پھرنے والا کیسے مطمئن رہ سکتا ہے ؟
قول پہ جھنڈا گاڑ اور دنیا بھر میں لہرا۔
قول ہی کی بدولت دنیا معرض وجود میں آئی،
قول ہی کی بدولت یہ دنیا قائم الدائم۔
قول ہی کی بدولت اللہ نے بندوں کا ذکر بلند کیا۔
قول ہی کی بدولت دنیا کمال کو پہنچی۔

O

دین ایک قول ہے جب تک قائم رہتا ہے، تمکنت رہتی ہے۔
پوری تمکنت سے ہمکنار۔
حوادثاتِ دہر دین پر غالب نہیں آسکتے، مغلوب رہتے ہیں۔

O

بندہ قول ہی کی بدولت باکمال اور قول ہی کے باعث زوال پذیر۔
قول جب قول سے پھر جاتا ہے، گر جاتا ہے۔
قول جب قول سے پھر گیا، گر گیا۔
قول کی میعاد قول تک رہتی ہے۔ جب تک قائم رہتا ہے، قائم رہتی ہے۔

تاریخ ہائے عالم نے کہا "تیرا قول میرے آقا روحی فداہ ﷺ! ہر قول سے فوق الوریٰ، ہر قول کی جان۔

قول بولا: میں ہزار سال پرانا ہوں، مجھے باطل مت کر۔

اِس منزل کے فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا، مطلق نہیں مگر اللہ اور صرف اللہ۔

روح جو کبھی نہ مسکرائی، کھلکھلا کر ہنسی۔ مخالفین پر سکتہ طاری ہوا، سسکیاں لینے لگے اور رو رو کر کملے ہوئے گویا ڈوب ہی گئے۔

عزم بولا! ان کا یہی حشر ہونا تھا۔

پہلا قول ہر قول کی جان ہوتا ہے۔

پہلے قول ہی کی بدولت جمیع اقوال کا ورود ہوتا ہے۔

قول کبھی تنہا نہیں رہتا، اقوال کی دنیا بنا کر بسا کرتا ہے۔

یہی اس کی شان اور یہی اس کی عظمت۔

جس نے بھی دیکھا، قول ہی کے نور سے دیکھا اور

جس نے بھی پایا قول ہی کی برکت سے پایا۔

قول دین کا عمود اور قول ہی دین کی نمود۔

قول کبھی فنا نہیں ہوتا، زندہ رہتا ہے۔ یہی قول کی بقا کہلاتی ہے ....بقائے دائمی۔ ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی جوں کا توں زندہ۔ ہر دور نے زندوں کی طرح زندہ رکھا۔ مرد اپنے قول کا شاہد بھی ہوتا ہے اور مشہود بھی۔ تاریخ شاہد ہے مردوں نے کبھی قول کو کبھی گرنے نہ دیا، ازل تا ابد قائم و دائم رکھا۔

قومیں بنتی جاتی ہیں اور مٹتی، اقوال کبھی نہیں مٹتے ..... ہمیشہ جگمگاتے اور تاریخ کو دہراتے رہتے ہیں۔

قول جمیل ہویا عظیم، صمیم ہوتا ہے۔

قول قال کی اور

عمل علم کی زینت ہوتے ہیں۔

جب تک قائم رہتے ہیں، جگمگاتے رہتے ہیں۔

اگر میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کے تابع ہوں، ملائکہ اور ارواح فضائے بسیط میں بکھیرتے رہتے ہیں۔

یہی قول وعمل کی زندگی ہوتی ہے۔

کرکے دیکھ، قول وعمل پہ استقامت دل میں دھوم مچادیتی ہے۔

قلب کی صراحی کو سنّتِ مطہرہ کی مے سے لبریز کرکے استقامت کے ڈھکنے سے بند کردینا فیض کی ابتدا اور اسی پہ پختگی انتہا ہے۔ماشاءاللہ!

سُنّتِ مطہرہ زندہ باد

دنیا بھر کے اعمال مل کر بھی ایک سُنّتِ نبوی ﷺ کی برابری نہیں کرسکتے۔

سُنّتِ مطہرہ زندگی کا مایہ ناز نمونہ۔

کسی قلب کا کسی جستجو میں ہمہ تن محو ہوکر ہر دیگر جستجو سے مستغنی ودست بردار ہونا وقوفِ قلبی ہے۔

ہر جستجو جستجو ہے، بہترین جستجو اللہ کی جستجو ہے۔

وقوفِ قلبی اتباعِ سُنّتِ نبوی ﷺ کا ایک حال ہے۔ جب کوئی سنّتِ

نبوی ﷺ کی اتباع کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کا قلب ہر فکر سے آزاد ہو کر اپنے خالق کے لیے وقف ہو جاتا ہے یا در حقیقت خالق اس قلب کو اپنے لیے وقف کر لیتا ہے۔

جدید سلوک سنّتِ نبوی ﷺ کی اتباع اور سنّتِ نبوی ﷺ کی اتباع کرنے والے کی اتباع کے سوا ہر اتباع موقوف کرتا ہے۔ اتباع سنت نبوی ﷺ ہی پہ ظاہر و باطن کی ترقی موقوف ہے۔ یہ مقام ہر مقام سے افضل اور ہر مقام اس مقام کی زد میں ہے۔ یہ مقام ماشاء اللہ ہر افضل سے افضل اور ہر مشکل سے مشکل ہے۔

تزکیۂ قلب کا انحصار مزکی کی نظر پہ موقوف ہوتا ہے، مطالعہ پر نہیں۔

نفس ..... زکی کی نظر سے مزکی ہوتا ہے، مطالعہ سے نہیں اور ہر زکی نبی الزکی ﷺ ہی کی نظر سے مزکی ہے۔

تیری نظر جب کسی پر پڑ جاتی ہے، بے نظیر بن جاتا ہے۔

جب بھی کسی میں کوئی خصلت پیدا ہوئی، نظر ہی کی بدولت ہوئی۔ کسی اور طرح کبھی نہیں۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ !

تیری نظر ..... کل کائنات کا مرکز۔

ہم خاک نشین تیری نظر ہی کے بل بوتے پہ کچھ کرتے ہیں ورنہ کسی بھی شے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتے۔

تیری نظر جلال و جمال و کمال کا مظہر۔

تیری نظر سے کائنات میں اجالا ہوا۔

تیری نظر سے او جہل ..... اندھیرا

تیری نظر سے ریگستان میں چشمے ابلے
تیری نظر سے نظر پیدا ہوئی
تیری نظر ..... آبِ حیات کا سر چشمہ
فضلِ ربانی کا گلستان
بِن دیکھے چین نہ پائے۔
تیری نظر سے ذرہ ستارا بن کر چمکا۔
جس کسی پہ پڑی، تر گیا .... جس کی طرف اٹھی، بن گیا
تیری نظر سے تیری نظر کو دیکھا
تیری نظر ہی کی بدولت نظروں نے بصارت پائی۔

جس نے تیری نظر میں دیکھا، مدہوش ہوا، لٹ گیا اور پھر کبھی ہوش میں نہ آیا۔ کائنات کا کوئی منظر اس کی نظروں کو خیرہ نہ کر سکا۔ تیری نظر کی غیرت کسی اور طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتی۔ بالآخر تیری نظر ہی سے ذکر و فکر و عمل کا باب کھلا۔

نہ تن کی تمنا رہی نہ من کی، رہی تو صرف یہ ..... کہ دم بھر کے لیے بھی تیری نظر سے اوجھل نہ ہو۔ ہمہ وقت روبرو رہے۔

تیری نظر جس کسی پہ پڑ جاتی ہے دیوانہ بنا کر مستانہ کر دیتی ہے۔ تیری نظر کی تاثیر پتھروں میں سے چشمے جاری کر دیتی ہے۔

اور کائناتِ عالم کی ساری تعلیم نظر ہی کی بدولت منصۂ شہود پہ آئی اور سنگریزے موتی بن کر ستاروں کی طرح چمکے۔ کبھی ماند نہ پڑے، ہمیشہ جگمگاتے رہے۔

اللہ ..... رب العالمین، عزوجل، ذوالجلال والاکرام

اللہ کے حبیب .... رحمتہ للعالمین ﷺ

اللہ کی کتاب .... قرآن حکیم وکریم ومجید

علم وحکمت کی انتہا

الم المص الر المر

کھیعص طه طسم طس

یس ص حم عسق ق ن

سیدنا	کھٰیٰعص	ﷺ
ہمارے سردار	کھیعص	درود وسلام بھیجے اللہ آپ پر

امام ابن دِحیہؒ نے اس کو آپ ﷺ کے اسماء میں شمار کیا ہے۔

(شرح مواہب اللدنیہ زرقانی جلد ۳، ص ۱۴۱)

پس قطب جس کو شیخِ اکبر ابنِ عربیؒ نے فتوحاتِ مکیہ کے باب ۲۵۵ میں بیان کیا ہے کہ قطبیت کا مقام آسانی سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ان حروفِ مقطعات (جو سورتوں کے اوائل میں ہیں) کے معانی حاصل نہ ہو جائیں۔

(الیواقیت والجواہر / اسماء النبی الکریم ﷺ جلد ۳ ص ۱۳۳۳، شمار ۸۵۸)

تیرے حبیب اقدس ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کامل واکمل۔ کسی بھی غیر کی محتاج نہیں۔ من وعن فیض کا سرچشمہ۔

سنت کی اتباع قوی و مستقیم عمل ہے، پہاڑ سے مضبوط، سمندر سے گہرا، ریگستان سے وسیع، آندھی سے سخت اور طوفان سے بھی تیز۔ماشاءاللہ!

جواس سے ٹکراتا ہے پاش پاش ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کی اتباع تبع کا کمال ہے۔

مکروہ کبھی مباح نہیں ہوتی اور اتباع کبھی تباہ نہیں ہوتی۔

اتباع خمر ہے، متبع کو مخمور کر دیتی ہے۔

گر مخمور نیست، فاعلم اتباع نیست

اتباع کا خمار متبع کو کسی اور طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا، مطلق ہونے نہیں دیتا۔واللہ باللہ تاللہ ماشاءاللہ!

جو لوگ رسول اکرم واجمل، اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے ان کا ان کی سنّتِ مطہرہ پہ عزم واستقلال سے کاربند رہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں اور یہی مراد اس بات کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا صرف ایک ہی راز تھا کہ جونہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فرمان سنتے اسی وقت اس پہ عمل پیرا ہو جاتے اور ہم دن میں سو سو بار سنتے سناتے ہیں مگر کبھی عمل نہیں کرتے، بات جوں کی توں رہتی ہے۔

حکومت ایک حکم دیتی ہے، مان لیتے ہیں۔ کوئی چون وچرا نہیں کرتے مگر اللہ و رسول کے کسی حکم کو بالکل نہیں مانتے۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں۔یاحی یا قیوم برحمتک استغیث۔

کیا تو نے شمعِ رسالت ﷺ کے کسی پروانے کو دیکھا بھی ہے ؟
شمعِ رسالت ﷺ کے پروانے جملہ منہیات سے بیزار اور ہم منہیات سے ہمکنار۔

اپنے نفس سے :

اوئے منہیات کے دلدادے ! باز آ اور ابھی آ۔

اتباع شر سے دور اور خیر سے معمور ہوتی ہے۔

جو ایسے نہیں اتباع نہیں۔

اتباع کے نور کا جلال شر کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ !

حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق حق

ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو

اتباع میں منہیات و مکروہات و خرافات و واہیات کا نام تک نہیں ہوتا۔ اے ہمنشین ! تو ہم نشین ہی نہیں، مہدی بھی ہے۔ تو ہی بتا کوئی کس اتباع کے داعی کی کس اتباع کی اتباع کرے ؟ اتباع میں نفاق مطلق نہیں ہوتا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

اتباع نظامِ کائنات کی ناظمہ بھی ہے اور خادمہ بھی
اور کوئی نظام ناظم و خادم کے بغیر نہیں چل سکتا۔

اگر بزمِ کونین میں اتباع کی صدارت نہ ہوتی تو کسی بھی محفل میں کوئی رونق نہ ہوتی۔

علم و حکمت اور عشق و رقت کا جو بھی سرچشمہ پھوٹا، فیض کے اِس منبع سے پھوٹا۔

محویت اپنے مقام پہ ارفع ہے لیکن سنت کی اتباع کے تابع ہے۔
اتباع محویت سے ہزار گنا کٹھن ہے
محویت اتباع کی برابری نہیں کر سکتی۔
اتباع محویت کی امام ہے
اتباع سے محویت پیدا ہوتی ہے، محویت سے اتباع نہیں۔
اتباع کائنات کی روحِ رواں ہے۔
اتباع حیاتِ جاوداں کی روحِ رواں ہے۔
اتباع محویت کی ماں ہے۔
اتباع کسی محویت سے متاثر ہو کر کمال شفقت سے بولی: اگر وہ محویت اس کے سامنے ہوتی تو کبھی اتنی طوالت کی تاب نہ لاتی۔
اتباع محویت کا محور ہے، محویت اتباع کا نہیں۔
اور ہر شے اپنے ہی محور کے گرد گھوما کرتی ہے۔
ہر شے انتہا کو پہنچ کر بدل جاتی ہے۔
اتباع جب انتہا کو پہنچتی ہے، محویت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
اتباع جب محویت کا لبادہ اوڑھتی ہے، اللہ اللہ، اتباع کو متحیر کر دیتی ہے۔
حضرت مخدوم صابر صاحب کلیری قدس سرہ العزیز ایک مدت گلر کی شاخ کو تھامے محوِ حق سالہا سال کھڑے رہے۔ ظاہراً یہ محویت تھی باطن میں نظامت!
میرے آقا کا یہ مقام اتباع ہی کی برکت و بدولت تھا۔ ماشاء اللہ!

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما توچیزی دیگری

O

ظاہر میں غافل باطن میں ہم جلیس
دیکھنے میں بیگانہ حقیقت میں یگانہ

گویا مذکور نے اپنے ذاکر کو اپنے پاک پردوں میں مستور فرما کر ماسوا سے محجوب کر دیا اور یہ ذکر کا بلند ترین مقام ہے۔ ماشاء اللہ!

محویت ایک غیر فراموش ذکر ہے۔

محویت جب طاری ہو جاتی ہے مقصود و مطلوب کے سوا کسی اور طرف کوئی التفات نہیں رہتا، مطلق نہیں رہتا۔ یا اللہ ہمیں اپنے حبیب اقدس ﷺ کی سنّتِ مطہرہ کی اتباع میں محو کر۔ آمین!

طریقت الاسلام میں جس بھی قسم کے تمام احوال و مقامات آج تک ظہور پذیر ہوئے، ان سب کا منبع سنّتِ مطہرہ کی اتباع تام تھی۔ عزم الامور میں اتباعِ تام اہم مقام رکھتی ہے واللہ باللہ تاللہ۔ مثلاً ایفائے عہد سنّتِ مطہرہ کی ایک اتباع ہے۔

حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز اپنی ابتدائی عمر میں ایک سفر پہ جا رہے تھے کہ ایک صاحب ان کے ساتھ ہو لیے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے کہا ذرا ٹھہریئے وہ ایک چیز بھول آیا ہے اسے لے آئے۔ آپؒ اپنے اس ساتھی کے انتظار میں وہیں راستے میں ٹھہر گئے۔ وہ ایک سال واپس نہ آئے اور آپ پورا سال وہیں ٹھہرے ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ

آئے دیری کی معذرت کی۔ پھر کہنے لگے وہ کوئی اور چیز چھوڑ آیا، ذرا انتظار فرمایئے اسے ابھی لے کر آیا۔ اسی طرح ایک اور سال وہ نہ آئے اور آپ حسب وعدہ دوسرا پورا سال اپنے ساتھی کے انتظار میں اسی مقام پہ رکے رہے۔ دوسرے سال جب لوٹے پھر عرض کرنے لگے وہ کوئی اور شے بھول آئے ہیں، ذرا تھوڑی دیر رکیے تاکہ وہ اسے لے آئے۔ آپ پھر رک گئے حتی کہ تیسرا سال بھی ان کے انتظار میں وہیں گزار دیا۔ اب کہ جب وہ تشریف لائے، مسکرائے، فرمانے لگے آپ مجھ کو جانتے ہیں میں کون ہوں؟ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک اپنے چہرۂ انور پہ پھیرا اور اپنی صحیح صورت میں جلوہ افروز ہوئے فرمانے لگے ... میں خضر ہوں۔ میں نے عرش پہ آپؒ کا تذکرہ سنا۔ مجھے آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ ماشاء اللہ الحمد للہ! بے شک آپ شیخ الشیوخ اور اسی مرتبہ کے اہل ہیں۔ یہ سنّتِ مطہرہ کی اتباعِ تام کا ایک حال ہے جو قیامت تک اس راہ میں چلنے والے طالبانِ حق کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ ماشاء اللہ!

سامعین کرام میں سے ایک نے عرض کی، اتنی مدت کیسے جنگل میں رہے اور کیا کھا کر گزارا کیا؟ فرمایا درختوں کے پتے وغیرہ!

ایفائے عہد کی ایسی نادر مثال کسی تاریخ میں نہیں ملتی اور ہم قرآن کریم کو ضامن بنا کر بھی اپنے کسی عہد پہ کبھی پورا نہیں اترتے۔ یہ افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے؟ مرد بھی بھلا کبھی اپنے عہد سے پھرا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں ...... مرد جو عہد ایک بار کر لیتے ہیں۔ اسے پورا کرتے ہیں کبھی نہیں توڑتے ..... عہد کو پورا کرنا مردانگی کی اولین آبرو ہے۔ ماشاء اللہ!

عہد پہ استقامت :

علم و حکمت اور عشق و رقت کا سر چشمہ
باقیات الصالحات کا منبع
اللہ کو پسند
میرے آقا روحی فداہ ﷺ کو پسند
مخلوق عام کو پسند
فطرت کو پسند
کوئی بھی اس کا منکر نہیں
باب نرالا
عنوان انوکھا
ادا دل پسند
عجائب کا مخزن
غرائب کا معدن
شیخیت کا عمامہ و دستار
اور زندگی کا ابر گوہربار ہے۔ و ما علینا الا البلاغ۔
جس نے بھی پایا، عہد ہی پہ استقامت کی بدولت پایا۔
عہد ..... استقامت کا اور استقامت عہد کی ضامن ہوتی ہے۔
یہ ضمانت مقبولِ الٰہی ہو کر فضلِ عظیم کی تفسیر بن جاتی ہے
کرامت مت دیکھ، عہد پہ استقامت دیکھ۔

عہد پہ استقامت فوق لکرامت

عہد سے پھرنا الامان الامان الامان

علم نے عہد کی فضیلت کا انکشاف کیا لیکن عمل اس پہ کاربند نہ ہوا۔ کر لیتا تو کسی بھی طرح قرونِ اُولیٰ کے کسی فیض سے محروم نہ رہتا۔ علم نے تفاسیر و خطبات کی حد کر دی، عمل نے ایک نہ مانی۔ اگر مان لیتا، علم کا مقصد حل ہو جاتا۔

علم میں کوئی کمی نہیں ..... وریٰ الوریٰ۔

عمل ...... ناقص۔ اور نقص مستحسن نہیں ہوتا۔

اللہ ہمیں علم پہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۳٤)

ترجمہ : اور عہد پورا کیا کرو، بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

ف : تیرے اپنے ہی کیے ہوئے عہد و پیمان تیری گرفت کے لیے کافی ہیں۔

کوئی وعدہ پورا نہ کیا، بار بار عہد شکنی کا مرتکب۔

ہوگا، ضرور ہوگا، دیکھنے میں نہیں آیا جو عہد و پیمان کا پابند ہو۔

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قیامت کے روز ہر عہد شکنی کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی عہد شکنی کی علامت ہے۔ (دارمیؒ)

بد عہد ..... بے وفا

بد عہدی اور بے وفائی سے بدتر اور کوئی بدی نہیں۔

عہد کا پابند .....باوفا

عہد کی وفا میں عظمت کا ظہور۔

جو علم تم جانتے ہو، کرتے نہیں.... وبال ہے اور وبال ہی زوال کا موجب۔

میرے آقا روحی فداہ علیہ وسلم صلی اللہ کے جود و کرم سے

استقامت ..... جلال

استقامت ..... جمال

استقامت ..... کمال

زوال کوئی چیز نہیں۔ ترکِ عمل ہی کا اصطلاحی نام زوال ہے۔

ساری دنیائے اسلام میں ایک چیز کہیں بھی نہیں رہی یہاں تک کہ وہاں بھی نہیں اور ان میں بھی نہیں۔ اور وہ ہے ..... علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت

زندگی کی کامیابی کا دارومدار استقامت پہ ہے۔ جب تک ہم میں استقامت رہی، ہر شے رہی۔ جب سے ہم میں سے استقامت رخصت ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی..... عزت بھی، دولت بھی، دنیا بھی، دین بھی۔

اِس حال میں جینا بھی کوئی جینا ہے ؟

یہ کوئی زندگی نہیں، وہ زندگی تھی

اسے حاصل کر، پھر سے حاصل کر

جیسے بھی ہو سکے..... کر

دعا کر اللہ تیری کھوئی چیز تجھے پھر سے عطا فرمائے۔ آمین!

علم نے عمل کی تلاش کی اور عمل نے استقامت کی۔

اور استقامت ...... عزم الامور۔

عزم و استقامت حیات الدنیا کے دو گوہر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جب بھی کسی سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں اسے عزم عطا فرما کر استقامت بخشتے ہیں ورنہ نہ کوئی بندہ اپنے آپ کسی عزم پہ قدرت رکھتا ہے نہ ہی استقامت پر۔

عزم و استقامت کا چولی دامن کا ساتھ ہے جتنا بلند عزم، اتنی ہی قوی استقامت۔ عزم کے ساتھ اگر استقامت نہ ہو تو کسی بھی میدان میں کبھی جیت نہیں سکتا۔

عزم قلبوت، استقامت روحِ رواں۔

نظامِ قدرت عزم و استقامت ہی سے رواں دواں۔

یہی تاریخ اور یہی آدمیت و انسانیت و بشریت کی جدو جہد کی داستان ہے جو قیامت تک کے لیے زندہ جاوید ہے۔ کسی بھی زمانے میں کبھی نہیں مٹتی۔ ماشاء اللہ!

عزم و استقامت کی بے مثل مثال جو کربلا کے میدان میں پیش ہوئی اس کی مثال دنیا کی کسی بھی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ماشاء اللہ!

دریائے فرات کے کنارے عزم کے دونوں بازو کٹ گئے۔ استقامت پانی کی مشک کو منہ میں پکڑے جا رہی ہے۔

اللہ اللہ ادھر تپتی ریت پر عزم کا سر تن سے جدا ہے اور تن زخموں سے چور زمین پہ تڑپ رہا ہے، سر نیزے کی انی پہ بلند ہے۔ استقامت قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہے یہ وہ حد ہے جسے کسی ماں کے لال نے کبھی مات نہ کیا اور نہ رہتی دنیا تک کبھی کر سکے گا۔

بشر تو کیا فرشتوں سے نہ ایسی بندگی ہو گی
حسین ؓ ابنِ علی ؓ آئیں گے دنیا دیکھتی ہو گی
ہمارے خون کے بدلے میں امت بخش دے یا رب!
خدا سے حشر میں یہ التجا شبیر ؓ کی ہو گی

عزم کا تذکرہ اللہ کو بے حد پسند۔ ہر تذکرہ سے فقید المثال۔

تذکروں کی دنیا میں سرِ فہرست۔ اور ہر تذکرے کو مات کر دیتا ہے۔

عزم جب حق و باطل کے میدان میں مظہر العجائب کا نمونہ بن کر اپنے کرتب کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے، کائنات کو متحیر کر دیتا ہے۔ مخالفین تک داد دینے لگتے ہیں اور کرو بیاں انگشت بد نداں۔

عزم بالجزم اللہ کا وہ کلام ہوتا ہے جو کبھی نہیں مرتا، کبھی نہیں ٹلتا۔ ازل تا ابد پوری آب و تاب سے زندہ رہتا ہے اور یہ ازل ہی کے فیصلے ہوتے ہیں جو کبھی نہیں بدلتے۔ داستان بن کر ہر آنے والی نسل کے لیے رہنمائی کے وارث بھی ہوتے ہیں اور رہنما بھی۔

عزم و استقامت کا تذکرہ بزمِ کونین کی تاریخ کا زریں باب ہے اور اسی سے بزمِ ہستی میں کیف ہے۔

تاریخِ آدم اور تاریخِ اسلام کی تمام ناقابلِ فراموش داستانیں استقامت ہی کی داستانیں ہیں اور استقامت نبوت کی اعلیٰ ترین خصلت ہے۔

جو داستان خصائلِ نبوت سے سیراب نہیں وہ بھی کوئی داستان ہے؟

داستانوں کی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتی۔ دیو پری کی داستان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

لذت سے بھرپور مگر بے نور۔

استقامت چیست؟

کسی امر پہ چٹان کی طرح ڈٹ جانا، بادِ مخالف کے کسی جھونکے کو خاطر میں نہ

لانا، کچھ بچے نہ بچے، کچھ رہے نہ رہے، ہر شے لُٹ جائے مگر قدم پیچھے نہ ہٹے اور یہ عزم الامور میں سے ہے، بچوں کا کھیل نہیں۔

ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو کسی ایک بھی قول و عمل و فعل کا پابند ہو، ناداری کی حد نہیں تو کیا ہے؟ اور کوئی ایک بھی نہیں..... نام کو بھی نہیں..... جو اپنے علم پہ عمل کرتا ہو۔

البتہ باتیں گھوٹنے میں ہمارا پہلا نمبر ہے۔ چاہیں تو پُل باندھ دیں۔

ہماری باتیں ..... کچے دھاگے کی مانند۔

اس لیے کہ جو ہم کہتے ہیں کرتے نہیں۔ ہمارا کرنا ہمارے کہنے کے خلاف ہے۔ یہی ہماری ذلت کا موجب۔

پھر کسی بھی عنایت کی کیا فرمائش کریں!

اور دین عملی نمونہ سے پھیلا تقریر و تحریر سے نہیں۔

عملی نمونہ تحریر و تقریر کا محتاج نہیں ہوتا۔

تبلیغ کے میدان میں جو کردار نمونہ ادا کرتا ہے، تقریر و تحریر نہیں۔

تقریر و تحریر نمونہ کا بدل نہیں۔ نمونہ تحریر و تقریر کا نعم البدل ہے۔

اور نمونہ کا کوئی منکر نہیں ہوتا۔

منکر کو نمونے نے نوازا، دلیل نے نہیں!

تیرے پاس ایک بھی نمونہ نہیں اور نمونے ہی سے علم نے عمل کا مظاہرہ کیا۔ تیرے پاس تو نمونوں کے انبار ہوتے!

نمونے ہی نے دین کو پھیلایا، نمونہ ہی دین کی جان۔

نمونہ نہ ہوتا تو کسی علم میں کیا جان ہوتی ؟
نمونے ہی نے دین کو سرفرازی بخشی۔
تو دین رکھتا ہے، دین کا نمونہ نہیں رکھتا۔
بازی گر نے صرف نمونہ پیش کیا اور نمونے کا کوئی منکر نہیں۔
علم، عمل کا اور عمل ..... نمونے کا محتاج ہے۔
محض علم کوئی گل نہیں کھلاتا، تشنہ رہتا ہے۔
علم جب غیرت میں آیا، عمل کو سینے سے لگایا اور نمونے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔
خصائلِ نبوت کی فہرست میں جو خصلت سب سے مشکل ہے وہی سب سے آسان۔
خصائلِ نبوت کا کمالِ کمال جملہ منہیات کو بھالے جانا ہے۔
تیرا علم نمونے کا متلاشی ہے، پا کر ہی مطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح کبھی نہیں۔
نمونہ کبھی صدیقِ اکبرؓ کبھی فاروقِ اعظمؓ کبھی عثمانِ غنیؓ اور کبھی حیدرِ کرارؓ۔
نمونہ کبھی کلیر کبھی پانی پت کبھی سالک کبھی مجذوب۔
ہر حال میں اور ہر دور میں دین کی عظمت کو برقرار رکھا۔ کبھی گرنے نہ دیا ہر دور میں دین ہی کا پاسبان رہا۔
نمونہ ..... دین کی آبیاری کا مالی ..... کبھی خشک نہ ہونے دیا۔
پھر کیا ہوا؟ دین پہ بہار آئی، پھل و پھول میں رنگت و حلاوت۔

نمونہ پیش کر، نمونہ شدت سے اور مدت سے تیرے نمونے کا منتظر ہے۔
نمونہ پایا گویا ہر شے پائی
نمونہ ہی سے ہر شے سمجھ میں آئی۔
نمونہ جب بھی کسی نے دیا اور جس بھی چیز کا دیا، جان ہی پہ کھیل کر دیا۔
پھر وہ رہتی دنیا تک زندہ و قائم رہا۔
سارا قرآنِ عظیم   ساری سنّتِ مطہرہ   نمونہ کی طلبگار ہے۔
قصوں کے انبار لگے پڑے ہیں ایک سے ایک بڑھ کر
کوئی نمونہ پیش کر۔
کائنات باتوں کی نہیں نمونہ کی طلبگار ہے۔
نمونہ نہیں ..... گویا کچھ بھی نہیں۔
میدان میں اتر۔ کسی نمونے کا مظاہرہ کر۔
نمونے ہی نے تماش بینوں کو مطمئن کیا۔ محض باتوں کی آغوش میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔
برائی کے نمونے سے دنیا بھرپور۔ کسی نیکی کا نمونہ پیش کر۔
اگر تو کوئی بھی نمونہ پیش کرنے کا متحمل نہیں تو میدان سے باہر نکل.....
اور جو چاہے کر۔
قول
عمل
فعل
نیت
چاروں کا طریق پسندیدہ ہو۔

قول
فعل
عمل اور
نیت پاک ہوئی
اللہ کی رحمت ہوئی۔

طریقت کی خلافت حضور اقدس ﷺ کے خلفائے راشدین کا ظل ہوتی ہے۔ قول و فعل اور نیت و عمل میں ہمہ وقت جلوہ گر۔

قول و فعل اور نیت و عمل چاروں یکساں ہوں تو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے معرضِ وجود میں آنے والا پتلا بقائے دوام پالیتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ دعوتِ ذِی العشیرہ سے فارغ ہو کر عزیز و اقارب کے سامنے کلمۂ حق پیش کرتے ہیں۔

"کون ہے جو اعلائے کلمتہ الحق میں میرا معین و مددگار بنتا ہے؟"

مجمع میں شہ زور قریشی نوجوان، آزمودہ کار ہاشمی نکتہ دان اور مُطّلِبی قادر البیان موجود ہیں مگر محفل میں سناٹا ہے۔

ھادیٔ برحق ﷺ مکرر سہ کرر پکارتے ہیں کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آتی۔ سکوتِ مرگ طاری ہے۔ دفعتہً ایک کونے سے ابو طالب کا صغیر بن ہاشمی فرزند اٹھتا ہے۔ اس کی نحیف آواز فضا میں ارتعاش پیدا کرتی ہوئی بلند ہوتی ہے۔

"اگرچہ میں چھوٹا ہوں، میری ٹانگیں کمزور ہیں، آنکھیں بھی دُکھتی ہیں مگر میں ہر حال میں آپ کا ساتھ دوں گا"۔

اور پھر ابو طالب کا فرزند علی المرتضے کرم اللہ وجہہ قول و فعل اور نیت و عمل کی یکسانیت کی ایسی مثال پیش کرتا ہے کہ مبصرِ عالم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

اِسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نے قول و فعل اور نیت و عمل کی ہم آہنگی کے ایسے ایسے نمونے دیے کہ تاریخِ عالم قیامت تک ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

حکمائے قدیم (ارسطو، افلاطون، سقراط، بقراط اور جالینوس وغیرہ) کے افکار و نظریات دلکش اور جامع سہی ..... چند صدیوں بعد دم توڑ بیٹھے۔ اس لیے کہ ان کی بنیاد قول و فعل اور نیت و عمل کی یکسانیت پہ استوار نہ تھی۔

قول کی اپنی کوئی زبان نہیں ہوتی۔ ارادہ و نیت سے مستحکم ہو کر عمل کی زبان سے بولا کرتا ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے، دریا اپنا رخ بدل سکتا ہے، صحرا ذرے میں سمٹ سکتا ہے مگر عمل کی زبان سے نکلا ہوا بول کبھی نہیں ٹل سکتا۔

قول و فعل اور ارادہ و نیت کی یکسانیت کا اصطلاحی نام فقر ہے اور

فقر ..... اُن ﷺ کا فخر۔

حضور اقدس ﷺ نے دنیا کو ملعون و مردار قرار دیا ہے۔

○ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

دنیا میں یوں رہو گویا تم ایک پردیسی ہو یا ایک مسافر جو کسی راستے سے گزر رہا

ہو۔ اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔ نیز آپ ﷺ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اے ابن عمرؓ! اگر تم صبح کو اٹھو تو اپنے دل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک رہو تو اپنے دل کو صبح کی خبر مت دو۔ بیمار ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو کیونکہ اے عبد اللہؓ! تمہیں نہیں معلوم کہ کل تمہارا کیا نام ہو گا۔ (تم زندہ رہو گے یا مردہ ہو جاؤ گے)

(ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۴۱ شمار ۱۹۵)

یہ ایک قول ہے، اس قول کے مطابق ارادہ و نیت و عمل و فعل کی مطابقت کا نام کبھی خلافتِ راشدہؓ ہے کبھی اصحابِ صُفہؓ، کبھی اُمّ الفقر فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ ہے کبھی شاہِ فقر علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ۔ کبھی سلمانؓ و بوذر ہے کبھی اویس قرنیؓ۔

غرض عمل و فعل اور ارادہ و نیت کے میدان میں مردانِ حق آتے رہے اور گفتار و کردار کی یکسانیت کا حق ادا کرتے رہے۔ ان کے نام بدلتے رہے پر کام نہ بدلا اور یہ رِیت رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ ماشاء اللہ!

یزید کی بیعتِ خلافت سے انکار کرنے والوں کی تعداد ہزاروں نہیں، لاکھوں تھی۔ جن میں اکابر صحابہؓ، فرزندانِ صحابہؓ، جلیل القدر تابعینؒ اور صالحینؒ موجود تھے مگر میدانِ عمل میں قول کو ارادہ و نیت و عمل سے مزین کر کے استحکام و دوام بخشنے والا ایک شہزادہ نکلا ...... شہزادۂ کونینؓ۔

لیجیے آج جب امام عالی مقامؓ اپنے ابوؓ کی تلوار تھامے میدانِ کربلا میں ..... حق و باطل کی رزمگاہ میں..... پورے جنگی لباس میں ملبوس ہو کر اور ہر شے کو خیر باد کہہ کر عرش و فرش میں حق آزمائی کا پورا حق ادا کرنے میدان میں نکلے ..... کہرام مچ گیا۔

قلم اس سے زیادہ تحریر کرنے سے قاصر ہوئی،
خود ساقیٔ کوثر ﷺ انگشت بد نداں۔

شہزادۂ کونین مولائے حسینؓ کا کردار دین کی پیشوائی کا انسب معیار ہے۔

شہزادۂ کونین مولائے حسین علیہ السلام نے درس دیا کہ میرے نانا کی امت میں شمولیت کے دعویدارو! دنیا کا کوئی شغل تمہیں اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ سے کبھی نہ روکے۔ کوئی خوف و خطر تیری راہ نہ روک سکے! زہے قسمت! اللہ کی دی ہوئی جان اللہ کی راہ میں نکلے۔

فقر جب شامِ غریباں کے حضور غلامانہ خراجِ تحسین پیش کرنے حاضر ہوا، آپے سے باہر ہو گیا۔ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے ایسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے سامنے ریت کے ذروں پر حسن و عشق اور وفا و جفا کی داستان کا انوکھا باب خون سے لکھا ہوا تھا۔ سہمی ہوئی مقدس جانیں، بوستانِ رسول ﷺ کے کمہلائے ہوئے پھول، گنجِ شہیداں، کٹے ہوئے اعضا، جلے ہوئے خیمے، دھواں چھوڑتی طنابیں، لٹا ہوا خانوادۂ رسول ﷺ، بے کسی کے عالم میں جگر بندِ بتولؓ۔ حسینؓ کا سر قلم، جسم برہنہ، لاشہ روندا ہوا۔ اہلِ بیت رسیوں میں جکڑے ہوئے۔ خاک و خون میں نہایا ہوا عشق۔ دشتِ غربت میں سر بریدہ پیشوائے دین۔ ساقیٔ کوثر ﷺ کا تشنہ لب نواسہ۔ سبطِ پیغمبر ﷺ کا گھوڑوں سے روندا ہوا وجودِ اطہر۔ ہر طرف گھمبیر اداسی۔ ایک وحشت خیز خاموشی۔ ایک الم انگیز کرب.... یہ دردناک منظر اُس سے نہ دیکھا گیا۔ وہ خون کے آنسو رویا، ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ بسمل کی طرح لوٹا، مذبوح کی طرح تڑپا۔ پھر یکایک اُس نے امارت کی عمارت کی اینٹ

سے اینٹ کر دی۔ لذت کا جام توڑ دیا، زینت کا عمامہ زمین پر دے مارا۔ راحت کا ترانہ بند کر دیا۔ عشرت کا رباب توڑ دیا۔ شہرت کی قبا تار تار کر دی۔ شامِ غریباں کے محبوبوں کی خاکِ پا سر میں ڈالی۔ ندامت کی قبا اوڑھی۔ ملامت کی گُدڑی پہنی۔ صبر کا کاسہ تھاما اور ایسا روپوش ہوا کہ پھر کہیں بھی کسی بھی رُوپ میں کبھی پر گٹ نہ ہوا۔ اس منظر کو کبھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ اور حیاتُ الدنیا کی منزل اسی منظر کی پیشوائی میں طے کی۔

شہسوارِ کربلا کی شہسواری کو سلام
نیزے پر قرآن پڑھنے والے قاری کو سلام
حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے کی زین پہ وفا کا غازی
حسین رضی اللہ عنہ تلواروں کے سائے تلے عشق کا نمازی
حسین رضی اللہ عنہ نیزے کی نوک پہ قرآن کا قاری
حسین رضی اللہ عنہ کا روندا ہوا لاشہ بھی رضا پہ راضی
حسین رضی اللہ عنہ ابنِ حیدر رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام، ماشاء اللہ!
حسین رضی اللہ عنہ دوشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحل پہ ناطق قرآں
حسین رضی اللہ عنہ آغوشِ بتول صلی اللہ علیہ وسلم میں شہزادۂ کون و مکاں
حسین رضی اللہ عنہ پُشتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شہسوارِ کربلا
حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نازاں
نانا صلی اللہ علیہ وسلم ...... رحمتِ عالم
نواسہ علیہ السلام ...... رہبرِ عالم

جس کا ہو راہبر حسینؓ اور مذہب عشقِ رسول ﷺ
اہلِ طریقت اس کو قرآن کی تفسیر کہتے ہیں

○ حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! میں انسان ہوں میرے رب کا قاصد آئے گا (یعنی عزرائیلؑ) تو میں اسے لبیک کہوں گا۔ (سنو) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے تو اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو (اس پر عمل کرو)۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں خواہش اور رغبت دلائی پھر فرمایا (دوسری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں میں تم کو اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا واسطہ دلاتا ہوں آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا۔

(سنن دارمی / کتاب العمل بالسنۃ جلد اول ص ۷۶۹)

اَلْحُسَيْنُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ ط

○ حضرت یعلی بن مرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ جس نے حسینؓ سے محبت کی، اللہ نے اسے محبت کی اور حسینؓ سبط ہے اور اسباط میں سے۔ (یعنی میری بیٹی کا بیٹا ہے)

(ترمذی / مشکوۃ شریف جلد ۲، ص ۴۴۰ شمار ۵۸۷۷)

○ کوفہ میں دین ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت کے دعویدار بھی تھے مگر اہلِ بیت سے محبت نہ تھی۔ اسی باعث ان کا دین برباد ہوا۔ حضور اقدس ﷺ کی محبت اہلِ بیت کی محبت میں ہے اور یہی دین کی اصل ہے۔

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ

حضرت حسینؓ بن علیؓ حضور اقدس ﷺ کے پاس آئے جب کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ وہ حضور اقدس ﷺ کے قریب آکر آپ کے کندھے پر سوار ہو کر پیٹھ سے کھیلنے لگے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریلؑ! کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بیٹے سے محبت نہ کروں؟

پھر جبریلؑ نے کہا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت عنقریب انہیں قتل کردے گی۔ اس کے بعد جبریلؑ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سفید رنگ کی مٹی لے آئے اور کہا یا محمد ﷺ! آپ کا بیٹا اس زمین پر قتل ہو گا اور اس کا نام طَف ہے۔ (طَف الفرات ارضِ کربلا کا پہلا نام ہے بعد میں کربلا مشہور ہوا)۔

پھر حضرت جبرئیلؑ آپ ﷺ کی خدمت سے چلے گئے تو حضور اقدس ﷺ باہر نکلے اور مٹی آپ کے ہاتھ میں تھی اور آپ رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ! جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ طَف کی زمین میں قتل ہو گا اور میری امت میرے بعد عنقریب فتنے میں مبتلا ہو جائے گی۔

پھر آپ ﷺ اپنے صحابہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ ان میں حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حذیفہ، حضرت عمارؓ اور حضرت ابو ذر موجود تھے اور آپ ﷺ رو رہے تھے۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز نے آپ ﷺ کو رلایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ میرے بعد طَف کی زمین میں قتل کیا جائے گا اور جبرئیلؑ اس جگہ کی مٹی میرے پاس لائے ہیں اور مجھے خبر

دی ہے کہ اس (زمین) میں اس کی (حضرت حسینؓ کی) قبر ہو گی۔
(معجم الکبیر للطبرانی الجزء الثالث ص ۱۰۷، شمار ۲۸۱۷)

○ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ دونوں میرے گھر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ! بے شک آپ ﷺ کی امت آپ کے بعد آپ ﷺ کے اس بیٹے کو قتل کر دے گی اور ہاتھ سے حضرت حسینؓ کی جانب اشارہ کیا۔ (یہ سن کر) حضور اقدس ﷺ رونے لگے اور حضرت حسینؓ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو (وہ مٹی دی جو جبرئیلؑ نے آپ کو دی تھی اور) فرمایا یہ مٹی تیرے پاس امانت ہے۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا افسوس کرب وبلا (سختی و مصیبت)۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلمہؓ! جب یہ مٹی خون سے تبدیل ہو جائے گی تو جان لینا کہ میرے بیٹے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ پھر حضرت ام سلمہؓ نے اس مٹی کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا اور روزانہ اسے دیکھتی رہتیں اور فرماتیں جس روز یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے گی وہ بڑا عظیم دن ہو گا۔
(معجم الکبیر للطبرانی الجزء الثالث ص ۱۰۸، شمار ۲۸۱۷)

○ محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سعد حضرت حسینؓ کے پاس آیا اور (گفتگو کے بعد) انہیں یقین ہو گیا کہ یہ مجھ سے جنگ کریں گے (اور قتل کر دیں گے) تو آپؓ نے اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد

آپؓ نے فرمایا:

''آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کس قدر سخت معاملہ درپیش ہے۔ دنیا کیسے بدل گئی ہے اور منہ موڑ گئی ہے اور اس نے حسنِ سلوک کی بجائے پیٹھ پھیر لی ہے اور اسی روش پر چل رہی ہے یہاں تک کہ نیکی سے صرف اتنا ہی کچھ باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن میں تھوڑی سی تلچھٹ۔ زندگی بے وقعت ہو کر رہ گئی ہے۔ اس اونٹ کی طرح جو مضر صحت چراگاہ میں زندگی کے دن پورے کر رہا ہو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے منع نہیں کیا جا رہا۔ ایسی حالت میں تو مومن کو اللہ کے پاس ہی چلے جانا چاہیے اور میں (راہِ حق میں) موت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ رہنا رسوائی ہے۔''

اور حضرت امام حسینؓ وادی کربلا کے مقام طف میں عاشورہ کے دن ۶۱ھ میں شہید کر دیے گئے۔ اس وقت آپؓ ریشم اور اون کا بنا ہوا سیاہی مائل جبہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپؓ نے سیاہ خضاب لگایا ہوا تھا اور آپؓ کی عمر چھپن سال تھی۔

(مجمع الکبیر الطبرانی جلد ۳، ص ۱۱۴، ۱۱۵ شمار ۲۸۴۲)

شہزادۂ کونین سیدنا مولائے حسین رضی اللہ عنہ وعلیہ السلام

کیا آپ کے دل میں حسینؓ کے لیے کوئی بھی جگہ نہیں؟ پھر تو یہ دل سینے میں رکھنے کے قابل نہیں! ناقص ہے، بیوفا ہے اور کبھی زندہ وبیدار نہیں ہو سکتا۔

میرے مولاؑ حوضِ اصفیٰ کے ساقی۔ اور وہ فرش پر ہے، عرش پہ نہیں۔ جو اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے، امر ہو جاتا ہے، کبھی مردود نہیں ہوتا۔ میرے مولا دارالاقامت کے مقیم۔ اور کوئی کیا جانے کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے؟

میرے مولائے حسینؓ کے سوا ہمارے پاس ہے ہی کیا؟ فضائل و مسائل! ہمارے پاس حسینؓ سے بہتر اور کوئی نمونہ نہیں۔ جنگل کا کوئی پھول ایسا نہیں جو ان کی یاد میں آنسو نہ بہائے۔

میرے مولاؑ دین کے دین پناہ، عشق کے میرِ کارواں، فنا سے بے پرواہ، بقا کے راہبر اور وفا کی انتہا ہیں۔

میرے مولاؑ کی شخصیت و شہادت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ ھنود کا قلم رکا، آفرین کہا، پھر آگے چلا۔ اگر ان کی شان میں کوئی ہندو کچھ کہتا، ہم منہ پھیر لیتے، آنکھیں بند کر لیتے، کانوں میں انگلیاں دے لیتے۔ اگر پھر بھی باز نہ آتا تو میدان میں اتر آتے، پھر دونوں میں سے ایک اس دنیا میں رہتا۔

کیا یہ حسینؓ وہی نہیں جن کی شان میں حضور اقدس ﷺ فرماتے

الحسین منی و انا من الحسین

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"

"اوئے کدھر؟"

معلوم نہیں کہ آج میری سرکار روحی فداہ ﷺ کے نواسہ کی شامِ غریباں کی تقریب ہے؟ اِنس و جانّ و ملائکہ سب کے سب وہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں"

اچھا اچھا یہ امڈا ہوا سیلاب تو کسی شہر کو ڈبو سکتا ہے۔ قلم بے چارہ اِس منظر کو قلمبند کرنے کی کیا قدرت رکھتا ہے۔"

عشق جب اپنے امام کے حضور میں نیاز مندانہ خراجِ عقیدت پیش کرنے کے

لیے شامِ غریباں کے بے مثل منظر پہ حاضر ہوا، کہرام مچ گیا۔ زمین و آسمان کی طنابیں ٹوٹنے لگیں۔ ہوش و حواس کھو بیٹھا، تھر تھرا کر پوچھنے لگا یہ کیا؟ ندا آئی یہ کائنات کے پروردگار کے حبیب اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ ﷺ کی بیٹی کے لختِ جگر شہزادہ کونین کے جسدِ اطہر کا لاشہ ہے جسے شہادت کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا۔

ایک عرض پھر کی یہ کس نے کیا؟

پھر ندا آئی یہ قصد کفار کا نہیں، حضور اقدس ﷺ کے اُمتیوں کا ہے۔ ان کے اِس تکرار نے کہ ''شہزادۂ کونین کے قتل میں جلدی کرو جمعہ کی نماز قضا نہ ہو'' عشق کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ قبا نوچ کر تار تار کر ڈالی۔ پامالِ ناز نے منہ پر راکھ ملی، سر پہ خاک ڈالی، ایک دلدوز مرثیہ پڑھا اور ہمیشہ کے لیے اس منظر کو نظروں میں یوں سمیٹ لیا کہ پھر کبھی اس کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔

سچ پوچھو تو اُن کے فراق میں سیلِ بیکراں کی طرح آنسو بہانا ہم خاک نشینوں کا اصل غسلِ عصیاں ہے۔

یا حی یا قیوم کی حقیقت کے مظہر : سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

حوضِ اصفیٰ کے وارث : سید الشہداء۔ زندہ جاوید ماشاء اللہ!

طُرقِ طریقت نے من و عن سنا، اعتراض نہ کیا۔

''محبت امر ہوتی ہے، مر کر بھی کبھی نہیں مرتی''۔

تاریخ کو مختلف انداز میں پیش کرنے کے لیے کیا کیا نمونے تیار کیے!

انبیائے کرامؑ اور سلف صالحینؒ کا پہلا نمبر رہا۔

بے شک ابنِ آدم کی تاریخ بڑی ہی دلچسپ ہے۔

تاریخِ ابنِ آدم چیست ؟ تذکرۂ خصلت۔

خصلت زندگی کی پہچان ہے، جان ہے اور آن۔

ہر مقام خصلت ہی کا مقام ہے اور ہر شان خصلت ہی کی شان۔

اگر خصلت نہیں، گویا کچھ بھی نہیں۔

فتح و نصرت اور تائید و حمایت جب بھی نازل ہوئی، خصلت پہ ہوئی۔

خلعت پہ نہیں خصلت پہ۔

خصلت ہر شے پہ غالب رہی حتی کہ موت پہ بھی۔ ہر شے مٹ گئی، خصلت کبھی نہ مٹ سکی۔ اپنے حامل کو بھی زندۂ جاوید بنا گئی اور

اے جانِ من! افراد کا نہ اقوام کا، مال کا نہ اسباب کا، صرف خصائل کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔ خصلت صرف باقی ہی نہیں رہتی، آنے والوں کی رہنمائی بھی کیا کرتی ہے۔

خصلت کی عظمت دیکھ! نبوت بھی مخصوص خصائل ہی سے عبارت ہے اور خصائلِ نبوت ہر خصلت کی کسوٹی ہیں۔

جو خصلت اِس معیار پر پوری اترے، مقبول ورنہ مردود۔

کوئی مقبول خصلت اپنا .....،نرا رولا نہ پا۔

رولے میں ہر شے رل جاتی ہے۔

کوئی عمدہ خصلت اپنا۔ جہاں سے بھی ملے حاصل کر۔ ورنہ یہ زندگی کسی دفتر میں قابلِ قبول نہیں۔

بے شک آدمیت وانسانیت وبشریت کی عظمت کا راز ..... خصلت ہے۔

ہر شے فانی ..... خصلت باقی۔ باقیات الصالحات ۔ ماشاء اللہ!

کسی خصلت کا نمونہ فوق الوریٰ ہوتا ہے۔ ہر نمونے کومات کردیتا ہے۔

جس نے بھی کسی خصلت کو اپنایا، دنیا بھر میں مہک اٹھی۔ کسی بھی خصلت کا باب کبھی محو نہیں ہوتا، کہکشاں کی طرح جگمگاتا رہتا ہے۔

خصائل کی تبلیغ کرتے تھکتے نہیں، کسی خصلت کو اپنا کر تو دیکھ۔ خصائل کی بستی نہ بنادے تو کہنا۔ خصلت کبھی اکیلی نہیں رہتی نہ ہی اکیلے رہنا اسے زیب دیتا ہے۔ شہر بنا کر بسا کرتی ہے۔

خصلت وہ ہے جس کی قرآن کریم اور سُنّتِ مطہرہ تصدیق کرے۔

تیرے پاس نہ دین نہ دنیا، کس بل بوتے پہ اتراتے نیں تھکتے ؟

خصلت نمونے کی طلبگار ہے، کسی خصلت کا نمونہ پیش کر۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے خصائلِ نبوت میں سے کسی ایک کو کماحَقّہ' اپنانا طریقت میں خصلت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ایک خصلت ایک عنایت ہے۔

خصلت جب میرے آقا روحی فداہ ﷺ سے فیضیاب ہو کر اکھاڑے میں اترتی ہے، دھوم مچادیتی ہے۔

خصلت کا جنون ہی مجنون۔

جب تک قائم نہیں کرلیتا، کبھی چپکے نہیں رہتا۔

خصائلِ نبوت کی ہر خصلت، جہاں کہیں بھی ہو، اللہ اللہ ماشاء اللہ، دھوم مچا دیتی ہے۔

اللہ رب العالمین کا سب سے بڑا حکم

حضور اقدس ﷺ کی سب سے بڑی سُنّت

اور نبوت و رسالت کی سب سے بڑی خصلت "استقامت" ہے اور استقامت یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں جو قدم جہاں پہ رکھ دیا جائے پھر کسی بھی حال میں کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ اگرچہ ٹوٹے ٹوٹے ہو جائے۔

اِس قول و عمل کو نبھانا بچوں کا کھیل نہیں، عزم الامور کا فقید المثال اکھاڑا ہوتا ہے۔

بجے تلے ہزاروں نامور نوجوان میدان میں اترے،

کسی قسمت والے ہی نے بازی جیتی۔

استقامت نبوت کی سب سے بڑی خصلت ہے، ہر کسی کو کیسے دی جا سکتی ہے؟

استقامت کے ساتھ حال اور حال کے ساتھ مقام ہوتا ہے۔

استقامت سلوک کی منزل کا حاصل

استقامت سلوک کی منزل کا عمود

استقامت فوق الکرامت

استقامت نفس کی مخالفت

استقامت روح کی موافقت

استقامت بازارِ دنیا کی نایاب جنس

استقامت عزم الامور کا مفہوم

استقامت رب العالمین کا فرمان

استقامت رحمتہ للعالمین علیہ کا ارشاد

استقامت میدان کی پکار ..... اور

استقامت ہی عمل کا واحد مطالبہ ہے۔

و ما علینا الا البلاغ۔

دین کے عین مطابق عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کا اصطلاحی نام طریقت ہے۔ جذب و مستی اور محویت و استغراق عمل ہی کے احوال و مقامات ہیں۔ عمل کے باہر کوئی شے نہیں۔ عمل نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ عمل ختم ہر شے ختم۔ اور اے جان من! عمل ہی کائنات عالم کی روحِ رواں ہے۔

عمل سے خودی اور خودی سے بے خودی پیدا ہوتی ہے۔ گویا عمل تخم، خودی پودا اور بے خودی پھل ہے۔

یہی بے خودی ملتِ مصطفویہؐ کی جان ہے۔

ارادتِ ازلی کا یہ قدیم دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا کہ ہر شے کمال کو پہنچ کر بدل جاتی ہے۔ اس لیے کہ کمال سے آگے اور کوئی مقام نہیں ہوتا۔

خودی جب کمال کو پہنچتی ہے، بے خود ہو جاتی ہے۔

خودی مقام انا اور بے خودی مقام فنا ہے۔

اور اے جانِ من! انا کی فنا ہی میں بقا ہے۔

ہستی میں حسد اور نیستی میں رشک ہوتا ہے۔

ہستی خودی اور نیستی بے خودی ہے۔

خودی کا کلام : کن فیکون

بے خودی ...... خودی کی نانی

خودی جب بے خود ہوئی اسرار و رموز کی واقف بنی۔ کسی اور طرح ہو سکتی ہی نہیں۔ یہ محض فلسفہ نہیں، حقیقت ہے۔

منصور پہ جب اُن کی محبت کا غلبہ ہوا، مغلوب ہو کر فرمایا انا الحق۔

سوچ یہ کلمات کہہ نہیں سکتی اور بے خودی رہ نہیں سکتی۔

بے خودی کے کلمات خدا کے کلمات ہوتے ہیں، بندہ نہیں بول سکتا۔

حق نے "انا الحق" کہا اور حق "انا الحق" کہنے میں حق بجانب تھا۔

حق حق حق ھو ھو ھو

میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی تو یہ تمنا ہے کہ آپ کی امت کے نوجوان کردار کی مستی میں مدہوش ہوں اور یہ مدہوشی عارضی نہ ہو، سرمدی ہو اور یہی مدہوشی ملتِ مصطفویہ کی آبرو ہے۔

اے ہمنشین! اے میری جان!

تجھے کون سمجھائے کیا سمجھائے اور کیسے سمجھائے ؟

تیرے کردار کی مستی ملت کی امتیازی شان اور یہی مستی ملتِ مصطفائی کی جان ہے۔

کردار کی مستی میں عزم بالجزم کا پہلا نمبر ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان عزم بالجزم ہی کی داستان ہے۔ مردوں کے "عزم" اور اللہ کے "کُن"، میں کوئی دوری نہیں، بالکل نہیں۔

عزم اور ”کن“ میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔
عزم اور ”کن“ دونوں میں اللہ کا امر جلوہ گر ہوتا ہے۔

ازل تا ابد بندے کے عزم کا اللہ کے ”کن“ نے استقبال کیا۔ ہر عزم کا استقبال کیا، گرم جوشی سے کیا اور کسی بھی میدان میں عزم کے عَلَم کو کبھی گرنے نہ دیا، عزم کی تحسین کی، داد دی اور پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

دنیائے عزم کی ہر جدوجہد میں عزم ہی کارفرما ہوتا ہے، کوئی دوسرا نہیں۔
عزم غیور ہوتا ہے، جسور ہوتا ہے،
کسی اور کی حمایت کا نہ حاجت مند نہ خواہش مند۔
اپنے سوا کسی اور کو کسی بھی طرح اس جدوجہد میں کبھی داخل ہونے نہیں دیتا۔
کسی کثرت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا۔
کسی مزاحمت سے مطلق نہیں گھبراتا۔
کسی مخالفت سے کوئی خوف نہیں کھاتا۔
کسی ملامت سے بالکل نہیں شرماتا۔

تن تنہا میدان میں آتا ہے، حق کا عَلَم لہراتا ہے، باطل سے ٹکراتا ہے اور آن کی آن میں بازی لے جاتا ہے۔

اور یہ سب کچھ
اللہ العلی العظیم کے کرم اور حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عنایتِ کرم پہ موقوف ہوتا ہے۔

حال کی مستی زندگی کی اصل ہستی ہے۔
ہستی جب مستی سے بہرہ ور ہو جاتی ہے،
الانسان سری و انا سرہ کے راز کا راز منکشف ہونے لگتا ہے۔
اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ
انسان میرا بھید ہے اور میں اُس کا۔
میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی اس بھید کو جانتے ہیں۔ جسے چاہتے ہیں، بتاتے ہیں۔ کوئی دوسرا اس بھید کو نہیں جانتا۔ وماعلینا الا البلاغ۔

یہ بھید
یہ راز
یہ سِرّ
مولائے کل ختم الرسل روحی فداہ ﷺ ہی کی اتباع و فیض سے فہم وادراک میں تو آسکتا ہے، تحریر میں کبھی نہیں آسکتا۔
حیات کا ذوق اور موت کا خوف انسانی زندگی کے دو محور ہیں اور ہر کوئی انہی کے گرد گھوما کرتا ہے۔
ہستی جب کردار کی مستی سے مست ہوئی، الست ہوئی اور ورلست ہوئی۔ حیات و ممات کے ذوق و خوف سے مستغنی و بے نیاز ہوئی اور یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔ ماشاء اللہ!
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے
الانسان سری و انا سرہ
"انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں"

بیشک وہ بندے پُراسرار ہوتے۔ الانسان سری و انا سرہ کے رازداں بن کر نام و نمود اور ہست و بود کی بستی کو لٹا کر اور ہستی کو مٹا کر ..... صدق دل سے .... دنیا کو ہیچ و بیکار سمجھ کر الست کے نشے میں مست ہو کر جب عاشقانِ طریقت کی منزل پہ گامزن ہوتے ایک اکھاڑا جم جاتا۔

جب وہ اللہ کے پُراسرار بندے ہر شے اور ہر شے سے جو اُن کی منزل کی محویت میں مخل ہوتی ..... حرام قرار دے کر دستبردار ہو جاتے۔

یہی عاشقانِ باصفا ..... اور کشتگانِ باوفا کا دستور ہوتا۔

طریقت کا جب احرام باندھ لیتے کون و مکاں کی ہر شے سے مستغنی و دستبردار ہو جاتے..... جیتے مگر اللہ کے لیے ..... اللہ اللہ۔

جب وہ کچھ کرنے کے لیے میدان میں اترے، دیکھا کہ وہ ٹلنے کے نہیں، کسی بھی طرح مڑ نہیں سکتے، قدرت کے قدرتی ہاتھوں نے تھام کر کچھ بھی کرنے نہ دیا جو کرنا چاہتے تھے "کن" کہہ کر کر دیا۔

میرے مخدوم میرے دلبر میرے اللہ کے کُنْ کی کنجی ہیں۔ماشاء اللہ!

سنّتِ مطہرہ کے نور میں مخمور ہو کر جب کچھ کرنے پہ آمادہ ہوتا .....دم بھر کے لیے بھی دیر نہ ہوتی، کن فیکون کی کنجی بن جاتا۔

شہسوارانِ طریقت عملی نمونہ دے کر یہ درس دے گئے کہ جب بھی کسی میدان میں اڑ جاؤ، اسی طرح کرو۔

عزم کبھی باز نہیں رہتا، کر کے ہی دم لیتا ہے اور یہ شرف اللہ نے عزم ہی کو بخشا ہوا ہے۔اصطلاح میں عزم کو ہی کن فیکون کی کنجی کہتے ہیں۔

- عزم کی قوت
- پیر کی قوت
- میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی قوت

..... وریٰ الوریٰ۔

کسی کے بھی فہم وادراک میں نہ آسکتی ہے نہ سما۔

- اللہ کی قوت ..... قوی العزیز

حضرت زہد الانبیا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز ایک راہ سے گزر رہے تھے لوگوں کو دیکھا جو ایک لٹھ اٹھا رہے تھے۔ مجمع میں سے کسی نے کہا بابا ذرا سہارا دے۔ دوسرا بولا یہ بے چارہ، دبلا پتلا، ہڈیوں کا ڈھانچہ کیا سہارا دے گا؟

یہ سن کر آپؒ جوش میں آگئے۔ لٹھ کو ہاتھ سے پکڑا، اٹھا لیا۔ فرمانے لگے، یہ میری قوت ہے۔ پھر لٹھ کو رکھا، اشارہ کیا، لٹھ ہوا میں معلق ہو گئی۔ فرمانے لگے یہ میرے پیر کی قوت ہے۔

قوی العزیز ارض وسماء کے مابین و ما فیھن

(یعنی جو کچھ بھی ان کے اندر ہے)

ہر قوت وقدرت پہ زبردست قوی العزیز

ان کی بارگاہِ الوھیت و مجدیت و صمدیت میں ہر شے ایک تنکا۔

ایک رائی برابر بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

تیرا عزم تقدیر ..... اور

عزم بالجزم ..... کن فیکون کی تفسیر ہے۔

واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

مومن کا عزم کن فیکون۔

عزائم کی ضرب آلات حرب پہ حاوی۔

خصلت اخلاص کا جوہر۔

خصلت ہر کثرت پہ غالب اور خصلت ہی کی بنا پہ انسان کو انسان پہ فوقیت ہوتی ہے۔وماعلینا الا البلاغ۔

تیرے کردار کی کوئی مثال، کوئی بھی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ورق ورق الٹے، الٹ الٹ کر پلٹ پلٹ کر پلٹے، نشان تک نہ ملا۔

کردار ہی وہ نشہ تھا جسے پی کر علماء ..... علم میں اور

صلحا ..... عمل میں مست رہتے۔

الست ہو جاتے اور نت نئے عنوانات منصۂ شہود پہ لاتے۔

اپنی ہی دھن میں محو ہو کر ماسوا سے بے خبر و بیگانہ ہوتے۔

کردار کا جام جب بھر کر پی لیتے، مدہوش ہو جاتے۔جس سے بھی ٹکراتے، پاش پاش کر دیتے۔

ایک ہوتا ..... زمانے بھر کو مات کر دیتا۔

تیرے کردار کی مستی کی ہستی جب میدان میں آتی، دنیا بھر کو دنگ کر دیتی۔

تیرے انداز فقیرانہ اور راہبانہ لیکن دلبرانہ

حقیقتاً جہانبانی کی تمام ادائیں گدڑی میں پنہاں

جہاں بان ہوتا مگر جہان نہ رکھتا

جہانبانی کی تمام صلاحیتیں جہان پہ قربان کر دیتا، یا حی یا قیوم۔

عمرؓ و علیؓ کے نمونہ کو قیامت تک کسی کا کوئی نمونہ مات نہیں کر سکتا۔

تاریخِ اسلام اور تاریخِ انسانیت دونوں کے لیے حضرت عمرؓ نے عمل کے ایسے نمونے چھوڑے جن کی چمک قیامت تک قائم رہے گی، کبھی مدہم نہ ہو گی اور کبھی ختم نہ ہو گی۔ واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

عمرؓ شیطان کے لیے کوڑا اور مساوات کے علمبردار ہیں۔

انسان تو کیا جانور بھی عمرؓ کے مامورات و منہیات کے تقدس کا احترام کرتے۔ ماشاء اللہ!

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عمرؓ کی موت پر اسلام روئے گا۔

بے شک عمر فاروقؓ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ کے دورِ خلافت میں کسی بھیڑ کو بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ کسی کی فصل میں قدم تک رکھتی۔

جس دن حضرت عمرؓ نے وصال فرمایا جنگل میں ایک گڈریے نے دوسرے سے کہا کہ عمرؓ آج انتقال فرما گئے۔

اس نے پوچھا تجھے اس کی کیونکر خبر ملی؟

جواب دیا، میری بھیڑیں آج دوسروں کی فصلوں میں چگنے لگیں۔

مساوات انسانیت کے احترام اور عدل کی حد ہے۔

عمرؓ فاروق کے سوا کوئی اور اس حد تک نہ پہنچ سکا۔

عرب کے ایک بدو کو یہ جرأت حاصل تھی کہ بھرے مجمع میں یہ کہہ دے کہ ایک چادر میں عمرؓ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا۔ دوسری چادر کہاں سے آئی؟

عمرؓ نے اِس جسارت کی تحسین کی۔ان کی جبیں پر شکن تک نہ آئی۔سائل کے سوال کا پورا جواب دے کر مطمئن کیا کہ دوسری چادر ان کے بیٹے کی تھی جو اس نے ان کو دیدی۔

یہ حکم بھی صرف عمرؓ نے ہی دیا کہ کوئی گورنر اپنے گھر کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائے۔جو بھی آئے بلا جھجک داد پائے۔گھر کے در ہمیشہ کھلے رہیں اور در پہ دربان نہ ہو۔

مساوات

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ خلیفۃ المؤمنین جب اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس کا سفر کر رہے تھے تو ایک منزل آپ اونٹنی پر سوار ہوتے اور دوسری پر آپؓ غلام کو سوار کرتے اور خود اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلتے تھے۔جب شہر کے قریب پہنچتے ہیں تو سواری کی باری غلام کی آجاتی ہے، غلام اصرار کرتا ہے کہ منزل ختم ہونے کو ہے۔لوگ حضورؓ کے استقبال کو آئیں گے اور یہ زیب نہیں دیتا کہ عرب کا ایک گمنام بدو (آپکاؓ کا غلام) اونٹنی پہ سوار ہو اور آپؓ نکیل پکڑے آگے آگے چلیں۔

آپؓ نے عدل و مساوات کی حد کر دی اور غلام کی ایک نہ مانی۔اسے باری کے مطابق اونٹنی پہ سوار کیا اور خود آگے آگے چلتے رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ساری تاریخ میں کہیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایک خلیفہ وقت (بادشاہ) سواری کی نکیل پکڑے آگے آگ چل رہا ہو اور ایک غلام سواری پہ سوار ہو۔

تیرے اندازوں کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

تیرے سارے انداز پُراسرار تھے، پرانوار تھے اور تو اپنے انداز اپنے ساتھ ہی

لے گیا، کوئی تو چھوڑ کر جاتا!

تیرا ایک غلام کو اونٹنی پہ سوار کر کے نکیل تھامے پیدل چلنا مساوات کی حد اور اندازِ جہانبانی کی انتہا تھی!

یہ کیا تھا؟

میکدۂ نبوت کے جام کی مدہوشی۔

تو نے اتنی پی اور ایسی پی کہ پی کر اپنے نفس کو لتاڑ دیا اور شیطان کو پچھاڑ دیا۔

مرحبًا مکرمًا مشرفًا

مسلمانی کے یہ مقامات پھر کسے نصیب ہوئے؟

O

یہ مقامات جن میں تو کھویا ہوا ہے کیا ہیں؟ اور تجھے کہاں پہنچا سکتے ہیں؟

اللہ تجھے "مقامات" کے خیالات سے محفوظ رکھے۔

اپنے معبود و مطلوب و مقصود و محبوب کے روبرو ہو۔

ارشاد کا پابند ہو اور نازبردار۔

یہ راہ لطائف و وظائف کی نہیں، ناز و نیاز کی ہے۔

ہم نے اپنی نسبت کی ناموس اور منصب کے اِکرام کی دھجیاں اڑا دیں۔

ہماری منزل میں ذکر و طاعت نہیں، مطلب و مراد ہے

اگر صرف ذکر و طاعت ہوتی، ضرور بامراد ہوتی۔

ذکر و طاعت کی منزل مُستغنی عَنِ المدارج ہوتی ہے

تبلیغ و خدمت کے سوا کسی بھی کمال کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔

مبلغ وہ ہے جو "الفقر فخری" کا جامہ پہن کر میدان میں آتا ہے اور آن کی آن میں دنیا کے کونے کونے پہ چھا جاتا ہے۔

تیری تبلیغ میں صرف باتیں ہی باتیں ہیں کسی کردار کا نام تک نہیں۔ کردار ہی کی آغوش میں اصل تبلیغ ہوتی ہے۔

تیرا اپنا عمل ہی تیری تبلیغ کا شاہکار۔

طریقت کی سند .... الفقر فخری۔ و ماعلینا الا البلاغ۔

اھلِ فقر کونین کی آبرو ماشاء اللہ!

کلیاتِ فقر کا خلاصہ چند معروف اسباق پہ مشتمل واللہ باللہ باللہ ماشاء اللہ!

خلفائے راشدینؓ تمام فقر کے مقام کے تاجدار اور امام تھے مگر مولائے علی کرم اللہ وجہہ اور مولائے حسین علیہ السلام کو فقر کا بلند اور ارفع مقام حاصل ہے۔

سبحان اللہ! حسین علیہ السلام نے خنجر تلے نماز ادا کی۔

فقر انبیاء علیہم السلام کی وہ سنّتِ مؤکدہ ہے جس پہ کہ سید الانبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا۔

جس فقر پہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا، آہ! ہم اس سے بیزار ہیں۔ یہ نسبت کیسی؟

فقر الی اللہ ..... ستّر ہزار سُنن کی اتباع۔

سُنّتِ مؤکدہ سے انحراف ..... طریقت کی پامالی۔

علم نے ایک امر و نہی کی تلقین فرمائی، فقر نے کاربند ہو کر اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔

اگر نمونہ نہ ہوتا، علم کیا تصدیق کرتا؟

ہر خصلت کا نمونہ فقر ہی نے دیا۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ

یہ بندہ ہر اہلِ فقر کی غلامی کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اہلِ فقر عموماً گمنام ہوتے ہیں۔ کسی بھی ہستی میں شمار نہیں ہوتے۔ ظاہر میں دنیادار، حقیقتاً پُراسرار۔

دیکھے اور خوب دیکھے، سرِ بازار دیکھے۔

اور ہم وہ نہیں۔

جس بات پہ تم شرماتے ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فخر کرتے تھے۔

کسی خصلت کا نمونہ پیش کر اور نمونہ میں خصلت کا نور کارفرما ہوتا ہے۔ کبھی بے نور نہیں ہوتا۔

دنیا خدائی خصلت کے نمونہ کا اکھاڑہ ہے۔ ہر شے فانی، خصلت باقیات الصالحات۔ خصلت کے سوا کوئی اور تذکرہ نگار خانۂ دہر میں زندہ نہیں رہتا۔

فقر خصائلِ نبوت میں سرِ فہرست فخر

اِس خصلت نے دنیائے دوں کی ہر خصلت کو مات کر دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ کی اولاد کو اسی خصلت کی بناء پہ آبدار و تابدار کیا۔ اور ہم میں اس کا نام تک نہیں، نشان تک نہیں۔ ماضی کی داستان ازبر کیے جاتے اور دل بہلائے جاتے ہیں۔

فقر کی میراث کا وارث فقیر ہوتا ہے اور فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر اللہ اور صرف اللہ۔

یہ تھی اور ہے طریقت کی راہ۔ جب بھی کوئی اس پہ چلا، کائنات نے اس کا احترام کیا۔

فقرِ حیدریؓ چیست ؟

فقرِ حیدریؓ کیا ہے ؟

حضور اقدس واکمل واکرم واجمل واطیب واطہر، طہٰ، یٰس، مزمل، مدثر روحی فداہ ﷺ کے فرمانِ اقدس حدیثِ نبوی ﷺ کی اتباعِ تام سے جو حال وارد ہوتا ہے فقرِ حیدریؓ ہے۔ کسی اور طرح یہ حال جو فقرِ حیدریؓ کے نام سے منسوب ہے، کبھی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کبھی وارد ہو سکتا ہے۔

واللہ باللہ تاللہ!

قرآن کی حقیقت سنّتِ رسول اللہ ﷺ اور

سنّتِ نبوی ﷺ کی حقیقت فقرِ حیدریؓ ہے۔

بھنگ پی کر بھنگڑا مارنا فقرِ حیدریؓ نہیں، فقرِ حیدریؓ کی توہین ہے۔

سنّتِ نبوی ﷺ کی کامل اتباع فقرِ حیدریؓ ہے۔

اللہ کی قسم! اے جانِ من! سنّتِ نبوی ﷺ کی کامل اتباع ہی فقرِ حیدریؓ ہے۔

یہ محل، یہ ذخیرے، یہ تفریحیں، یہ تقریبیں، سنّتِ نبوی ﷺ کی اتباع نہیں، صریح خلاف ورزی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ساری عمر کھجور کی چٹائی پہ گزاری اور کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، نہ ہی کبھی کوئی فاخرہ لباس پہنا اور یہ ترکِ سُنّتِ مؤکدہ ہے جس پہ

کہ ہم میں سے کسی کو بھی گزر نہیں۔

کسی نے تیرے کسی پیراہن کو کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا حالانکہ یہ سنّتِ مؤکّدہ ہے۔

تیرے کپڑوں میں کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا،
تیرے مطبخ میں پکوان شب وروز پکتے رہتے ہیں۔
چولہا کبھی سرد نہیں ہوا۔

ایک دفعہ حضرت امام بخاریؒ بیمار ہوئے۔ آپؒ کا قارورہ طبیب کے پاس بھیجا گیا۔ طبیب نے عرض کیا میں اس مریض کی عیادت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک ایسے مریض کا قارورہ ہے جس نے چالیس سال سے بغیر سالن کے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے دستر خوان پہ رنگا رنگ کے کھانے اور سالن ہوتے ہیں۔

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

آدم کے بیٹے کا اِن چیزوں کے سوا کسی اور چیز پہ کوئی حق نہیں۔ بغیر سالن کے روٹی، پانی، تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور رہنے کے لیے گھر۔

کیا ہم میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل ہے ؟

ہمارے چولہے چوبیس گھنٹے ہمارے لیے گرم رہتے ہیں پھر بھی ہم کبھی سیر نہیں ہوتے، نہ ہی کبھی شکر کرتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ پورا ماہ گزر جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کسی بھی دن آگ نہ جلتی۔

○ یَآ اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ وَ یَآ اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ وَ یَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِیْنَ وَ یَآ رَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ وَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

اے پہلوں سے پہلے اور اے بعد میں آنے والوں کے پیچھے اور اے
مضبوط قوت والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے
رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

حضرت سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تنگی پیش آئی تو انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے کہا اگر تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جاؤ اور ان سے سوال کرو تو کتنا اچھا ہو۔

پس وہ آئیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت اُمِّ ایمنؓ تھیں۔ پس حضرت فاطمہ الزہراؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن سے فرمایا کہ یہ کھٹکھٹانا فاطمۃ الزہراؓ کا ہے۔ وہ ہمارے پاس ایسے وقت آئی ہے کہ ایسے وقت اسے آنے کی عادت نہیں ہے۔

پس حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرشتے ہیں جن کا کھانا تہلیل و تسبیح و تحمید ہے، ہمارا کھانا کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تیس دنوں سے آگ نہیں جلی اور ہمارے پاس بکریاں آئی ہیں، اگر تم کہو تو پانچ بکریوں کا تمہارے لیے حکم دے دوں اور اگر تم چاہو تو پانچ ایسے کلمات سکھادوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے عرض کیا کہ مجھے وہ پانچ کلمات سکھادیں جو حضرت جبرئیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو یا اول الاولین .... الخ۔

پس وہ (حضرت فاطمۃ الزہراؓ) چلی گئیں اور حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ

کے پاس پہنچیں۔ حضرت علی المرتضے کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا کچھ لے کر آئی ہو؟
توحضرت فاطمہ الزہراؓ نے فرمایا:
میں تمہارے یہاں سے دنیا لینے گئی تھی اور آخرت لے کر آئی ہوں۔
توحضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
یہ تیرا بہترین دین ہے۔ (کنز العمال / کتاب العمل بالسنۃ ج ۴، ص ۲۲، ۲۳)
یہ تھا حیدریؓ فقر!
اِس پہ کسی کو بھی گزر نہیں۔
اور اُن کے سوا کسی بھی اور کو عنایت نہ ہوا۔
مولائے علی کرم اللہ وجہہ فقر کے مظہر ہیں۔
مولائے علی کرم اللہ وجہہ اسلامی سلطنت کے فرمانروا ہو کر بھی نانِ جویں اور سادہ پانی کے سوا کوئی غذا استعمال نہ کرتے۔
ایک بار آپ جو کی سوکھی روٹی چبارہے تھے مگر وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی۔ کسی نے متعجب ہو کر پوچھا آپ وہی علیؓ ہیں جنہوں نے خیبر توڑ ڈالا تھا؟
فرمایا ہاں وہ میں نے اللہ کی طاقت سے توڑا تھا اور یہ روٹی اپنی طاقت سے توڑ رہا ہوں۔

ہر قوت تیری
تیری ہی عنایت کردہ
قوتِ حیدری علی المرتضےؓ
تاریخ نے اس کو مان لیا
جَو کی روٹی کھا کر خیبر کا در توڑا۔

امیر المؤمنین مولائے علی کرم اللہ وجہہ کے پاس دس سال تک مینڈھے کی کھال کا ایک ہی ٹکڑا رہا۔ اسی پر آپ سوتے، اسی پر نماز ادا کرتے اور اسی پر اونٹ کو چارا ڈالتے۔

خانقاہی اور شاہی نظام کے قائد مولائے علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اسلامی سلطنت کے خلیفہ ہو کر بھی خانقاہی اور شاہی نظام کا ایسا نمونہ دیا اور ایسا دیا کہ قیامت تک ان کا کوئی ہمسر نہ ہوگا۔

اپنے اور اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لیے یہودی کے باغ میں نلائی کی۔ شام کے وقت سائل آیا، دن بھر کی کمائی اسے عنایت کر دی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپؓ پانی ہی پہ اکتفا کرتے۔ یہ ہے فقرِ حیدریؓ۔

فقر فقرِ حیدریؓ کا مقلد ہوتا ہے کسی اور کی تقلید اس پہ لاگو نہیں۔

یہ تقلید مدت سے اور شدت سے کرم کی منتظر ہے۔ یا اکرم الاکرمین۔

اس کے بنا فقر سجتا نہیں اور پھبتا نہیں۔

''لو ..... مسکین کو دو'' فقرِ حیدریؓ کی قدیم رسم ہے۔

فتوحات کو پیٹ میں نہ سمیٹ،

کھلانا ..... کھانے سے افضل۔

اہلِ طریقت (مجذوب ہو یا سالک) اہلِ خدمت اور اہلِ وفا ہوتے ہیں۔ صاحبِ ایثار ہوتے ہیں، صاحبِ انبار نہیں ہوتے۔ کوئی مال اپنے پاس جمع نہیں رکھتے۔ جو مال اللہ انہیں دیتا ہے، اسی وقت اللہ کی راہ میں دے کر مال کے جنجال و وبال سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ناداری کو اللہ کی نعمت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں، کبھی شکوہ نہیں کرتے۔

ناداری کا مطلب یہ ہے اگر دنیا بھر کے خزانے بھی کسی طالبِ طریقت کو عنایت کیے جائیں تو اسی وقت حاجت مندوں میں تقسیم کر کے دم لے اور پرندوں کی طرح کھانے پینے کے سوا کوئی بھی شے کل کے لیے جمع کر کے نہ رکھے۔

یہی ناداری فقر کی میراث، رب کا فضلِ عظیم اور الٰہی احسان و کرم کی حد ہوتی ہے۔

طریقت دنیا کی ناداری کا اصطلاحی نام ہے اور تیری دنیا میں سب کچھ ہے، طریقت نہیں .... یہاں تک کہ بُو بھی نہیں۔

جس دنیا کو طریقت نے ملعون و مردار قرار دیا ہے، تیرے گھر کی ملکہ ہے۔

یہ بندہ اِن مضامین میں اپنے ہی نفس سے ہمکلام ہے۔

O

بسم الله الرحمن الرحيم

ایک وادی کے در داخلہ پہ جلی حروف میں آویزاں دیکھا،

O حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ"

کھٹکھٹا ..... کھولا جائے گا

حکمت مسافرانہ اور فقیرانہ زندگی ہوتی ہے۔

حکمت کی فہرست میں زینت کا کوئی باب نہیں ہوتا،

قرآن حکیم ہی کی زینت کا باب ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور سُنّتِ مطہرہ کا عمل ..... علم و حکمت کا دروازہ۔

باقی خرافات۔

علم و حکمت کا باب وہی اور صرف وہی کھول سکتے ہیں۔
دینی علوم کی انتہا وہی علوم کی ابتداء ہوتی ہے۔
اور یہ دونوں میرے مولائے علی کرم اللہ وجہہ ہی کو عنایت ہوئے۔
فرش تا عرش استوار۔

○ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی المرتضے کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں فرمایا:

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ"

ایک بار سیدنا جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں تشریف لائے۔ مولائے علیؓ سے ملاقات ہوئی تو ان سے دریافت فرمایا کہ بتایئے اس وقت جبرئیل کہاں ہیں؟
آپ نے عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک نظر دوڑائی اور فرمایا
کہ مجھے اس وقت جبرئیلؑ زمین و آسمان میں کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ پس آپ ہی جبرئیلؑ ہیں جو میرے سامنے ہیں۔

صدیقؓ کو محبت
عمرؓ کو عدل
عثمانؓ کو حیا اور
علیؓ کو حکمت عطا ہوئی (حد درجے کی عطا ہوئی)
اور بدرجۂ اتم عنایت ہوئی۔
پھر ان کے بعد کسی کو بھی اور کسی بھی زمانے میں یہاں تک رسائی نہ ہوئی۔
علم و حکمت کی انتہا ..... فقر
اور فقر کا جبہ مولائے علی المرتضے کرم اللہ وجہہ کو ورثہ میں ملا۔

حضرات! فقرِ حیدریؓ میں دنیا کی کوئی بھی شے نہیں ہوتی۔

یہاں تک کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے مولائے علی کرم اللہ وجہہ نے ایک یہودی کے باغ کو گوڈی کا شرف بخشا۔

دنیا ..... لین کا دین ،

فقر ..... بے لوث

دنیا کے کسی بھی بازار میں کوئی بھی شے مفت نہیں ملتی البتہ فقر الی اللہ کی کسی بھی شے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ کسی سے بھی کوئی اجرت و عوضانہ نہیں لیا جاتا۔ بیشمار چیزیں آتی ہیں، اللہ معطی ہے اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ قاسم الخیرات الحسنہ ..... فقیر کسی بھی چیز کو کل کے لیے جمع نہیں رکھتے، آتے ہی دے دیتے ہیں۔

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ ازل سے فقر اِس تجارتِ الٰہیہ کا امین ہے اور ابد تک رہے گا۔ ماشاء اللہ!

مہاجر الی اللہ کی ہر شے بھی فقر الی اللہ کے مصداق ہوتی ہے۔

کوئی بھی شے اس کی ملکیت نہیں کہلاتی، مالک ہی کی مِلک ہوتی ہے۔

تیرے ہاتھ سدا کھلے رہیں، کبھی بند نہ ہوں اور قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کی خیرات کا باڑہ شب و روز بٹتا رہے اور قاسم کے پاس تقسیم کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہتی۔

فقر ..... قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کا امین۔ بخل کا نام تک نہیں جانتا۔

لے کر نہیں، دے کر خوش ہوتا ہے۔

اللہ رب العالمین کا فضلِ عظیم اور قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کی وسعت نہ

انسانی فہم وادراک میں آسکتی ہے اور نہ سماوی مخلوق کے۔ ورئ الورٰی ہے ماشاء اللہ!

بیمار ولاچار اور نادار مخلوق کے لیے کوئی جو کچھ بھی کرے، خواہ سوا من سونا روز خیرات کرے، کوئی مضائقہ نہیں، پرواتک نہیں، کم ہی کم ہے۔

جب مانگا اپنے ہی لیے مانگا! بیمار ولاچار اور نادار مخلوق کے لیے کبھی مانگ کر تو دیکھ ..... انبار لگا دیتا، دریا بہا دیتا۔

اپنے لیے سوال کرنا ممنوع و مذموم، محتاج کی حاجت روائی کے لیے سوال کرنا جائز و ضروری ہے۔

کسی کا کسی کی حاجت روائی کے لیے اپنے نفس کو سوال کی ذلت میں ڈالنا مذموم نہیں، مستحسن ہے اور یہی خدمت نفس کی مقبول الخالق عزت ہے۔

اللہ کے بندے اپنے نفس کی پرواہ نہیں کیا کرتے، وہ جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں، آپ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں۔

فقیر کی گُدڑی خدائی خدمت کی امین ہوتی ہے اور خدائی کی خدمت خدا کو پسند ہے۔

خَلق کی خدمت اہم کام ہے۔ اہلِ خدمت کو خالق کی طرف سے عنایت ہوتا ہے، ہر کوئی کیونکر کر سکتا ہے؟

تیرے خطبات میں فقر کی بُو تک نہیں اور فقر ہی نے ہر خصلت کا نمونہ دے کر دنیا کو بتایا کہ یہ خصلت، یہ خصلت ہے۔

تیرے پاس باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور ان کے پاس سب کچھ ہوتا، باتیں نہ ہوتیں۔

ہمارے سیرت و کردار اخلاقی میزان میں پورے نہیں اترتے۔ اگر ہم ہر معاملہ میں قرآن و سنت کے پابند ہوتے، ہماری زندگی قابلِ رشک ہوتی۔

ہر طریقت کا مدعا و مفہوم دنیا سے بے رغبت ہو کر دین کو بلند کرنا اور دل کو روشن کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں گویا کچھ بھی نہیں۔

جس کسی نے بھی اس کو مانا، طریقت اس کو مان گئی۔

کسی اور طرح کبھی نہیں مان سکتی۔

جو دنیا آخرت (کے لیے زادِ راہ) کا موجب نہیں، فضول ہے۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے اِس دنیا کی جس چیز کو ملعون و مردار قرار دیا ہوا ہے، کسی نہ کسی روپ میں ہمیشہ جلوہ گر رہتی ہے۔ ذرا سا موقع پا کر متوجہ ہو جاتی ہے۔ ناز و انداز دکھاتی، انگڑائیاں لیتی، ہوش سنبھالتی اٹھ بیٹھتی ہے۔ سج دھج کر بے حجابانہ اور بے باکانہ ہنستی مسکراتی مسند پہ براجمان ہو جاتی ہے۔ سیاہ و سفید کی مالک بن کر جو چاہے، کروانے لگتی ہے۔

تیری ساری دنیا، اے دنیا بنانے والے! ملعون و مردار ہی کی متلاشی ہے۔ کسی نے بھی اس دنیا کو کبھی ترک نہ کیا۔

سنا ہے دیکھنے میں نہیں آیا کبھی کسی ماں کے لال نے اِس دنیا کو پُٹھیاں کر کے لٹکایا اور منہ کے بل گرایا ہو۔

فاعلم! علم و حکمت اور عشق و رقت کے جملہ ابواب اِس ملعون و مردار ہی سے اجتناب کی بدولت کھلتے ہیں۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی طریقت ملعون و مردار ہی سے اجتناب پر مبنی

ہے۔ اس کسوٹی پہ کوئی پورا نہ اترا۔ جب تک کوئی اس سے باز نہیں رہتا بامراد نہیں ہوتا۔ جونہی کوئی دور ہٹا سکینت کا نزول ہوا۔ طریقت نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور رحمت نے اپنی آغوش میں ڈھانپ لیا۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا خبردار دینا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے مگر ذکرِ الٰہی اور وہ چیز جسے اللہ پسند کرتا ہے اور عالم اور علم حاصل کرنیوالا۔ (یعنی یہ اِس زُمرے میں شامل نہیں ہیں)

(ترمذیؒ / ابن ماجہؒ)

ہم نے دنیا کی کوئی بھی چیز اگرچہ ملعون و مردا ہو، کبھی ترک نہیں کی، کسی نے بھی کبھی نہیں کی، ہر شے کے انبار لگائے رکھتے ہیں اور جب تک کوئی ملعون و مردار کی بدبو سے دور نہیں ہوتا، رحمت کی خوشبو کیونکر آسکتی ہے؟

ملعون کسی بھی رنگ میں ہو، ملعون ہے اور
مردار کسی بھی حال میں ہو، مردار ہے۔
جب تک کوئی ملعون و مردار سے کلیتاً پاک نہیں ہوتا،
قرآنِ عظیم اور سنّتِ مطہرہ کے نور سے کیسے منور ہو؟
تیرے پاس ہر شے ہے، ملعون و مردار سے اجتناب نہیں۔
طریقت الاسلام کا ایک امتیازی نشان تھا، اس میں بھی جا داخل ہوا۔
ملعون و مردار سے اجتناب کی بدولت جملہ برکات کا نزول انسب معمول۔

میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے جسے ملعون فرمایا، تونے اس کا استقبال کیا، جی بھر کر کیا۔ اسکی راہ میں آنکھیں تک بچھادیں۔ اس کے حصول کے لیے، کسی بھی

حربے سے کبھی باز نہ آیا، اس کی طلب میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، ہر داؤ آزمایا۔ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جو ہو سکا، کیا۔ جیسے ہو سکا، کیا۔ جس مردار کو میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے چھونے تک سے منع فرمایا، قریب تک جانے کو ناپسند فرمایا تو نے اسے سینے سے لگایا، رج رج کر کھایا، ذرا سی بھی کراہت نہ کی، نہ ہی اس مردار کو مردار سمجھ کر کبھی باز آیا۔

عجب یہ کہ اس کے باوجود تو میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی محبت کے دعوے کرتا ذرا نہ شرمایا۔

یہ محبت کیسی اور دعویٰ کیسا؟ و ما علینا الا البلاغ۔

جو حرام سے باز نہیں رہتا، کیا دین دار ہے؟

جملہ برکات کا ظہور حرام سے اجتناب ہی کی بدولت ہوتا ہے۔

محبت دین کی روح ہے، حرام میں کیونکر سما سکتی ہے؟ باز آ۔

جب بھی کوئی باز آیا، محبت نے اسے کبھی نہ لوٹایا، قبول فرمایا۔

نہ اللہ سے محبت ہے،

نہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ سے

نہ پیر سے نہ فقیر سے

کسی نہ کسی "کمال" سے محبت ہے

یا ملعون سے محبت ہے یا مردار سے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

کسی کو بھی کسی سے محبت نہیں، مال سے ہے اور مال ہی کی بدولت جملہ فتنات پیدا ہوتے ہیں۔

یہ مقالاتِ حکمت اگر روز بھی لکھیں، کوئی مضائقہ نہیں۔ اوڑک وارد ہو کر ہی رہتے ہیں۔

جو بھی شے اللہ اور اللہ کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک ملعون ہے اور مردود ہے اس سے باز رہنا ہی دین کی اصل اور محبت کی اتباع ہے۔

جب تک کوئی ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، ناپاک ہی رہتا ہے۔ ناپاکی میں طہارت نہیں اور طہارت کے بغیر نماز نہیں۔ یہی طریقت کی حقیقت ہے۔

یہ مقالات کتاب سے نہیں، ام الکتاب سے نقل کیے جاتے ہیں۔ اور ان کا راوی یہ راقم الحروف نہیں، راقم الحروف کا ھادی ہے۔

ضروریات ..... محدود ، فضولیات ..... لامحدود

میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے زندگی کی بنیادی ضروریات اور فضولیات کے درمیان ایک لطیف خط امتیاز کھینچ دیا ہے کہ زندگی قائم رکھنے کے لیے خوراک، ستر ڈھانپنے کے لیے لباس اور رہنے کیلیے مکان ابن آدم کا حق ہے۔ باقی سب فضولیات۔ یہی وہ خط مستقیم ہے جس پہ چل کر پتھر ہیرا بنے۔

اسی ایک سمت نے باقی سب رستے معدوم کر دیے۔

روز بتاتے ہیں، روز یاد دھانی کراتے ہیں کہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے پھر ملعون سے باز کیوں نہیں آتے؟

یہ دنیا مردار ہے پھر کیوں اس کے پیچھے پیچھے بھاگے پھرتے ہو؟

میرے آقا روحی فداہ ﷺ!

ملعون و مردار میں کیا ہوتا ہوگا؟

کیف نہ محویت لذت نہ راحت

قوت نہ جمیعت جرأت نہ حمیت

وجاہت نہ تمکنت سکون نہ قرار

سُرور نہ خمار

بس اک جمود طاری ہوتا ہے۔

اللہ رب العالمین اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ

ملعون اور مردار سے بے زار ہیں اور میں؟ ملعون و مردار پہ فریفتہ۔

"تو ہی بتا تیرے دین کو کہا کہیے؟"

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے (منظرِ عام پہ آئیں گے) جو مکر و فریب سے دین کے ذریعے دنیا کمائیں گے۔ لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کے لیے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، حق و صداقت کے مدعی، دنیا سے متنفر اور تقدس مآب ہوں گے) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیے کے دل ہوں گے۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغابازی اور فریب کرتے ہو یا میرے سامنے سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو؟

میں نے بھی اپنی قسم کھائی ہے کہ ان لوگوں میں انہی میں سے فتنہ بھیجوں گا ایسا فتنا جو ان میں سے ان کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کر دے گا۔

اس باب میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے۔

(ابوہریرہؓ / ترمذی شریف جلد دوم ص ۵۴، شمار ۲۶۸)

O حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے بڑا ڈر گمراہ پیشواؤں سے ہے۔

(دارمی شریف ص ۴۱۳، شمار ۲۱۸)

ناصحاو ناصحا! جن چیزوں پہ تو پھولے نہیں سماتا، مر مر جاتا ہے، میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملعون و مردار قرار دیا ہوا ہے۔ ایک بھی نہیں جو رکھنے کے قابل ہو۔

اپنے علم پہ عمل کیا کرو

ملعون و مردار سے باز رہا کرو

اِس طریق سے بہتر کوئی طریقت نہیں۔

دین کا مبلغ خود باز نہیں رہتا، کسی اور کو کیا تلقین کر سکتا ہے؟

علم پہ عمل ..... اصل تبلیغ

عمل کا وار کبھی خالی نہیں جاتا، کبھی جا سکتا ہی نہیں، وارد ہو کر رہتا ہے۔

دین کا حاصل ملعون و مردار سے اجتناب۔ اگر یہ نہیں گویا کچھ بھی نہیں۔

کسی نے بھی ملعون و مردار سے کبھی اجتناب نہیں کیا۔ ہمہ تن و من ان ہی کے حصول میں سرگرداں۔

ہر کوئی جانتا ہے لیکن کسی نے بھی ان کی کبھی مخالفت نہیں کی۔

کیا کسی کی تبلیغ! کیا اس کا حاصل۔

ہم سب کو اللہ نے تبلیغ کا حکم دیا ہوا ہے لیکن کسی بھی حکم کو کوئی کما حقّہٗ نہیں مانتا، من مانی کرتا ہے۔ اپنی ہی کی ہوئی بات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

تبلیغ کا دارومدار اِس زبان پہ موقوف ہے۔ تیری اپنی زبان تیرے قابو میں نہیں، اور کس کی ہو گی؟

تبلیغ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے ارشادات کی تلقین ہے۔ اس پہ ہمیں دسترس نہیں۔

دین کا حاصل ...... ملعون و مردار سے اجتناب۔

تو خود باز نہیں رہتا، کسی اور کو کیونکر باز رہنے کی تلقین کر سکتا ہے؟

قرآنِ عظیم اور سنّتِ مطہرہ کا حاصل:

ملعون و مردار سے اجتناب

یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

سارا دن چکنی چپڑی باتیں سن سن کر مست ہو رہے ہیں۔ دین کی اصل، دین کی روح ..... ملعون و مردار سے اجتناب۔ ہم میں سے کوئی بھی اس سے پرہیز نہیں کرتا اور باز رہنا پسند نہیں کرتا۔

جب تک دین ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، دین کی عظمت کی تمکنت کا ظہور نہیں ہوتا، ہو سکتا ہی نہیں اور اللہ نے ملعون و مردار سے اجتناب کا ورثہ فقر ہی کو بخشا ہوا ہے۔

جب بھی کوئی ملعون و مردار سے پاک ہوا، محیر العقول عجائبات کا ظہور ہوا۔

فقدان طریقتِ حاضرہ :

ہم عہد کے پابند نہیں،
قول کے پکے نہیں، بول کے پورے نہیں،
قول سے پھر جانا ہمارے لیے کوئی بات ہی نہیں،
حالانکہ ارض و سما کی طنابیں قول ہی کی برکت سے قائم ہیں۔
جہاں کھڑا کیا جاتا ہے، قائم نہیں رہتے۔
جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔
جو علم اللہ نے بخشا،
اس پہ عمل نہیں کرتے،
بالکل نہیں کرتے،
کسی بھی امر پہ ثابت قدم نہیں!
ہمارا عزم ناقص، یقین متزلزل، نظر کوتاہ، قدم سست اور حوصلہ پست ہے۔
گویا جمود طاری ہے۔ موت کا جمود۔
عالمگیر صداقت کا نمونہ تلبیس ابلیس کا شکار ہو گیا۔ ہائے ہائے!
عنایاتِ الٰہیہ کا متحمل نہیں، رموزِ کائنات کی امانت کا امین نہیں، اپنی خلافت پہ یقین نہیں۔ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شاھین نہیں۔
ذرا سی عنایت پہ بھڑک اٹھتا ہے، بہک جاتا ہے، اپنے آپ میں نہیں رہتا۔
پینا پلانا تو دور کی بات ہے گویا دیو پری کی داستان ہے، میکدے کے باہر کی بُو کی تاب نہیں لا سکتا، بے خود ہو جاتا ہے۔

خطابات والقابات نے ہمارا خانۂ طریقت برباد کر دیا۔

ظاہر میں بال بھر کمی نہیں اور باطن میں کچھ بھی نہیں۔

گویا ظاہر پاک، باطن خاک۔

قارئین حضرات! بندہ اِن مقالاتِ حکمت میں اپنے ہی نفس سے مخاطب ہے کسی دوسرے پہ مطلق تنقید نہیں۔ ہم نے جب بھی تنقید کی، اپنے ہی نفس پہ کی، کسی اور پہ نہیں! واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

ظاہر : مبلغ، متقی، پارسا، پرہیزگار

باطن : نفس و شیطان و خناس کا کھلونا

باہر : کوئی کسر باقی نہیں

اندر : اللہ اللہ :بدترین مکار، دغاباز

فریب کار، کاذب، غیبت خور اور حاسد۔

اندر اور باہر کی موافقت کر

جب تک تو رذائل و خبائث سے کلیتاً پاک نہیں ہوتا،

روح کبھی پردہ نہیں اٹھاتی۔

ہمارا باطن، ظاہر کے برعکس ہے،

ظاہر میں کوئی نقص نہیں، باطن میں کوئی خوبی نہیں!

ظاہر آراستہ و پیراستہ، باطن پراگندہ۔

ہم اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے، مطلق نہیں کرتے۔

جن باتوں سے علم منع کرتا ہے، مطلق باز نہیں رہتے، جیسے .....
جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، کینہ۔

اِن رذائل و خبائث سے ایک دن، صرف ایک دن، اجتناب کر کے دیکھ، اگر شام تک کایانہ پلٹے، جو چاہے کہہ۔

اٹھ اللہ کا برکت والا نام لے کر القابات و خطابات کے سحر کو توڑ
"کرامات" کا بوجھ سر سے اتار
"مقامات" کے خمار سے نکل
"مخدومیت" کی خواب گاہ سے باہر آ
"الفقر فخری" کا عمامہ زیب سر کر
وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا کا خرقہ پہن اور ایسے پہن کہ پھر جیتے جی کبھی نہ اترے!

زندگی کا کمال حضور اقدس و اکرم جانم فداہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، مقامات نہیں۔

کمالاتِ نبوت کی حقیقت یہ مقامات نہیں، اوامر و نواہی پہ ثابت قدمی ہے۔
جب تک کسی کو یہ بنیادی مقام حاصل نہیں ہوتا، کوئی اور مقام کبھی حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مکھی ایک ناچیز مخلوق تھی، کسی منزلت کی ترجمان نہ تھی، نہ کسی مقام کی حامل ..... لیکن ..... جب اسے پھولوں سے رس نچوڑنے کا حکم ملا ..... ایک کار آمد داستان بن گئی۔ دور و نزدیک اڑی، ہر پھول پہ بیٹھی، زیرک عطار کی طرح

نہایت احتیاط سے پھولوں کا انتخاب کیا اور ان سے ایسا عطر کشید کیا کہ مخلوق کی شفاء کا مژدۂ جانفزا ٹھہری۔ ناچیز مکھی اپنے خالق کے حکم کی سعادت مند امین بنی۔ حکم سنتے ہی اڑ پڑی، دن دیکھا نہ رات، گرمی دیکھی نہ سردی۔ گرمی سردی بہار خزاں تحسین نفرین غرض ہر شے سے بے نیاز ہو کر یہ سفر جاری رکھا اور یوں وہ داستان رقم کی جس کا عنوان النحل اور روح شفاء للناس ہے۔ جس کے اجزاء میں ترتیب و تنظیم بھی ہے، ایثار و محبت بھی، اطاعت و خدمت بھی ہے اور جوش و جذبہ بھی اور بلاشبہ وہی مکھی ..... ایک ناچیز مخلوق ..... حکم کی تعمیل کی ایک عمدہ مثال بن گئی۔ اور ایک لاجواب داستان جسے کتابِ ہدایت کے مقدس الفاظ نے انمٹ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان نے جاوداں بنادیا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

☆

کھا　مگر اتنا مت کھا!

پی　مگر اتنا مت پی اور یہ مت پی!

پہن　مگر ایسا مت پہن!

سو　مگر اتنا مت سو!

جی　مگر ایسے مت جی!

تیری زندگی کے ہر شعبے میں نبوت کی اتباع کار فرما ہو۔

لے مگر محتاج کے لیے
دے مگر محتاج کو
پہن ..... صرف تن ڈھانپنے کے لیے
کھا ...... صرف بقائے زیست کے لیے
سو .... تازہ دم ہونے کے لیے ..... اور
جاگ ..... صرف اللہ کے لیے۔ ماشاء اللہ!
شام کو سوتے وقت ایک دمڑی بھی تیرے پاس باقی نہ ہو۔

☆

○ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ حضرت بلالؓ کے پاس آئے اور ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے بلالؓ! یہ کیا ہے؟ بلالؓ نے عرض کیا یہ ایک چیز ہے جو میں نے کل کے لیے جمع کی ہے یعنی آئندہ کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخارے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؟ بلالؓ اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر۔ (بیہقیؒ)

حضرت بلالؓ نے کل کیلیے کھجوریں جمع کر کے رکھیں۔ میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخارے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؟ بلالؓ اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر۔

اور ہم ہر شے کے ڈھیر مہینوں بلکہ سالوں کے لیے جمع رکھتے ہیں۔

تیرے ہر قول و فعل میں سنت جلوہ گر ہو

تیرا ہر قول و فعل سنت کا مظہر ہو۔ماشاء اللہ!

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی پسندترین سُنّتِ مؤکدہ :

کل کے لیے کوئی بھی شے بچا کر نہ رکھنا

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی عمرِ عزیز اسی سنت کی تائید میں گزری۔

کسی اور صاحب کی شان میں تو یہ مسکین کچھ کہنے کی کیا جسارت کر سکتا ہے البتہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ نے کل کے لیے کوئی بھی شے جمع رکھنے کا قصد نہیں فرمایا۔جو بھی شے آئی، آتے ہی دے دی۔

○ حضور اقدس ﷺ کل کے لیے کوئی چیز جمع کر کے نہیں رکھتے تھے۔

(ترمذی عن انسؓ)

○ حضور اقدس ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔ (مسلم عن عائشہؓ)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو تو مجھ کو یہ امر پسند نہ ہو کہ اس پہ تین دن گزریں اور اس کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے مگر صرف اس قدر کہ میں اس سے قرضہ ادا کر سکوں۔ (بخاری عن ابوہریرہؓ)

طریقت الاسلام کا تقاضا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اِس سُنّتِ مطہرہ کو بھی پورا کریں تاکہ کامل اتباع کے دعویدار اور وراثت کے حقدار کہلا سکیں۔

میں نے رسالت مآب ﷺ سے عہد کیا ہوا ہے اور اللہ اِس عہد کا ضامن و شاہد ہے کہ آج کی عطا کردہ روزی آج تقسیم کرنی ہے، کل کے لیے ایک دمڑی بھی نہیں رکھنی۔

آج کا خرچہ آج دو۔

بڑے میاں! دین ادیبانہ اور شاعرانہ کلام نہیں، حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔

اس نظام پہ کاربند ہو کر تو دیکھ۔ قرونِ اُولیٰ کی جملہ برکات کا نزول ہو۔

قیصر و کسریٰ کے حال کو تو ہم جانتے نہیں، اپنے ہی حال کے ترجمان ہیں۔

انوار و تجلیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہم سب نے اللہ کی معیت پہ یقین رکھتے ہوئے یہ قول کیا ہوا ہے کہ ہم نے اِس قول سے کبھی نہیں پھرنا ..... قیامت تک زندہ اور قائم رکھنا ہے۔

قول یہ ہے :

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھنی۔

نفس اسے قبول نہیں کرتا۔ سچ پوچھو تو یہی ..... عزم الامور۔

ہر سہل سے سہل، ہر جدوجہد کا عمل، ہر فکر سے بے فکر، ہر فتنہ کا حصار، ہر حساب سے بے باق۔

جس نے بھی طریقت کے اس قانون کو قائم رکھا، فائز المرام رہے اور اسے قائم رکھنا بازیچۂ اطفال نہیں!

فقر الی اللہ کا ابدی منشور :

کل کے لیے کوئی بھی شے بچا کر نہ رکھنا۔

عزم الامور میں سے اہم ترین

دنیائے دُوں کا مشکل ترین معرکہ

اِس پہ کاربند؟ مائی کا لال؟

سنا ہے ...... دیکھا نہیں

کل کی فکر ...... بے کل

یہ رہبانیت نہیں، عین اسلام ہے۔

رندانہ ...... نہ کہ بزدلانہ۔

ترک کا منتہا : مَتْرُوْکٌ بِکَ کُلُّ حَاجَةٍ ط

اس کا حامل ...... تارک

ترک کے لُغت میں صرف ایک ہی باب متروک بک کل حاجة ہے۔

اور یہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کو لائق و سزاوار ہے۔

کھا

کھلا

بچا کر مت رکھ۔

یہ بھی ترک کا ایک مایہ نازباب ہے۔

متروک بک کل حاجة ط سے یہ مراد ہے کہ اپنی ہر حاجت اللہ ہی کے حوالے کر ...... ہر حاجت سے کلیتاً مستغنی و دستبردار ہو کر اسے قاضی الحاجات کے حوالے کر۔

متروک بک کل حاجة ط

یہ میرے آقا روحی فداہ ﷺ ہی کی شان ہے، کوئی دوسرا ایسے کرنے کا متحمل نہیں۔

ہر کوئی ہر قسم کے مجاہدے کا متحمل ہو سکتا ہے، امکانی ہے۔

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہ رکھنا اگرچہ سنّتِ مؤکدہ ہے، اس پہ

کوئی بھی گزر نہیں رکھتا اور اس سنّتِ مؤکدہ ہی کی بدولت فقرا کا فقر فقید المثال رہا اور تمکنت سے ہمکنار رہا۔

ہر بندہ کسی نہ کسی دولت کے نشہ میں مست ہے،

فاقہ مستی ...... ہر مستی کی سردار ماشاء اللہ!

اور فاقہ مستی میں خودی کی تمام ادائیں سمٹ کر فقر پہ چھا جاتی ہیں۔

فاقہ فقر کی میراث ہے۔

منہ تک بھی بھرا ہو، فاقہ ہے۔

فاقہ مستی رنگ لاتی، ضرور لاتی۔ اور لا کر ہی رہتی۔

منہیات سے اجتناب ...... اصل فاقہ۔

خانقاہی نظام سنّتِ مطہرہ کی عین تعمیل ہے۔

صبح کھا کھلا کر کوئی بھی شے باقی نہ رہے اور نہ ہی کوئی رقم۔

یہ خانقاہی نظام کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا، اور اس دستور ہی کی برکت سے خانقاہ قائم رہی۔

خانقاہی نظام کا دستور :

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہ رکھنا، میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنّتِ مطہرہ ہے جو کبھی ترک نہ ہوئی اور اِس سنّتِ مطہرہ کی برکت سے خانقاہی نظام قائم رہتا ہے۔ جس کسی نے بھی اِس کی تقلید کی، طریقت نے اُسے مرحبا کہا۔ جس نے انحراف کیا، طریقت دیکھ دیکھ کر متحیر ہوئی۔ اوڑک اس حال کو دیکھ کر روئی، ایسا روئی، ایسا روئی کہ رونے کی حد کر دی۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس جَو کی روٹی اور بدبودار چربی (جو بہت دنوں سے رکھی تھی) لے گئے اور حضور اقدس ﷺ نے اپنی ایک زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی اور اس سے اہلِ بیت کے لیے جَو لیے تھے۔ راویؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انسؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے اہلِ بیت شام کو نہ تو ایک صاع گیہوں رکھتے تھے اور نہ اور کوئی غلہ (یعنی صبح کے لیے کسی قسم کا سامان نہ رکھتے تھے) حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں۔ (بخاریؒ)

○ حضرت عقبہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ سلام پھیر کر فوراً اٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی کسی زوجہ محترمہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے، لوگ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ آپ کی سرعت سے حیران ہیں تو فرمایا مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آگئی جو ہمارے پاس تھی بس برا جانا میں نے کہ وہ چیز مجھ کو تقربِ الٰہی سے باز رکھے۔ پس میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔ (بخاریؒ)

○ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کھجوروں سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کر لیا۔ (بخاریؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فقر اصحابہ رضی اللہ عنہم کو جب بھوک نے ستایا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی بیماری کے زمانہ میں میرے پاس آپ ﷺ کے چھ یا سات دینار تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں انہیں تقسیم کر دوں لیکن آپ ﷺ کے درد یا بیماری نے مجھے مشغول رکھا اور میں ان کو تقسیم نہ کر سکی۔ اس کے بعد پھر حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ چھ یا سات دینار کیا ہوئے؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کی بیماری کی مشغولیت کے سبب میں ان کو تقسیم نہ کر سکی۔ پھر آپ ﷺ نے وہ دینار طلب فرمائے اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کیا اللہ کے نبی ﷺ کا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کرے اس حال میں کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ (احمدؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھ کو یہ امر پسند نہیں کہ اس پر تین دن گزریں اور اس کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے مگر صرف اتنا کہ میں اس سے قرض ادا کر سکوں۔ (بخاریؒ)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مسلسل کئی راتیں سخت بھوک کی حالت میں گزار دیتے اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو شام کا کھانا بھی نہیں ملتا تھا اور عموماً آپ ﷺ کے گھر جَو کی روٹیاں ہی ہوتی تھیں۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے گھر کبھی جَو کی روٹیاں بھی فاضل نہ بچتی تھیں۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کل کے لیے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی پتلی روٹی یعنی چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ (ترمذیؒ)

یہ تھا میرے آقا روحی فداہ ﷺ کا فقر۔ اور یہی فقر ان کا فخر تھا۔

اِسی پہ کل کائنات نازاں

اور ہمارا فقر ہائے ہائے!

ملعون و مردار سے بھرپور۔

تِل دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ وماعلینا الا البلاغ۔

ملعون و مردار سے کبھی کوئی دور نہیں ہوا۔

جونہی دور ہوا،

قرونِ اُولیٰ کا حال وارد ہوا۔

نہ مانو تو کر کے دیکھو۔

کسی نے ایک مردار کو مردار سمجھ کر کیا کیا نہیں پایا ...... ؟

حکمت کا باب کھلا اسرار کے در کھلے

برکات کا نزول ہوا توکل سے مالامال ہوا

رحمت عود کر آئی اطمینان نصیب ہوا۔

مردار کو مردار سمجھنے والا ..... مردہ نہیں ......ابدی حیات کا امین۔

اگر کوئی ملعون سے اجتناب کرے،
زبان سیف، بصارت تحت الثریٰ سے اعلیٰ علیین
سماعت صوتِ سرمدی
خیالات عرشِ عظیم تک پرواز۔
ملعون و مردار میں مبتلا ہو کر
دل تاریک، دماغ ماؤف،
ہاتھ بیکار، چہرہ بے نور، فکر پریشان، عمل بے کیف۔
لہٰذی سلامتی کا راستہ : ملعون و مردار سے اجتناب
عبادت کے جملہ ابواب ملعون و مردار سے کُلی اجتناب کی بدولت کھلے۔
ملعون و مردار سے بھرپور سینہ ..... شیطان کا سفینہ
کبھی کنارے لگتے نہیں دیکھا۔ راہ ہی میں ڈوبا۔
فاعلم! ہر علم کے لیے ایک واعظ ہے، طریقت کے واعظ کا نام
ترکِ تام ہے۔

ترکِ تام :

جسمانی لطافت کا راز	انسانی تخیل کی پرواز
بشریت کی معراج	جامۂ فقر کی لاج
حرفِ کُن کا راز داں	عشق و رِقّت کا ترجماں
جذب و جنوں کا جام اور	مستی کیفِ دوام ہے۔

قرونِ اُولیٰ کے دو مایہ ناز خصائل :

ترکِ تام اور ذکرِ دوام۔

خرافات وواہیات سے اجتناب کر، کُلیتاً اجتناب،

ذکرِ دوام کی برکات کا نزول ہو، ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام کی مستی کا نور ... جادو و طلسم تو ہوتا ہی کیا ہے ... ہر بلاو وباء کو، ارضی ہو یا سماوی، جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

اگر صدقات بھی ساتھ ہوں ...... قوی العزیز۔

ذکرِ دوام کی برکات حیات و ممات کی قید سے بالاتر ہیں

ذکرِ دوام سے ترکِ تام اور

ترکِ تام بلوغ الی المرام ہے۔

ترکِ تام سے مراد ہر شے کا ترک ہے۔

مکشوفات کا بھی۔

طریقت الاسلام میں نفئ تام کا اصطلاحی نام ترک ہے اور ترک کے دو مقامات ہیں۔ ترکِ ممنوعات اور ترکِ تمنا۔

قرآن کریم و حکیم و مجید اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مطہرہ کی اتباع کا اصطلاحی نام تصوف ہے اور تصوف میں ذکرِ دوام اور ترکِ تام کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ف : ترکِ تام سے مراد ہر اس قول و فعل کو ترک کرنا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو۔

ذکر دوام پہ استقامت ...... جہادِ اکبر

ترکِ تام ...... اصحابِ صُفّہ کا فقر۔

سارے دین کا مظہر

یہی عین کرامت۔

قرونِ اُولیٰ کی تمکنت کا راز ...... ذکرِ دوام

اور فقر کا کمال ..... ترکِ تام۔

ذکرِ دوام اور ترکِ تام عین رحمت۔

تیرا دل کبھی غافل نہ ہو، اللہ ہی کے ذکر میں محو منہمک رہے۔

جو مال اللہ تجھے عنایت کرے، اگلے دم کا انتظار نہ کر، بیٹھے بیٹھے ہی تقسیم کر دے۔

گویا تو نے ذکرِ دوام اور ترکِ تام کا مقلد بن کر خانقاہی نظام کو قائم کیا اور یہ میرے اللہ عزوجل و اعظم و اکبر کے فضل و کرم کی بخشش اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین کی رحمت، سفارش اور شفاعت پہ موقوف ہے۔

○ حضرت عمرو بن عوفؓ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے (یعنی دنیا کی لذتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے) جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

میں زینت اور شہرت میں اس قدر پھنس گیا ہوں کہ کوئی بھی شے مجھے نظر نہیں آتی۔ تن نے من کو دھندلا کر دیا ہے۔

جس مال کو دین نے فتنہ قرار دیا وہی مال میری متاعِ عزیز ہے۔اس کے حصول کی خاطر کفن بیچنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

میری زینت، میری شہرت، میرا مال مجھے لے دے گیا۔

حضرات! یہ بندہ اِن مضامین میں اپنے ہی نفس سے ہمکلام ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

○ حضرت مُطَرِّفؒ کے والد سے روایت ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر ... (دولتمندی اور جاہ پسندی نے تم کو اللہ سے غافل و بے پرواہ بنا دیا) آدم کا بیٹا کہتا ہے "میرا مال میرا مال" مگر تم نے جو صدقہ دے کر جاری رکھا یا کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا، اس کے علاوہ بھی تمہارا کوئی مال ہے؟ (ترمذیؒ)

○ حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت کھجور کے پٹھوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کے اوپر فرش نہ تھا۔ بوریے نے حضور اقدس ﷺ کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے اور آپ ﷺ کے سرھانے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو فراخی (خوشحالی) عطا فرمائے۔ فارس اور روم کے لوگ خوشحال بنائے گئے ہیں حالانکہ وہ عبادت نہیں کرتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا خطاب کے بیٹے! کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی زندگی میں ہی خوبیاں (لذتیں) دے دی گئی ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے جواب میں یہ الفاظ فرمائے کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ان کو دنیا ملے اور ہم کو آخرت۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

یہ ہے دین کی اصل
دین کی بنیاد
دین کی روح
یہ نہ ہو ...... دین و دنیا میں کوئی تمیز نہ ہو۔
جس طرح آگ اور پانی کا میل نہیں، اسی طرح دین اور دنیا کی راہیں جدا جدا ہیں۔ یہ آتا ہے ...... وہ چلی جاتی ہے۔
وہ آتی ہے ...... یہ چلا جاتا ہے۔
فقر کے ہاں دنیا تو آسکتی ہے مگر دین کے لیے
دنیا ہے ..... تو دین کے لیے
دین ہے ..... تو رضا کے لیے
جس فقر پہ حضور اقدس ﷺ کو فخر تھا، آج ہم اسی سے بیزار۔

توکل و استغنٰی فقر کی وہ متاع ہے جسے پا کر وہ ہفت اقلیم کی شاہی کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا۔ خدائے بے نیاز اسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ

کر فرمایا دنیا میں یوں رہو گویا تم ایک پردیسی ہو یا ایک مسافر ہو جو کسی راستہ سے گزر رہے ہو۔ اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو نیز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابنِ عمرؓ! جب تم صبح کو اٹھو تو تم اپنے دل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک زندہ رہو تو اپنے دل کو صبح کی خبر مت دو۔ بیمار ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو کیونکہ اے عبداللہ! تمہیں معلوم نہیں کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا (تم زندہ رہو گے یا مردہ ہو جاؤ گے) (ترمذیؒ)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ اور قحط ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔ (شرح السنۃ)

○ حضرت مستورد بن شدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ انگلی کیا چیز لے کر واپس آئی ہے (یعنی پانی کا کتنا حصہ انگلی کے ساتھ آیا ہے) (مسلمؒ)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ بکری کے ایک مردہ بچے کے قریب سے گزرے جس کے کان چھوٹے اور کٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے (اسے دیکھ کر صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کون اس بچہ کو ایک درہم میں لینا پسند کرتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم اسے کسی چیز کے بدلہ میں بھی لینا نہیں چاہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ (مردہ) بچہ ذلیل و حقیر ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے، دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (مسلمؒ)

○ حضرت قتادہ بن نعمانؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے اس کو دنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔ (احمدؒ۔ترمذیؒ)

جب کوئی دنیا سے دور کیا جاتا ہے،
اللہ کے قریب ہوتا ہے .... قریب تر
اور اللہ کی قسم! یہ بالکل سچ ہے۔
جب دین آتا ہے، دنیا کو بھالے جاتا ہے۔
جو دین سے محبت کرتا ہے، دین بھی اس سے۔
اپنے آپ کوئی بھی دنیا کی محبت ترک نہیں کر سکتا مگر اللہ ہی کی توفیق سے۔
جو دنیا سے کنارہ کش ہوا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہمکنار ہوا۔
دنیا آخرت کا سرمایہ ہے۔
اور یہ سرمایہ دنیا ہی میں رہ کر جمع کیا جاتا ہے۔
احسن دنیا وہ ہے جو دین کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔
احسن دنیا وہ ہے جو آخرت کے لیے زادِ راہ ہو۔
آدمیت و انسانیت و بشریت کا نمونہ انبیائے کرام علیہم السلام ہی نے دیا کہ یہ دنیا احسن ہے .... یہ ملعون
احسن کا استقبال کر اور ملعون سے اجتناب۔

o حضرت کعب بن مالکؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرصِ جاہ و دولت دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ (ترمذیؒ/دارمیؒ)

o حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ابنِ آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں: ایک تو عمر کی حرص اور دوسرے مال کا لالچ۔ (ترمذیؒ)

o حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کو تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی اور اللہ تعالیٰ (حرصِ مذموم سے) جس بندہ کی توبہ کو چاہے، قبول کر لیتا ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

بڑے میاں! جانور بھی کھا چکنے کے بعد سیر ہو کر مرغزار سے نکل جاتا ہے۔

رزق مقسوم ...... حرص مذموم

قناعت میں سیری ہے، طلبِ کثرت میں حرص۔

حرص فطری نہیں غیر فطری بھوک ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ کوّے کو دیکھ صبح تا شام پاک و ناپاک جگہ ٹھونگیں مارتا رہتا ہے، کبھی سیر نہیں ہوتا۔ ہر شے کی حد ہے۔ امارت حرص کی وہ حد ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ انسانی امکان سے وری الوریٰ۔ ایک خواہش کی تکمیل ہوئی، دو اور جاگ اٹھیں ..... دو سے چار، چار سے آٹھ..... حرص کا یہ سلسلہ لامتناہی ہے، کبھی ختم نہیں ہوتا۔ کاریں، کوٹھیاں، بنگلے،

بینک بیلنس، رنگا رنگ سامانِ تعیش، انواع واقسام کے پُر تکلف کھانے، خوشنما لباس.... امارت اور امارت کی نمائش ہی کی صورتیں ہیں۔ حرص اندھی ہوتی ہے۔ امارت کے حصول میں پاک و ناپاک یا خوب و ناخوب کو نہیں دیکھتی۔

حرص بے مروت ہوتی ہے، اس کی زد سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا خواہ باپ ہی ہو۔

حرص آدمیت و انسانیت و بشریت کے بلند ترین مقام کو پامال کر دیتی ہے۔ آن کی آن میں پامال کر دیتی ہے۔

اس کی دسترس سے کوئی نہیں بچا۔ بچ سکتا ہی نہیں۔ الا باذن اللہ۔

سو سالہ قریب المرگ

حرص، جوں کی توں۔

بڑے بڑے جوگی اِس حرص کو مارتے مارتے مر گئے، یہ نہ مری۔ میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی امت کے غلاموں نے اسے مارا اور ایسے مارا کہ مارنے کی حد کر دی۔ بالکل ہی نیست و نابود کر دیا، نام و نشان تک باقی نہ رہنے دیا۔ تخم تک جلا کر راکھ اڑا دی۔ ماشاء اللہ!

دنیائے حرص کے سامری طلسم کو، اِس نامراد کو، میرے آقا روحی فداہ ﷺ کے فیضانِ فیض سے فقراہی نے توڑا۔ طریقت کے اِس معرکہ کو سر کرنے کا اعزاز صرف اور صرف فقر ہی کو حاصل ہوا، کسی اور کو نہیں۔

فقر کے میدان میں کسی بھی شے کی کوئی حرص باقی نہیں رہتی، مطلق نہیں اور نام کو بھی نہیں، مگر ذکرِ الٰہی، تبلیغ الاسلام اور مخلوق کی خدمت۔

مال فتنہ کا موجب۔ مال کے فتنہ سے پاک ہو۔

○ حضرت کعب بن عیاضؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہر قوم اور ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم اللہ کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی اللہ کی آزمائش) مال ہے۔ (ترمذیؒ)

حضور اقدس ﷺ نے مال کو اپنی امت کا فتنہ قرار دیا ہے۔
آج اِس میں، میں بھی مبتلا ہوں، تو بھی
یہ بھی اور وہ بھی۔

یہ امت جب تک اِس فتنہ سے پاک رہی، دین کا بول بالا رہا۔ بحر وبر پہ سیادت رہی، اِنس و جانّ پہ قیادت رہی، غیروں پہ ہیبت رہی، ملی وقار پہ تمکنت رہی اور جب اِس فتنہ میں مبتلا ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی۔

سلف صالحین کی دعوت و تبلیغ :
خلق کی فلاح، دین کا احیاء، اللہ کی رضا۔

اور ہماری؟
حصولِ دنیا، انتشار و تفرقہ، کبر و ریا
یا شیخ تو ہی بتا ایسے میں ملی اصلاح و فلاح کیونکر ہو؟
مال ہی دنیا کا اصل فتنہ ہے
مراتب ایثار پہ موقوف ہوتے ہیں، نام و نمود پہ نہیں!
ایثار ..... جمع کی ضد۔
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ (آلعمران:۹۲)

(تم خیرِ کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز
کو خرچ نہ کرو گے)

ف : پیاری چیز مال ہوتا ہے۔

نہ تو قال رکھتا ہے نہ حال البتہ مال رکھتا ہے اور مال بھی مشکوک۔ ایسے مال میں زندگی کا پیغام نہیں ہوتا۔

تیرا قال ...... عرب و عجم کی تفسیر ہوتا اور

تیرا حال ...... مظہر العجائب کا ترجمان۔

جو کام و کلام اللہ ذوالجلال والاکرام اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی خوشنودی کے لیے کیا جاتا ہے اور صرف خلق کی بھلائی مقصود ہوتی ہے ..... عین حکمتِ الٰہی کا مظہر، توحید الی اللہ کا انسب معمول اور ثواب و عذاب سے بالا۔ اصطلاح میں اسے مظہر العجائب والغرائب کہتے ہیں۔

آخری امت کے آخری نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے آخری حجتہ الوداع کے آخری خطبہ مبارک کا آخری پیغام:

اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔

دین کی تبلیغ میں انا کا باب نہیں ہوتا، کتاب و سنت کے مطابق اتباع ہوتی ہے۔

جس بات کی قرآن و سنت تصدیق نہیں کرتی یا جو بات قرآن و سنت کی تائید نہیں کرتی، سراب و فریب ہے۔

کسی صفت سے موصوف کرنا میرے اللہ ہی کی عنایت پہ موقوف ہوتا ہے

اور میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی سفارش وشفاعت پر منحصر۔

ذکرِ الٰہی کی مجلس میں مستند اذکارِ جمیلہ ہوں اور تبلیغ کی مجلس میں اوامر و نواہی کی مستند روایات۔ ہر جا مقبول۔ کوئی بھی منکر نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں جن خصائل کو اپنی محبت کا موجب قرار دیا ہے انہیں اپنا، اور انہی کی تبلیغ کر۔ ہو سکے تو سب کو ورنہ کم از کم ایک کو ضرور اپنا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ خصائل یہ ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو ......

- توبہ کرنے والے اور پاک صاف رہنے والے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (البقرة:٢٢٢)

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

- پرہیزگاری اختیار کرنے والے ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (العمران:٧٦)

سو اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

- احسان کرنے والے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (البقرة:١٩٥)

بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

o احسان کیا ہے ؟

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ

تو اللہ کی اس طرح بندگی کرے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا پس وہ تجھے دیکھتا ہے۔

(مشکوۃ شریف کتاب الایمان عن عمر بن خطابؓ)

o اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ o (الصف:٤)

بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

o صبر کرنے والے ہیں :

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ o (العمران:١٤٦)

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

o اللہ پر توکل کرنے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ o (العمران:١٥٩)

بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

o انصاف کرنے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ o (المائدہ:٤٢)

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

○ حضور اقدس ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (العمران:۳۱)

(اے پیغمبر ﷺ) آپ (لوگوں سے) کہہ دیجیے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان بندوں کو ناپسند کرتا ہے جو ......

○ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں مگر خود اس پہ عمل نہیں کرتے :

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ٥ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ٥ (الصف:۲،۳)

اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اس سے سخت بیزار ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

○ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥ (المائدہ:۸۷)

بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

○ فضول خرچی کرنیوالے ہیں :

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ٥ (الانعام:۱۴۲)

وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

○ ناشکری کرنے والے اور گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں :

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○ (البقرة:٢٧٦)

اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔

○ خیانت کرنے والے اور ناشکری کرنے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ○ (الحج:٣٨)

اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے اور ناشکری کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

○ خیانت اور گناہ کرنے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ○ (النساء:١٠٧)

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا۔

○ دغابازی کرنے والے ہیں :

اِن اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ○ (الانفال:٥٨)

بیشک اللہ تعالیٰ دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

○ اِترانے والے ہیں :

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ○ (القصص:٧٦)

بیشک اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

○ سرکشی کرنے والے ہیں :

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ○ (النحل:٢٣)

وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

o تکبر کرنے والے اور شیخی بگھارنے والے ہیں :

اِن اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا o (النساء: ٣٦)

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی باز کو دوست نہیں رکھتا۔

o فساد پھیلانے والے ہیں :

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ o (المائدہ: ٦٤)

اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

o کفر کرنے والے ہیں :

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ o (آلعمران: ٣٢)

اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

o ظلم کرنے والے ہیں :

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ o (آلعمران: ٥٧)

اِس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆

o مسلمانو! جو (مال) ہم نے تم کو دیا اس میں سے پہلے ہی خرچ کرو کہ وہ دن آموجود ہو جس میں نہ بیع ہو گی اور نہ دوستی اور نہ شفاعت۔ (البقرۃ: ۲۵۴)

o اور جو ہم نے تم کو دیا اس میں سے اس سے پہلے ہی خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آموجود ہو پھر وہ کہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے اور تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک شخصوں میں ہوتا۔ (منافقون: ۱۰)

- جو لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیرات میں) کتنا خرچ کریں؟ آپ فرمادیجیے کہ جتنا (ضرورت سے) زائد ہو۔ (البقرۃ: ۲۱۹)
- تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک اس چیز سے خرچ نہ کرو جس سے محبت رکھتے ہو۔ (آلعمران: ۹۲)
- اور جو شے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تمہیں پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (الانفال: ٦)
- جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر اس کے خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں ان کا ثواب موجود ہے اور نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرۃ: ۲٦۲)
- بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا، ان کو دوگنا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا اجر ہے۔ (الحدید: ۱۸)
- اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو اس کو تمہارے لیے دوگنا کر دے گا اور تم کو بخش دے گا۔ (التغابن: ۱۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲، ص ۸۹۰)

- حضرت سعد بن ابی و قاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتے ہیں جو متقی، غنی اور خفی ہو (یعنی جو چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو)
(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۰۸)
- حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بیشک اپنے اس مومن بندے سے محبت کرتے ہیں جو فقیر ہو اور سوال سے اجتناب کرنے والا ہو۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۳۱۳)
- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔
(صحیح بخاری جلد ۲، ص ۹۶۳)
- حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ ابرار، اتقیا اور اخفیا سے محبت کرتے ہیں۔
(یعنی جو نیک پرہیزگار اور غیر معروف ہیں لوگ انکے درجہ و مرتبہ سے بے خبر ہیں مگر ان کا دل چراغ کی مانند روشن رہتا ہے)
(سنن ابن ماجہ، ص ۳۱۳)
- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا احسان کرو، بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(سنن ابی داؤد مع عون المعبود، جلد ۲، ص ۳۴۲)
- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

بیشک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔
(صحیح مسلم جلد ۱ص ۶۵)

○ حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو حضرت حسینؓ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

○ حضرت یعلیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بہت حیا کرنے والے ہیں اور پردہ پوشی فرماتے ہیں اور حیادار اور پردہ پوشی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد جلد ۴، ص ۷۰)

○ حضرت سہل بن ساعدیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا میں زُہد اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۳۱۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتے ہیں۔
(صحیح مسلم جلد ۲، ص ۳۴۳)

○ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انصار سے مومن ہی محبت کرتے ہیں اور منافق ان سے بُغض رکھتے ہیں۔ جو ان سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔
(صحیح بخاری جلد ۱ص ۵۳۴)

○ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فیاض اور سخی سے محبت کرتے ہیں۔ مال فروخت کرے یا خرید کرے تو وہ فیاضی کا مظاہرہ کرتا ہے اور کسی کا حق دینے یا اپنا حق وصول کرنے میں فیاضی اختیار کرتا ہے۔
(موطا جلد ۳، ص ۳۴۳)

یہ سب باتیں سب جانتے ہیں۔ سو سال بھی کرتے رہو، کرتے رہو۔ کوئی نئی بات ہو تو بتاؤ۔ البتہ کسی ایک بات کو عمل میں لاؤ۔

عمل سے کردار
کردار سے رعب اور
رعب سے جلال پیدا ہوتا ہے۔
رعب و جلال بنفسہٖ کوئی خصلت نہیں
عمل ہی کے کردار کا ایک حال ہوتا ہے۔
فعل، فاعل اور مفعول کی کرنی کا اصطلاحی نام کردار ہے۔
کسی بین الاقوامی خُلق کا نمونہ ..... جس کا کوئی منکر نہ ہو، کردار ہے۔
کردار تحسین و تنقید اور مزید تشریح سے مبرّا۔
کردار حال میں رہتا ہے
ہر حال میں زندہ اور قائم۔
کرنی کا کردار لبد لآباد زندۂ جاوید۔
کردار ..... الٰہی صفات کا مظہر اور عنایتِ ربانی۔
کردار باقی، ہر شے فانی۔
تاریخ نے کردار کو من و عن زندہ رکھا، کبھی فراموش نہ کیا۔
خصائلِ نبوت میں سر فہرست :

جھوٹ مت بول
غیبت مت کر
چغلی مت کھا
حسد مت کر

جس بھی بندے میں یہ پائے جائیں اگرچہ کافر ہو، ایمان اس کا استقبال کرے کہ آ بھی جا! بندگی کی تمکنت کا ورود ہو۔

کردار کے ساتھ ایمان اور ایمان کے ساتھ کردار لازم و ملزوم ہے۔

کسی کو پہلے کردار عنایت ہوا، پھر ایمان

کسی کو پہلے ایمان پھر کردار

کردار بلا ایمان اور ایمان بلا کردار نہ مقبول الفطرت ہے، نہ مقبول الاسلام۔

کفر، شرک، کذب، غیبت، تہمت، فواحش، معاصی سے بیزار ہو کر باز رہنا اسلامی کردار ہے۔

اس دنیا میں مجھے ابھی تک کوئی بھی ایسا جوان نہیں ملا جو کسی ایک بھی کردار کا پابند ہو۔

عہد پہ ثابت قدم رہنا آدمیت و انسانیت و بشریت کی آبرو ہوتی ہے اور اصطلاح میں اسے کردار کہتے ہیں۔

اسلامی، پاکیزہ، قابلِ رشک، قابلِ تقلید اور خوشگوار ماحول اور اپنی نسبت کا کردار پیدا کرو۔

بلا کردار نسبت چہ معنی دارد؟

قول بلا عمل کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جو کہتے ہو کر کے دکھاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم مکارمِ اخلاق ہیں۔ ان کے کسی بھی اخلاق کے استقلال کو اپنا۔

فصاحت وبلاغت کسی اخلاق ہی کی حمایت میں ہوتی ہے۔
یہ میکدہ ہے، عشرت کدہ نہیں۔ دار المحن ہے دار الصحن نہیں۔
اِس میدان میں جو جھنڈا بھی لہرایا، اخلاق ہی کی بنیادوں پر لہرایا، نہ کہ عبادات کی۔ جس کا جتنا بلند اخلاق، اتنا ہی اونچا مقام ہوتا ہے۔ اخلاق کی کمی کو عبادت پورا نہیں کر سکتی لیکن عبادت کی کمی کو اخلاق پورا کر دیتا ہے۔
اللہ ہمیں مقبول عام اور مشہور الاسلام اخلاق عنایت فرمائے۔ آمین!
اخلاق کیا ہے؟
قباحت سے اجتناب۔
منکرات الاخلاق یعنی جمیع معاصی سے اجتناب: بہترین اخلاق۔
بین الاقوامی تبلیغ کے لیے بین الاقوامی اخلاق کی ضرورت ہے اور اسلام کا ہر اخلاق بہترین اخلاق ہے۔
اسلامی اخلاق کا یہ مطلب ہے کہ تیری کوئی بھی حرکت اسلام کے منافی نہ ہو۔ سر فہرست جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد سے کُلیتاً اجتناب۔
○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

حسد بد ترین بدی ہے۔
جب تک اس بدی سے پاک نہیں ہوتا، نیکی پہ کیا گزر رکھتا ہے؟
نیکی کرتا ہے ...... بدی اسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

گویا اس کی کمائی کسی کے بھی راس نہ آئی،
نیکی تھی ،بدی نے کھالی۔
نیکی کو جلانے والی بدی کو تو جلایا ہی نہیں ،پھر کیا نیکی کی ؟
نیکی کو جلانے والی بدی کو سب سے پہلے جلا۔
اس کی ابتدا آسمان سے ہوئی ،فرش پہ پوری آب و تاب سے جاری ہے۔
اللہ کرے کسی خاکی کو اسے جلانے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین یا حی یا قیوم۔
بزرگی کے مقامات تو وریٰ الوریٰ ہیں ،عام مسلمان کی تعریف میں اللہ رب العالمین اور اُس کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق نہیں کھاتا۔
امانت میں خیانت نہیں کرتا،
کسی کی دل آزاری نہیں کرتا
اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتا
کبھی جھوٹ نہیں بولتا
کسی کی غیبت نہیں کرتا
نہ چغلی کرتا ہے ،نہ حسد

آپ اپنا جائزہ لیں
کیا آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق تو نہیں کھاتے ؟
کیا امانت میں خیانت تو نہیں کرتے ؟
کیا لوگ آپ سے دکھی تو نہیں ہیں ؟

کیا آپ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں ؟
کیا آپ جھوٹ تو نہیں بولتے ؟
کیا آپ غیبت یا چغلی تو نہیں کرتے ؟
کیا آپ کے دل میں حسد تو نہیں ؟
اور کیا آپ نہیں جانتے ؟ کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے
جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو"

یہ ہماری وہ چند بنیادی خامیاں ہیں کہ جب تک یہ دور نہیں ہوتیں، ہماری کوئی جد و جہد کوئی رنگ نہیں لا سکتی۔ وما علینا الا البلاغ۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بد گمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ بد گمانی بد ترین جھوٹی بات ہے اور کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش مت کرو اور کسی کے سودے کو مت بگاڑو۔ آپس میں حسد نہ کرو آپس میں بغض نہ رکھو۔ آپس میں غیبت نہ کرو۔ اور اللہ کے سارے (مسلمان) بندے بھائی بن کر رہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپس میں حرص نہ کرو"
(بخاری و مسلم / مشکوۃ شریف جلد دوم ص ۲۲۴، شمار ۴۷۸۱)

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ○ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ أَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○

ترجمہ : اچھا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں ؟ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں جو سنی ہوئی بات اس کے کان میں لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔ (الشعراء : ۲۲۱ تا ۲۲۳)

○ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ

"جو کوئی بغیر سوچ سمجھے بات کہے تو وہ دوزخ کے اندر مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی دور ڈالا جائے گا"

(صحیح بخاری جلد دوم ص ۹۰۹، صحیح مسلم جلد دوم ص ۴۱۲)

جملہ علوم کا حاصل ..... ذکرِ الٰہی

زبان ..... ذکرِ الٰہی کے لیے وقف و مخصوص

○ حضرت ابو جُحَیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے (صحابہؓ سے مخاطب ہو کر) فرمایا اعمال میں سے کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے؟

صحابہ کرامؓ خاموش ہو گئے کسی نے جواب نہ دیا (تو) آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا:

"وہ ہے زبان کی حفاظت"

(الترغیب والترہیب ج ۳، ص ۵۲۵)

گویائی کی عنایت، اعجاز نطق

اللہ کے ذکر کے لیے

نعمت کے شکر کے لیے

تلاوتِ قرآن کے لیے

وضاحتِ فرقان کے لیے

حمدِ باری تعالی کے لیے
نعتِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے اور
انسانی ضرورت کے ضروری کام کے لیے۔

ہم نے گویائی جو بہترین عنایت تھی، گم کر دی۔
زبان بولی! اگر مکروہات سے باز رہتی، سیف ہوتی۔

○ اے معاذؓ! میں تجھے بتانہ دوں کہ چوٹی کی بات کیا ہے اور اس کا ستون کیا؟
عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ضرور بتلایئے۔
فرمایا چوٹی کی بات تو ہے اسلام، اس کا ستون ہے نماز اور اس کی کوہان ہے جہاد۔
پھر فرمایا کہ ان تمام باتوں کا نچوڑ نہ بتادوں؟
میں نے عرض کیا ضرور
حضور اقدس ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
اے معاذ! اِس پر قابو رکھو۔
عرض کیا: کیا ہماری گفتگو پر بھی مواخذہ ہوگا؟
فرمایا تیری عقل پر پتھر پڑیں لوگوں کو صرف کلمات زبان ہی کی وجہ سے تو آگ میں منہ کے بل جھونکا جائے گا۔ (معاذؓ/ترمذیؒ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا
"بے شک اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہیں کرتے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو"۔
(الزمر: ۶۰)

جھوٹے کی ہر شے جھوٹی

قول جھوٹا قرار جھوٹا

وعدہ جھوٹا قسم جھوٹی

غرض کوئی بھی بات سچی نہیں

اللہ سے ڈرا کرو، پناہ مانگا کرو۔

جھوٹ ہر شے کو کھا جاتا ہے۔

○ میرے آقا روحی فداہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ جس وقت جھوٹ بولتا ہے (حفاظت کرنے والے) فرشتے اس کے جھوٹ کی بُو سے میل بھر دور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

○ حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے ؟ فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ فرمایا نہیں۔ (مالکؒ / بیہقیؒ)

اللہ نے تجھے زندگی کی آسائش و راحت کا ہر سامان فراہم کیا، حضور اقدس ﷺ کا امتی بنایا اور تو جہادِ اکبر کا مجاہد بن کر میدان میں آیا۔

تجھے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا مژدہ جانفزا سنایا۔

دنیا کی ہر شے تیرے لیے پیدا کی اور تجھے ..... اپنے لیے۔

تو پریشان رہتا ہے... یاس و حزن کا شکار رہتا ہے ... آخر کیوں ؟

اس لیے کہ

۱۔ تو جھوٹ بولتا ہے

جھوٹ کی بُو سے فرشتہ میل بھر دور چلا جاتا ہے اور صدق کی برکات اڑ جاتی ہیں

۲۔ غیبت کرتا ہے

گویا مردار کھاتا ہے۔ مردار تیری خوراک بنا ہوا ہے۔ اسی لیے تجھے غلاظت و کراہت محسوس نہیں ہوتی۔

۳۔ چغلی کھاتا ہے

ہر وقت کھاتا ہے

حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا چغلخور جنت میں نہ جائے گا۔

۴۔ حسد کرتا ہے

اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔

یہ ہے تیری زندگی۔ جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد کا مرقع۔ نہ تو نے چھوڑا، نہ باز آیا! اگرچہ سو سال رہا، انہی کے گرد گھوما!

کوئی اور وجہ نہیں، تو اپنے ہی جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد کا مارا ہوا ہے۔ اگر تو اِن چاروں سے نجات پا لے، تیری مٹی پاک ہو جائے۔ جس کام کے لیے اللہ نے تجھے پیدا کیا، پورا ہو جائے۔

اِن چاروں سے اجتناب، انفرادی ہو یا اجتماعی، ملی تمکنت کی جان و ایمان۔ اِن سے نجات پا اور ضرور پا۔

تیرا جسم الوجود جب جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد سے پاک ہوا، شفلیاب ہوا اور فیضیاب ہوا، ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

کفار انہی پہ کاربند ہوا، شہابِ ثاقب بنا۔

جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد تیرے جسم الوجود میں خون کی طرح رواں دواں ہیں اور تو انہیں کے تحت راہِ حیات پہ گامزن۔

یہ تیری نماز، قرآن کریم کی تلاوت، روزہ، حج، زکوٰۃ سب کو باطل کر دیتے ہیں صرف کلمہ باقی رہ جاتا ہے۔

ہر مذہب میں منہیات چار ہیں :

کذب، غیبت، نمیمت، حسد

جو اسے پا گیا، لے گیا۔

نماز میں یکسوئی نہیں

ذکر میں لذت نہیں

دل اللہ کی طرف راغب نہیں، وساوس کا شکار رہتا ہے۔

ان سب کے جواب میں :

مردار کھا کر کیونکر یہ باتیں حاصل ہوں اور مردار بھی اپنے بھائی کا۔ کتا نجس العین ہے لیکن اپنے ہم جنس کا گوشت کبھی نہیں کھاتا اور ہم اپنی ماں کا بھی نہیں چھوڑتے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا :

ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ..... پس تم اس سے کراہت کرو گے۔

(الحجرات :۱۲)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ..... نہ ذکر کرنا اپنے بھائی کا مگر ایسی باتوں کے ساتھ جو اس کو بری معلوم ہوں "(غیبت ہے)"۔

پوچھا گیا اگر میرے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تب بھی اس کو غیبت کہا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا تو نے ذکر ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی، اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو پھر تُو نے بہتان لگایا۔

○ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ..... اگر تو نے اپنے بھائی کی وہ برائی بیان کی جو اس کے اندر پائی جاتی ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کی نسبت ایسی بات کہی جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی تو تُو نے اس پر بہتان لگایا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم مترجم ص ۲۰۰، شمار ۴۵۹۰)

اگر تو غیبت سے باز نہ آیا،

نہ تیری نماز، نہ تیرا روزہ۔ و ما علینا الا البلاغ۔

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار صبح سے شام تک عبادت میں ہے جب تک غیبت نہ کرے۔ پس جب اس نے غیبت کی تو اس نے روزہ پھاڑ دیا۔

(کنز العمال / کتاب العمل بالسنۃ ج ۵، ص ۹۷)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ

دار عبادت میں ہے جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے یا اسے ایذا نہ دے۔

(کنز العمال / کتاب العمل بالسنۃ ج ۵، ص ۹۷)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ بیہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا گالیاں بکے تو وہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

(سنن ابو داؤد / کتاب العمل بالسنۃ ج ۵، ص ۹۷، ۹۸)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ (روزہ کا نام کرکے) اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(بخاری / کتاب العمل بالسنۃ جلد ۵، ص ۹۶)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بہت سے روزہ دار سوائے بھوک کے کوئی ثواب نہیں پاتے اور بہت سے تراویح پڑھنے والوں کو سوائے بے خوابی کے کچھ نہیں ملتا۔

(المستدرک للحاکم / کتاب العمل بالسنۃ ج ۵، ص ۹۶، ۹۷)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ دو روزہ دار شخصوں نے ظہر کی یا عصر کی نماز پڑھی۔ جب حضور اقدس ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جاؤ دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھو اور اپنا روزہ پورا کرکے دوسرے دن قضا روزہ رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

(بیہقی / مشکوٰۃ شریف جلد اول، ص ۲۰۵، شمار ۳۶۳۱)

O حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا حضرت صفیہؓ کی بابت (یعنی ان کے عیب کی بابت) کہ وہ ایسی ہے یعنی پستہ قد ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تم نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے اگر اس کو دریا میں ملا دیا جائے تو وہ دریا کی حالت کو بدل دے یعنی جب تیرے اس ایک کلمہ کی یہ حالت ہے کہ دریا کی حالت کو بدل دے تو اس کے گناہ کا کیا مرتبہ ہو گا؟ یعنی کسی کی اتنی سی غیبت بھی ناجائز ہے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ص ۲۰۳، شمار ۴۶۱۳)

O حضرت ابی سعید اور جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے غیبت زنا سے بدتر ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے بدتر کیونکر ہو سکتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر زانی توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ نہیں بخشتا جب تک کہ وہ شخص اس کو معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اور حضرت انسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ زانی توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں ہے۔

(بیہقی / مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۰۵، شمار ۴۶۳۲)

مردار کتوں اور گدھوں کا کھاجا ہے اور تم مومن ہو کر بھی مردار سے گریز نہیں کرتے، باز رہنے کا نام تک نہیں لیتے اور پھر گوشت بھی اپنے مردہ بھائی کا! ہائے ہائے! باز آیا کرو اور ضرور باز آیا کرو۔ اگر اب بھی باز رہنے کا وقت نہیں آیا تو پھر کب آئے گا؟

درود و سلام کا شائق مردار کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔
مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا،
کبھی غیبت نہیں کرتا،
اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کبھی نہیں کھاتا
اور مومن بننا بڑا ہی مشکل کام ہے۔
نہ کسی کی خلافت کام آئے گی نہ خطابت،
افسردہ و پژمُردہ!
جب تک جھوٹ
چغلی
غیبت
کا خاتمہ نہیں ہوتا، ہر شے جوں کی توں!
اور یہ ترک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا صحیح مذہب تھا۔
تو جب تک رذائل و خبائث سے پاک نہیں ہوتا، تیری تقریر و تحریر کیا رنگ لا سکتی ہے؟

حسد نے ہمیں مار مکایا اور غیبت و نمیمت نے ہمارے اعمال کو کھایا اور ہمیں اس زیاں کا کوئی احساس ہی نہیں، افسوس صد افسوس۔

بندہ بندے کا حاسد ہے یہاں تک کہ گداگر بھی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

کیا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ (النساء: ۵۴)

ایمان میں حسد نہیں ہوتا، پاک ہوتا ہے۔

اس حال میں کیا میری مسلمانی اور کیا میرا تقویٰ؟

○ میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔

ہر بندہ ہر بندے کا حاسد ہے۔ الا ماشاء اللہ!

اگر ہم ایک دوسرے کے حاسد نہ ہوتے، کیا کچھ بھی نہ ہوتے؟

بہت کچھ ہوتے اور ہر شے ہوتی۔

ذکر و تبلیغ و خدمت کے باوجود ایک حسد ہی کی باعث ہر شے نے ہر شے کو کھایا، حسد جوں کا توں قائم

ہر شے کو جلانے والا خود کبھی نہ جلا

ہر کسی کو رلانے والا، خود کبھی نہ رویا، نہ ہی کبھی باز آیا۔

حسد کے سر کو پھوڑنا تیرے میرے بس کی بات نہیں، یہ میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم کی وہ شفاعت ہوتی ہے جو مقبول الحق بن کر سنہری حروف میں تاریخ کی زینت بنا کرتی ہے۔

اگر تیرے دفتر میں جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد نہ ہوتا تو بتاؤں کیا ہوتا؟

اللہ کی قسم! تیرا دفتر اللہ کا دفتر کہلاتا۔

چغلی

غیبت

حسد نہ چھوڑا تو کیا چھوڑا؟

چھوڑ دیتا آدمیت و بشریت کا بول بالا ہو جاتا۔

یہ خصائل چُنے ہوئے بندوں کو عنایت ہوا کرتے ہیں۔

اللہ کے دین متین کے کسی بھی اخلاق کو اپنا اور ضرور اپنا۔ صرف باتوں ہی پہ اکتفا نہ کر۔

شکر ...... عبدیت کا اظہار۔

طریقت الاسلام اور فقر الی اللہ کا بلند ترین مقام شکر ہے اور جملہ مقامات اس کے تابع۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ط قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ o

(السجدہ : ۹)

ترجمہ : پھر اس کے اعضاء درست کیے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہیں کان، آنکھیں اور دل دیے (مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔

ف : شکر گزار بن!

جسم الوجود کے اعضاء کا فرض ہے کہ اپنے بنانے والے کا شکر ادا کریں۔

سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْبَارِئِ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ ط

شکر عبدیت کی بندگی اور معبودیت کا دل پسند اخلاق۔

جو شکر نہیں کرتا، صبر بھی نہیں کرتا۔

شکر ہی کی بدولت صبر عنایت ہوتا ہے۔

○ مومن کی بھی عجب شان ہے کہ اس کی زندگی کا ہر پہلو اس کے لیے بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں کہ اگر اسے مسرت ہو تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ دونوں حالتیں اس کے لیے بہتر ہیں۔ (صہیبؓ / مسلم)

صبر کا مطلب ہے اپنے خلاف کچھ دیکھ کر یا سن کر خاموش رہنا جیسے کہ دیکھا ہی نہیں اور سنا ہی نہیں۔ یہ صبر ہے ..... صبرِ جمیل۔

شکر کا مطلب ہے ہر حال میں شکر

قبض ہو یا بسط ، پسند ہو یا ناپسند۔

صبر ..... محبت کی روح، شہادت کی شان، شجاعت کی پہچان اور نفس کی لگام ہے۔

صبر وہ نور ہے جو ہر عابد، زاہد اور عارف کو منور کر دیتا ہے۔

صبر انسانیت کا معیار، عزمِ صمیم کی بنیاد، ولایت کا راز اور نبوت کا ناز ہے۔

صبر کی زبان : آنکھ

جو زبان پہ آگیا ...... صبر نہیں، آہ و بکا۔

صبر ...... مقامِ رسالت

صبر ...... مِلکِ امامت

صبر ...... وراثتِ فقر

صبر کا امام عشق

شہادت کا امام صبر

شہادت...... حیاتِ جاوداں

حیاتِ جاوداں ..... ثمرۂ شہادت۔

ہر حیات کو قضا ہے

ہر قضا رضا ہے

ہر رضا روزِ ازل سے ہے

روزِ ازل حکمِ قطعی ہے

حکمِ قطعی منجانب اصل اور

اصل بعید از عقل ہے۔

نیکی اور صبر نبوت وولایت کی دو بنیادی خصلتیں ہیں۔ ہر کسی سے ہر وقت ہر حال میں نیکی کر اور نیکی کی مخالفت پہ صبر کو اپنے اوپر لازم قرار دے۔ یقین جان کہ اللہ نیکی اور صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

نیکی کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا نیکی کی مخالفت پہ صبر نیکی کے اجر کو دوبالا کرتا ہے۔ نیکی کے ساتھ صبر نیکی کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اللہ رب العالمین نے حضور اقدس ﷺ سے کیا خوب فرمایا :

وَ اصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ط

”یعنی آپ کے مخالفین جو کچھ بھی آپ کو کہیں آپ صبر کریں انہیں کچھ مت کہیں اور نہایت ہی احسن و جمیل طریق سے ان سے علیحدگی اختیار کریں“

پھر فرمایا:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ط

یعنی "ان بے چاروں کے قبضۂ قدرت میں کوئی شے نہیں، مطلق نہیں، آپ کا رب ہی مشرق و مغرب کا رب ہے اور آپ اپنے رب کو اپنا کارساز ٹھہرایئے"

نیکی کے میدان میں تجھے کوئی پچھاڑ نہ سکے ... پھر یہ زندگی قابلِ رشک ہے۔

نیکی کے میدان میں نیکی کا عَلم بلند کر۔ نیکی کے جھنڈے کو کبھی گرنے نہ دے۔ کسی کی کوئی برائی تجھے نیکی سے کبھی روک نہ سکے۔ جب تو نے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا، جہادِ زندگی میں کامیاب ہوا۔

جو تو کرتا ہے اللہ دیکھتا ہے۔ کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس کے لیے تو کرتا ہے وہ دیکھ رہا ہے اور وہ کافی ہے۔

کمالاتِ نبوت ..... گوناگوں

کمالاتِ نبوت کے خصائل جب میدان میں آتے ہیں، بڑے جوبن سے اُترا کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے جنات و شیاطین، متحد ہو کر، باطل کرنے کے لیے، جری لشکر سمیت صف آرا ہوتے ہیں۔ عزم بالجزم ان سب کو ہرا کر بازی لے جاتا ہے۔

کمالاتِ نبوت کی کوئی بھی خصلت جب میدان میں آتی ہے، ھادی و مہدی ساتھ ہوتے ہیں اور استقبال ہوتا ہے۔

جسے، جو شے عنایت ہوئی .... کمالاتِ نبوت ہی کی برکت سے ہوئی۔

سوچ کرتا! ہر کسی کو ہر شے ملی، اے او نوجوان مسلم! تجھے کیا ملا؟

پدرم سلطان بود؟

تیرے دادے کے پردادے کے نانے کے دادے کی کرنی تیرے کس کام ؟
کسی کی کرنی پہ اترانا بھی بھلا کوئی جوانمردی ہے ؟
اکھاڑے میں اتر ،
کوئی کرتب دکھلا
تاریخ تشنہ .... مبصّرِ عالم منتظر
تیرا عمل ہی تیری زندگی کی متاع ہے۔

کلیات :
دارالعلوم دو ہی ہیں :
ایک مشرق میں ہے ایک مغرب میں
دارالعلوم ...... علم کی انتہا
دارالعمل ...... وارد وجود

○ حضرت عبیداللہؒ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا اہلِ علم کون لوگ ہیں ؟ کہا وہ لوگ جو ان باتوں پہ عمل کرتے ہیں جن کا علم رکھتے ہیں۔
پوچھا لوگوں کے سینے سے علم کو کیا چیز نکالتی ہے ؟ کہا لالچ۔
(دارمی شریف ص ۱۲۷، شمارہ ۵۷)

علم .... گوناگوں، لامنتہی
کسی علم پہ عمل کر۔

سالہا سال گزر گئے ...... ابھی تک

۱۔ کوئی بھی کسی عمل کا پابند نہیں۔

۲۔ کسی نے بھی کوئی برائی قطعی ترک نہیں کی۔

۳۔ نہ ہی کوئی کسی نیکی پہ کاربند۔

افسوس نہیں تو کیا ہے؟

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کی چار باتوں کو ماننا ایمان کی تکمیل کا امید افزا مقام ہے:

ترکِ کذب

ترکِ غیبت

ترکِ نمیمت اور

ترکِ حسد

اور حسد مشکل ترین۔

ہماری تبلیغ پانچ نکاتی منشور پہ مشتمل ہے:

- ترکِ کذب (جھوٹ)
- ترکِ غیبت
- ترکِ نمیمت (چغلی)
- ترکِ حسد
- ذکرِ الٰہی

۱۔ جھوٹ مت بولو حرام ہے رک جاؤ۔
۲۔ غیبت مت کرو حرام ہے رک جاؤ۔
۳۔ چغلی مت کرو حرام ہے رک جاؤ۔
۴۔ حسد مت کرو حرام ہے رک جاؤ
۵۔ ذکر الٰہی اهلا و سهلا

و ما علينا الا البلاغ

دین اسلام کے بھی پانچ ہی ارکان ہیں :

کلمۂ طیب نماز روزہ زکوۃ حج

اسی طرح طریقت الاسلام کے بھی پانچ ارکان ہیں :

ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ فیض

اور اسی طرح زراعت کے بھی پانچ ارکان ہیں :

زمین بیج بیل ہَل پنجالی

اور یہ چاروں امور لازم و ملزوم ہیں۔

جب تک ان کی فرمائی ہوئی باتوں کو مانتے نہیں، حال نہیں بدل سکتا۔ بدل سکتا ہی نہیں۔

ان کی بات ہی ان کا حال ہوتا ہے۔

اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھ۔ جو اسے برا کہے، برا مت مان۔ بیشک یہ ایسا ہی ہے۔ حرام کاموں سے کبھی باز نہیں رہتا، مسجد میں بھی نہیں۔

حسد و کذب و غیبت و نمیمت مطلق حرام ہیں یہاں تک کہ نماز و روزہ کے ثواب کو کھا جاتے ہیں۔ نیکیوں کو ایسے جلا کر راکھ بنا دیتے ہیں جیسے آگ سوکھی لکڑی کو!

قرآنِ کریم اور سُنّتِ مطہرہ کا داعی خود ممنوعات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔
قرآنِ کریم اور سُنّتِ مطہرہ دین ہے۔
دین کا کوئی منکر نہیں۔ جو دین کو مانتا نہیں، وہ بھی منکر نہیں۔ جو بھی منکر ہے ...... ہمارا منکر ہے۔ ہمارا فعل قول کے مطابق نہیں۔ جو ہم کہتے ہیں ..... کرتے نہیں۔

دین باتیں نہیں، نمونہ مانگتا ہے اور نمونہ پا کر ہی مطمئن ہوتا ہے۔
مسلمان کہلاتا ہے... نہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی۔
بتا کیا مسلمانی ہے؟
فرمان کا منکر نافرمان نہیں تو کیا ہے؟
اسلام اسے کبھی قبول نہیں کرتا۔
کتاب میں تو ہر شے لکھی ہوئی ہے
کتاب کے کسی علم پہ عمل کا نمونہ پیش کر۔
عمل دین کی وہ خاموش تبلیغ ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔
انسان عمل ہی کی بدولت اشرف المخلوقات ہے۔
عمل زندگی کی جان اور ہر شے کا ماخذ ہے۔
ہر شے عمل ہی سے پیدا ہوتی ہے

جمال بھی،
جلال بھی اور کمال بھی۔
عمل جب ختم ہو جاتا ہے، زوال آجاتا ہے۔
زوال کی کوئی حقیقت نہیں، عمل کے ابطال کا اصطلاحی نام زوال ہے۔
عمل کے نور کی ضیا طالب طریقت کی راہ کو روشن رکھتی ہے ورنہ اس راہ کی تاریکی کو کوئی اور اجالا کبھی روشن نہیں کر سکتا۔
جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا، قال ہے۔
اس قال پہ عمل کا اصطلاحی نام، حال ہے۔
اسی طرح جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح و فلاح کے لیے فرمایا، قال ہے۔ اور اس پہ عمل کا نام، حال ہے۔
آپ جو بھی کہتے ہیں، قال ہے۔
جو کرتے ہیں، حال ہے۔
اور یہ ازبر کر لیں کہ قال پہ عمل ہی سے حال پیدا ہوتا ہے۔
جو قال حال کے تحت ہو تیر کی طرح ہوتا ہے، کبھی خالی نہیں ہوتا۔
علم پہ عمل کا اصطلاحی نام ..... حال
حال کا کوئی منکر نہیں۔
علم قال ہے، عمل حال۔
جہاں قال ہوتا ہے، حال نہیں ہوتا اور
جہاں حال ہوتا ہے، قال نہیں ہوتا۔

قال قال میں اور حال حال میں مصروف رہتا ہے۔
میرے بیٹے! قال کے ساتھ حال کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔
تو نے قال دیکھا ہے، حال نہیں دیکھا
نمائندہ دیکھا ہے، نمونہ نہیں دیکھا۔
بندہ حال کو حال نہیں جانتا اور کسی قال کی اتباع نہیں کرتا۔
بندہ حال کے تابع اور
حال ..... قال کے۔
کلام متکلم سے عمل کا مطالبہ کرتی ہے۔ جس کلام پہ متکلم کا عمل نہیں ہوتا، فتنے کا موجب ہوتی ہے۔ اپنے فعل سے اپنے قول کی تصدیق کر ورنہ چپ رہ۔
قول جسم اور عمل روح ہے۔
روح کے بغیر جسم محض مٹی کا تودہ ہے۔
جس قول پہ کہنے والے کا اپنا عمل نہیں ہوتا، کسی دل میں نہیں اترتا۔ اکثر اوقات بحث کا موضوع بن جاتا ہے۔
جسم خاک ..... عمل نور ہے
خاک میں جب نور جلوہ نما ہوا، خاک کی ماہیت بدل گئی،
کسی اور طرح خاک کی خصلت نہیں بدل سکتی۔
عمل دل میں سوز
نگاہ میں عفت اور
کردار میں بے باکی پیدا کرتا ہے۔

اھلِ علم وہ ہے جو اپنے علم پہ عمل کرے اور علم پہ عمل کرنا سب سے مشکل منزل ہے۔

ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا جو اپنے علم پہ عمل کرتا ہو۔

احکام میں بحث کی گنجائش نہیں۔ جس نے کی، ناکام رہا۔

قرآنِ عظیم اور حدیثِ مطہرہ کو پڑھا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے، ازبر کیا جاتا ہے، حفظ کیا جاتا ہے، تلقین کی جاتی ہے، تبلیغ کی جاتی ہے۔

جن باتوں سے سختی سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے،

میں باز نہیں رہتا۔

جن باتوں پہ سختی سے کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے،

میں پابند نہیں رہتا۔

اسے دیکھنے کی تمنا ہے

جو کہتا ہو ...... کرتا بھی ہو۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ٥ (الصف:۳)

بہت ناراضی کی ہے یہ بات اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں!

جو کرتے نہیں ..... مت کہا کرو۔

جو جانتے نہیں ..... مت بتایا کرو

حق کا کوئی منکر نہیں، تیرا منکر ہے۔

جو تو کہتا ہے، کرتا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ؟ یہ
بات اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو
جو کرتے نہیں۔ (الصف : ۲،۳)

ابتدائے آفرینش سے لے کر نبی الآخر الزماں ﷺ تک چند باتوں سے منع کیا گیا۔ وہی چند باتیں ہر کوئی ہر روز کرتا ہے مثلاً :

جھوٹ غیبت چغلی اور حسد

کیا ابھی تک ان کے ختم کرنے کا وقت نہیں آیا؟

جو چیزیں قطعی حرام ہیں دورِ حاضر کے حرم کا مقبول ترین مشغلہ اللہ! اللہ!

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے ایمان والو!
اَطِیۡعُوا اللّٰهَ	اللہ کی اطاعت کرو
وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ	اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو
وَ لَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ O	اور (ان کی مخالفت کر کے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔ (سورۃ محمد : ۳۳)

قول بے عمل ...... دین کا بد ترین مظاہرہ۔

بندوں میں سب سے بڑا نافرمان کون ہے ؟

میں ہوں

کیوں ؟

فرمان کو جانتا ہوں ، مانتا نہیں

کہتا ہوں ، کرتا نہیں۔

برائی سے باز رہنا اور برائی سے باز رہنے کی تلقین کرنا، اصل تبلیغ۔
تم جب باتیں کرتے ہو پُل باندھ دیتے ہو کوئی بھی کمی نہیں رکھتے،
کسی کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے نفس کو تبلیغ کرو۔
جن اوامر ونواہی کی تلقین کرنے لگو پہلے اپنے نفس کو ان پہ کاربند کرو۔
یقیناً تیرا اور میرا نفس کسی بھی امر کا پابند نہیں، نہ ہی کسی نہی کا۔ حقیقتاً آزاد ہے اور آزادی کو پسند کرتا ہے۔
نہ کوئی امر کا پابند ہے نہ نہی کا
اسی باعث ڈانواں ڈول۔
علم وحکمت کا ہر باب لکھا جا چکا ہے، ذرہ بھی کمی نہیں۔
جو علم تجھے سکھایا گیا ہے اس پہ عمل کر۔
اللہ ورسول اللہ ﷺ کے بعد تیرا سب سے بہتر دوست تیرا اپنا عمل ہے۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اور دو واپس چلی آتی ہیں اور ایک اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ گھر کے لوگ اور مال اس کے ساتھ جاتے اور اس کو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ جاتا اور ساتھ رہتا ہے۔ (بخاریؒ ومسلمؒ)

ناصحا او ناصحا! کسی کی کسی تقریر سے کسی کو کیا حاصل! سنا اور چل دیا۔ کسی بات کو اپنے عمل پہ وارد کر۔ کوئی اپنی سنا۔
دنیا کے دفاتر ایک سے ایک بڑھ کر بھرے پڑے۔
تیری اپنی بات سے بڑھ کر کسی اور کی بات کیونکر نافع ہو سکتی ہے؟

"فرمایا فرمایا" کہتے ہو، پُل باندھ دیتے ہو،
کیا مانتے بھی ہو؟
نہ معلم مانتا ہے نہ متعلم!
اس سے زیادہ میں جانتا بھی نہیں، جاننے کی ضرورت بھی نہیں۔
شب و روز پڑھتے ہو،
لوگوں کو سناتے ہو
خود عمل نہیں کرتے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:
"اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے؟
اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرو نہیں۔ (الصف: ۲، ۳)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"میں نے معراج کی رات میں بہت سے شخصوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں پوچھا جبریلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ لوگ آپ کی امت کے خطیب (واعظ) ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے (یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے)۔ (شرح السنة)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کی امت کے واعظ ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے تھے، اللہ کی کتاب کو پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

○ حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن

ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا یعنی دوزخ میں۔ اس کی انتڑیاں آگ میں جاتے ہی فوراً اس کے پیٹ سے نکل پڑیں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کو اس طرح پیسے گا جس طرح پن چکی یا خراس کا گدھا آٹا پیستا ہے۔

دوزخی یہ دیکھ کر اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ "اے فلاں شخص! بتا تیرا کیا حال ہے؟ تو تو ہمیں نیک کاموں کا حکم دیتا اور برے کاموں سے منع کرتا تھا"۔

وہ جواب دے گا "ہاں میں تمہیں نیک کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا تھا اور تمہیں بری باتوں سے منع کرتا تھا لیکن خود باز نہیں رہتا تھا"۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت یحییٰؒ بن جعدہ سے منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اپنے علم پہ عمل کرو کیونکہ عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم پہ عمل کرے اور اس کا علم اس کے عمل کے موافق ہو اور قریب ہے کہ ایسی قومیں ہوں گی کہ وہ لوگ علم حاصل کریں گے لیکن وہ ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہو گا اور ان کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہو گا۔ حلقے حلقے ہو کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہم مجلس پر اس وجہ سے ناراض ہو گا کہ وہ اور شخص کے پاس بیٹھنے لگے گا اور اس کو چھوڑ دے گا۔ ان لوگوں کے اعمال جو ان کے جلسوں میں ہوں گے اللہ سبحانہ کے پاس نہیں جائیں گے۔ (ان کے اعمال قبول نہیں کیے جائیں گے)

(دارمی شریف ص ۱۰۷، شمار ۳۸۳)

میرے آقا روحی فداہ ﷺ کا ہر ارشاد عین حق ہے۔

ہم اور تم وہ نہیں جن پہ چیونٹیاں اپنے بِلوں میں اور مچھلیاں پانی میں درود بھیجتی ہیں۔

عالمِ با عمل کو جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے آسمان کی ملکوت میں کبیر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

ہم اور تم وہ نہیں

ہم اور تم جہاں بھی جاتے ہیں، ہلچل مچا دیتے ہیں۔

○ حضرت ابو امامہ باھلیؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر ﷺ کی خدمت اقدس میں دو شخصوں کا ذکر ہوا ایک عابد تھا، ایک عالم

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی میری فضیلت تم میں سب سے معمولی آدمی پر۔

پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ، اس کے فرشتے، آسمانوں والے اور زمین والے ...... یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس شخص پر درود بھیجتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

میں نے حضرت ابو عمارؓ کی زبانی حضرت فضیل بن عیاضؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عالمِ با عمل کو، جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے آسمان کی ملکوت میں کبیر (یعنی بڑا) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت قیس بن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ سے ایک شخص ابو درداؓ کے پاس آیا آپ اس وقت دمشق میں تھے۔ حضرت ابو درداؓ نے پوچھا کہ بھائی تم یہاں کیسے آئے؟

(یعنی کس غرض کے لیے آئے) اس نے کہا ایک حدیث (سننے) کے لیے جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ اسے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابو درداؓ نے فرمایا تم کسی اور ضرورت سے تو نہیں آئے؟

اس نے عرض کیا جی نہیں۔ آپؓ نے پوچھا تجارت کی غرض سے تو نہیں آئے؟ اس نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کیا تم صرف اِس حدیث کی طلب میں آئے ہو؟ (اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو لو سنو)

میں نے حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں کوئی راستہ طے کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام اسے ایسے راستے پر لے چلے گا جو بہشت کو جاتا ہے اور فرشتے علم طلب کرنے والے کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کی ہستی ایسی ہستی ہے کہ آسمان اور زمین میں جتنے (جاندار) ہیں سبھی اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی باقی ستاروں پر۔ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے ترکہ میں نہ دینار چھوڑا نہ درہم۔ انہوں نے تو اپنے ترکہ میں صرف علم چھوڑا۔ سو جس نے یہ لیا، اس نے بڑا حصہ پایا۔

(ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن علما کی سیاہی اور شہداء کے خون کا وزن کیا جائے گا تو علماء کی سیاہی وزن میں شہداء کے خون سے بڑھ جائے گی۔

اسے شیرازیؒ نے روایت کیا ہے۔ (کنز العمال جلد ۵، ص ۲۰۲ شمار ۲۱۰۸)

ف: (اور ٹائپ رائٹر سیاہی میں ہی شمار ہے)

اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ ٥ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥

(سورۃ العلق: ۳ تا ۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی! انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

کیا کسی نے کبھی اس عظیم نکتہ پہ غور بھی فرمایا ..... کہ اللہ رب العالمین نے سب سے پہلی وحی کا پہلا لفظ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دے کر اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں غارِ حرا میں بھیجا ..... "اِقرا" ہے یعنی "پڑھ"۔

معلوم ہوا تمام تعلیمات کے حصول کا واحد انحصار پڑھنے ہی پہ موقوف ہے۔ جس نے بھی جو حاصل کیا، پڑھ کر ہی کیا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معلمِ انسانیت

انسان کو مہد سے لے کر لحد تک جن مراحل و معاملات سے واسطہ پڑتا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے لیے نہ صرف صحیح واضح اور مکمل تعلیم فرمائی بلکہ عملی نمونہ پیش کر کے خُلقِ عظیم کی مثال بھی قائم کر دی اور خالقِ کائنات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو اسوۂ حسنہ کی سند عطا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ زور حصولِ علم پر دیا۔ علم حاصل کرنا ہر مومن مرد اور مومن عورت کے لیے لازمی قرار دیا اور تاکید فرمائی کہ حصولِ علم کے لیے

چاہے چین جیسے دور افتادہ ملک تک جانا پڑے تو بھی گریز نہ کرو کیونکہ اہلِ علم کو دوسروں پر اتنا شرف ہے جتنا کہ حضور اقدس ﷺ کو ایک معمولی انسان پر۔

اور انسانوں میں بہترین انسان وہ ہیں جو علم حاصل کرتے ہیں یا علم سکھاتے ہیں۔ علم ہی شرفِ انسانیت کا باعث ہے اور آج کی تمام ترقی اور روشنی علم ہی کی مرہونِ منت ہے۔

حصولِ علم کی تاکید کے بعد آپ ﷺ نے اپنے علم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ عالمِ باعمل کو عابد پہ فوقیت دی اور بے عمل کو "ھاویہ" کی وعید فرمائی کیونکہ علم کو عمل میں لاکر ہی انسان انسان بن سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے والدین سے سلوک، ہمسایوں سے تعلقات اور دوسروں سے میل جول کے طریقے سکھا کر مثالی معاشرہ قائم کرنے کا راستہ دکھا دیا۔ اسی طرح مظلوم ترین طبقہ عورت کو اس کا صحیح مقام دلایا۔

جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، چوری، ڈاکہ، زنا، شراب، جوا، سود اور قتل کی ممانعت فرما کر معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی کر دی۔ سچ، خلوص، اخوت اور حسنِ سلوک کا سبق دے کر بہترین معاشرہ کی داغ بیل ڈال دی۔

ظاہر کی صفائی کے لیے مسواک، کپڑوں کی پاکیزگی، طہارت، وضو اور غسل کے طریقے سکھائے، صحت مند جسم کے لیے ان پر عمل کرنا ہی کافی ہے۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ اور بے سہارا بیوگان کی گزر اوقات کے لیے اغنیا پر زکوٰۃ فرض کر دی۔ خیرات و صدقات پر زور دیا۔ فطرانہ اور قربانی بھی اسی مقصد کے لیے سکھلائیں۔

سرورِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات مکمل ضابطۂ حیات ہیں مگر ہم اپنے محسنِ اعظم

و معلمِ اعظم کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں یہی ہماری بے وقعتی کا سبب اور بے سر و سامانی کا باعث ہے۔ کیا ہماری بیداری کا وقت ابھی نہیں آیا؟

در در کی ٹھوکروں سے بچنے اور ذلت و رسوائی کے گرداب سے باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنائیں اور کسی حال میں بھی ان سے رُوگردانی نہ کریں۔ وماعلینا الا البلاغ۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی حقیقتاً اللہ ہی کے فرمودات ہوتے ہیں۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ احکام لے جائے اور ان پر عمل کرے یا اس شخص کو سکھائے جو اس پر عمل کرے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں یعنی فرمایا:

۱۔ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اگر تُو ان سے بچے گا تو تیرا شمار بہترین عبادت گزار لوگوں میں ہو گا۔

۲۔ جو چیز اللہ نے تیری قسمت میں لکھ دی ہے اس پر راضی اور شاکر رہ۔ اگر تو ایسا کرے گا تو دنیا کے غنی ترین لوگوں میں تیرا شمار ہو گا۔

۳۔ اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کر۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مومن کامل ہو گا۔

۴۔ جو چیز تو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کے لیے بھی کر۔ اگر ایسا ہو گا تو تو کامل مسلمان ہو گا۔

۵۔ اور زیادہ نہ ہنس اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (احمدؒ۔ ترمذیؒ)

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے میری امت میں سے بہت سے لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جاکر ان کی دنیا (دولت) میں سے اپنا حصہ حاصل کریں گے اور اپنے دین کو ان سے علیحدہ رکھیں گے لیکن ایسا نہیں ہوتا جس طرح خاردار درخت سے کچھ حاصل نہیں مگر کانٹا اسی طرح امراء کی صحبت سے حاصل نہیں ہوتا مگر گناہ۔

(ابن ماجہؒ / مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۰۲، شمار ۲۴۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے۔ لعنت کی گئی ہے درہم و دینار کے بندہ پر۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہلاک ہو اور ہم و دینار اور فرغل کا بندہ۔ اس کو یہ چیزیں دی جائیں تو وہ خوش اور راضی رہے اور نہ دی جائیں تو ناخوش ہو۔ ہلاک ہو یہ بندہ اور سرنگوں و ذلیل ہو اور جب اس کے پاؤں میں کانٹا لگ جائے تو اس کو نہ نکالے اور خوشخبری ہے اس بندہ کو جو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہو۔ اس کے سر کے بال پریشان ہیں اور قدم گرد آلود ہیں۔ اگر اس کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے، پوری نگہبانی کرتا ہے اور لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچھے رہتا ہے، وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی اور (اگر) کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاریؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :
غنا (دولتمندی) اسباب و سامان کی کثرت پر نہیں ہے بلکہ (حقیقی) غنا دل کی دولتمندی (سے) ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ "میرا مال میرا مال" کہتا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے جو کچھ اس کا ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں ایک تو وہ جو کھائی اور ختم کر دی دوسرے وہ جو پہنی اور پھاڑ ڈالی تیسرے وہ جو اللہ کی راہ میں دی اور آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی۔ ان تینوں کے سوا جو کچھ ہے اس سب کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ جانے والا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا اس شخص نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام کو قبول کر لیا اور اسے بقدر ضرورت و کفالت رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی گئی ہے، قناعت بخشی۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (دعا کی) اے اللہ! تو محمد (ﷺ) کی آل کو صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی جان کو بچائے اور بدن کی قوت کو قائم رکھے اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ اتنا رزق عطا فرما جو اس کی زندگی باقی رکھنے کے لیے کافی ہو۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدم کے بیٹے! تو میری عبادت کے لیے اپنے دل کو اچھی طرح مطمئن اور فارغ کر لے میں تیرے دل میں غنا (بے پروائی) بھر دوں گا اور فقر و احتیاج کے سوراخوں کو بند کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو (دنیا کے) مشاغل سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و افلاس کے سوراخوں کو بھی بند نہ کروں گا۔ (ابن ماجہؒ/احمدؒ)

○ حضرت عمرو بن میمون اودیؒ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت شمار کرو۔

۱۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو

۲۔ بیماری سے پہلے صحت کو

۳۔ تنگدستی سے پہلے خوشحالی کو

۴۔ مشاغل سے پہلے مصروفیت کو

۵۔ موت سے پہلے زندگی کو (ترمذیؒ)

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا اللہ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (احمدؒ۔ترمذیؒ۔ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ضَیعت (جاگیر، دنیاوی سامان یعنی صنعت تجارت باغ زراعت وغیرہ) کو اپنے لیے (ایسا) ضروری و لازم نہ جانو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جائے۔ (ترمذیؒ۔بیہقیؒ)

○ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے۔ پس تم اس چیز کو اختیار کرلو جو باقی رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔ (احمدؒ۔بیہقیؒ)

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ میں جب اس کو کروں تو اللہ اور اللہ کے بندے مجھ سے محبت کریں۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا دنیا کی طرف رغبت نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کر جو لوگوں کے پاس ہے، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

(ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ بوریے پر سوئے۔ سو کر اٹھے تو آپ (ﷺ) کے جسم مبارک پر بوریے کے نشان تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ہمیں حکم دے دیتے تو ہم آپ کے لیے فرش بچھا دیتے اور کپڑے بنا دیتے۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھالے اور پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ دے۔ (احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنادے۔ میں نے عرض کیا نہیں اے میرے پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں۔ جب میں بھوکا رہوں تیری بارگاہ میں عاجزی وزاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیری حمد و ثنا اور تیرا شکر کروں۔ (احمدؒ۔ ترمذیؒ)

حضرت عبید اللہ بن محصنؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص

اس حال میں صبح کرے کہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، بدن تندرست ہو، ایک دن کے کھانے کا سامان اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لیے دنیا کی نعمتیں جمع کر دی گئی ہیں اور ساری دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت مقدام بن مَعدِ یکربؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہیں بھرا (جب کہ پیٹ کو خوب بھرا جائے اور اس سے دینی و دنیاوی خرابیاں پیدا ہوں)۔

آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر پیٹ بھرنا ہی ضروری ہو تو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے۔ ایک حصے میں کھانا دوسرے حصے میں پانی اور تیسرا حصہ سانس (کی آمدورفت) کے لیے۔ (ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اِن چیزوں کے سوا آدم کے بیٹے کا کسی چیز پر کوئی حق نہیں ہے۔

۱۔ رہنے کے لیے گھر
۲۔ تن ڈھانکنے کو کپڑا
۳۔ خشک روٹی
۴۔ اور پانی (ترمذیؒ)

○ حضرت ابی ہاشم بن عتبہؓ کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کرتے ہوئے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تمام اموالِ دنیا میں سے تیرے لیے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں سوار ہونے کے لیے ایک سواری کافی ہے۔

(احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں قابل رشک وہ مومن ہے جو نہایت سبک ہو دنیا کے مال اور خیال سے اور خوش نصیب ہو نماز کے اعتبار سے یعنی اپنے پروردگار کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہو اور مخفی طریقہ پر طاعتِ الٰہی میں مشغول ہو۔ لوگوں میں گمنام ہو۔ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے۔ اس کی روزی صرف کفایت کے درجہ کی ہو، اسی پر وہ صابر اور قانع ہو۔ یہ کہہ کر آپ (ﷺ) نے ایک چٹکی بجائی اور پھر فرمایا جلدی کی گئی اس کی موت میں۔ کم ہیں اس کی رونے والی عورتیں۔ اور حقیر ہے میراث اس کی۔

(احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو ڈکار لیتے سنا تو فرمایا اپنی ڈکار کو کوتاہ کر اور مختصر کر اس لیے کہ قیامت کے دن بڑی بھوک رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔

(شرح السنہؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آدم کا بیٹا قیامت کے دن (اس طرح) لایا جائے گا گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔ پھر اس کو اللہ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی تھی، میں نے تجھ کو لونڈی غلام اور مال و دولت دیا تھا اور میں نے تجھ پر انعام کیا تھا (یعنی کتاب اور اپنے رسول تیری ہدایت کے لیے بھیجے تھے) تو نے کیا کام کیا؟

آدمی کہے گا: اے پروردگار! میں نے مال کو جمع کیا۔ اس کو تجارت وغیرہ سے بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں چھوڑ آیا جتنا کہ وہ پہلے تھا۔ مجھ کو دنیا میں

پھر بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں (یعنی دنیا میں جا کر اسے خیرات کر دوں) پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ جو مال کہ تو نے آگے بھیجا (یعنی آخرت کے لیے) اس کو دکھلا۔ وہ جواب میں کہے گا اے پروردگار! میں نے مال جمع کیا، بڑھایا اور اس سے زیادہ تعداد میں دنیا کے اندر چھوڑ آیا تھا جتنا کہ وہ تھا، تو مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں۔ آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہو گا جس نے آخرت میں کچھ ذخیرہ نہ کیا ہو گا اور اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب حضور اقدس ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو یہ نصیحت فرمائی اپنے آپ کو آرائش و استراحت سے بچا۔ اس لیے کہ اللہ کے بندے آرام و آسائش حاصل نہیں کرتے۔ (احمدؒ)

○ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو چیزیں ہیں جن کو آدم کا بیٹا برا سمجھتا ہے ایک تو موت کو حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ سے بہتر ہے۔ دوسرے مال کی کمی کو حالانکہ مال کی کمی حساب میں کمی کی موجب ہے۔ (احمدؒ)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور مال اس شخص کا ہے جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔ (احمدؒ۔ بیہقیؒ)

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنبش میں نہ آئیں گے جب تک اس سے پانچ باتیں دریافت نہ کر لی جائیں گی۔

اس سے پوچھا جائے گا کہ اپنی عمر کو اس نے کس کام میں صرف کیا اپنی جوانی کس کام میں ختم کی۔ مال کو کیونکر کمایا اور کیونکر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

جس بندے نے دنیا میں زُہد اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت پیدا کی اس کی زبان کو گویا کیا، دنیا کے عیوب اور دنیا کی بیماریاں اور ان بیماریوں کا علاج اس کو سکھایا اور پھر اس کو دنیا سے سلامتی کے ساتھ دار السلام کی طرف لے گیا۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خاص و مخصوص کر لیا، وہ فلاح پا گیا۔ اللہ نے اس کے دل کو (حسد و نفاق کی آمیزش سے) سالم رکھا، اس کی زبان کو سچا بنایا اور نفس کو مطمئن۔ اس کی خلقت اور طبیعت کو مستقیم اور سیدھا رکھا، اس کے کانوں کو (سچی باتوں کا) سننے والا بنایا، اسکی آنکھوں کو دیکھنے والا کیا، کان توقیف ہیں (کہ ان کے ذریعہ حق بات دل تک پہنچتی ہے) اور آنکھ اس چیز کو قائم رکھنے والی ہے جس کو دل محفوظ رکھتا ہے۔ البتہ اس شخص نے فلاح پائی جس کے دل کو حق بات کا محافظ بنایا گیا۔ (احمدؒ)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ اھلِ صفہؓ میں سے ایک آدمی نے وفات پائی اس نے ایک دینار چھوڑا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دینار ایک داغ ہے۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد اصحابِ صفہ میں سے ایک اور شخص نے وفات پائی اس نے دو دینار چھوڑے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دو دینار دو داغ ہیں۔ (احمدؒ۔ بیہقیؒ)

○ حضرت اُمِّ درداءؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداءؓ سے کہا تم کو کیا ہوا کہ تم مال و منصب کو حضور اقدس ﷺ سے طلب نہیں کرتے جیسا کہ مانگتا ہے فلاں اور فلاں ؟

حضرت ابو درداءؓ نے کہا میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ اس سے وہ لوگ نہیں گزر سکتے جو گراں بار ہیں اس لیے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی پر چڑھنے کے لیے ہلکا رہوں (اور دولت و منصب حاصل کر کے) گراں بار نہ ہوں) (بیہقیؒ)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس نے فرمایا کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال دنیادار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :

جو شخص سوال کی ذلت سے بچنے، اہل و عیال پر خرچ کرنے اور ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی نیت سے جائز طریقے پر (مال و دولت) حاصل کرے، قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہو گا اور جو شخص مال جمع کرنے، اظہار فخر و ریا کرنے کی نیت سے (خواہ) جائز طریقہ سے (ہی) دنیا کو حاصل کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملاقی ہو گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہو گا (کیونکہ اس کی نیت درست نہ تھی) (بیہقیؒ)

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ خیر یعنی

مالِ کثیر (گویا) خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں، پس اس شخص کو خوشخبری ہو جس کو اللہ تعالی نے خیر کو کھولنے اور شر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے اور اس بندہ کو ہلاکت ہو جس کو اللہ نے شر کو کھولنے اور خیر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔

(ابن ماجہؒ)

○ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے (خطبہ میں) سنا ہے کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ (یعنی سرچشمہ) حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے پیچھے ڈالو عورتوں کو جیسا کہ اللہ نے ان کو پیچھے ڈالا ہے (یعنی ان کا ذکر قرآن کریم میں مُردوں کے بعد آتا ہے)

(رزین)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھ کو اپنی امت پر بڑا خوف ہے۔ ایک تو خواہشِ نفس، دوسرے درازئ عمر کی آرزو۔ نفس کی خواہش حق بات کرنے سے روکتی ہے اور درازئ عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کُوچ کرنے والی، جانے والی ہے اور آخرت آگے بڑھنے والی اور آنے والی ہے اور ان میں سے (یعنی دنیا و آخرت میں سے) ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا کرو۔

آج تم دار العمل (عمل کے گھر) میں ہو اور دنیا میں عمل کا حساب نہیں (لیا جاتا) لیکن کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہیں ہے۔

(بیہقیؒ)

○ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ دنیا کُوچ کرتے ہوئے پشت ادھر کیے ہوئے چلی جارہی ہے اور آخرت منہ ادھر کیے ہوئے چلی آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ تم آخرت کے بیٹے ہو اور دنیا کے بیٹوں میں سے نہ ہو۔ آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے، عمل کا نہیں۔

(بخاریؒ)

○ حضرت شدادؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے لوگو دنیا ایک غیر قائم متاع ہے جس میں سے نیک اور بد دونوں کھاتے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قادر بادشاہ حکم و فیصلہ کرے گا (وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں) حق کو ثابت رکھے گا اور باطل کو مٹادے گا۔ تم آخرت کے بیٹے ہو اور دنیا کے بیٹے نہ ہو اس لیے کہ ہر ماں کا بیٹا اس کا تابع ہوتا ہے۔ (ابو نعیمؒ)

○ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے اور مخلوقات کو سناتے ہیں۔ ان کے پکارنے کی آواز کو ساری مخلوق سنتی ہے مگر جنّ اور انسان نہیں سنتے۔ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ لوگو! اپنے پروردگار کے حکم کی طرف رجوع کرو اور اس بات کو جان لو کہ جو مال کم ہو اور کافی ہو وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو ولعب میں ڈالے۔ (ابو نعیمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اور اس حدیث کو حضور اقدس ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (اس نے) آخرت کے لیے کیا بھیجا؟ اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ (اس نے) کیا چھوڑا۔

(بیہقیؒ)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کون شخص بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر معصوم دل کا اور سچا زبان کا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا زبان کے سچے کو تو ہم جانتے ہیں، معصوم دل سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا معصوم دل وہ ہے جو پاک ہو، پرہیز گار ہو، کوئی گناہ اس میں نہ ہو، نہ ظلم کیا ہو، نہ حد سے گزرا ہو اور اس میں حسد نہ ہو۔ (ابن ماجہؒ۔ بیہقیؒ)

○ حضرت مالکؒ کہتے ہیں مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت لقمان حکیمؒ سے یہ پوچھا گیا کہ جس مرتبہ پر ہم تم کو دیکھ رہے ہیں، کس چیز نے تم کو اس پر پہنچایا؟ حضرت لقمانؒ نے کہا زبان کی سچائی نے اور امانت نے اور فضول و بے فائدہ چیزوں کے ترک کر دینے نے۔ (موطاؒ)

○ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی مجھ کو نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو اس کی سی نماز پڑھ جو اللہ کے سوا سب کو چھوڑ دینے والا ہے۔ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکال جس پر کل کو (قیامت میں) تجھے عذر خواہی کرنی پڑے اور جو چیز لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اس سے ناامید ہو جانے کا پختہ ارادہ کر لے۔ (احمدؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو خلادؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کسی بندہ کو دنیا میں زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت) اور کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس سے قربت حاصل کرو اس لیے کہ اس کو حکمت سکھائی گئی اور دی گئی ہے۔ (بیہقیؒ)

O حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگ (ایسے) ہیں جو بے حد پریشان، غبار آلود ہیں اور جن کو دروازے سے دھکے دے کر نکالا جاتا ہے اگر وہ اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم کو سچا اور پورا کر دے۔ (مسلمؒ)

O حضرت مصعب بن سعدؓ کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اپنی نسبت یہ گمان کیا کہ ان کو اپنے سے کمتر پر فضیلت حاصل ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ان کے گمان کو توڑنے کے لیے فرمایا تم کو (دشمنان اسلام کے مقابلہ میں) مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے انہیں کمزوروں اور فقیروں کی دعا کی برکت سے۔ (بخاریؒ)

O حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا (یعنی شب معراج میں یا خواب میں) جو لوگ جنت میں داخل ہوئے میں نے ان میں زیادہ تعداد غریبوں کی دیکھی اور دولت مندوں کو دیکھا کہ ان کو میدان قیامت میں روک لیا گیا ہے لیکن دوزخیوں (یعنی کافروں) کو دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ پھر میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور دیکھا تو دوزخ میں جانے والوں کی زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

O حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اس سے زیادہ مالدار اور شکیل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس شخص پر بھی نظر ڈالے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

اور مسلمؒ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اس شخص کو دیکھو جو کمتر درجہ کا ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو مرتبہ

میں تم سے زیادہ ہے اور ایسا کرنا تمہارے لیے ضروری ہے تاکہ تم اس نعمت کو جو اللہ نے تمہیں دی ہے، حقیر نہ جانو۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے :

فقراء جنت میں دولت مندوں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے جو قیامت کا آدھا دن ہے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ ہم مسجد (نبوی ﷺ) میں بیٹھے ہوئے تھے اور فقرا مہاجرین کا حلقہ جما ہوا تھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے اور فقراء مہاجرین کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔

میں اٹھا اور فقراء مہاجرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا فقراء مہاجرین کو وہ بشارت پہنچا دینی چاہیے جو ان کے چہروں کو شگفتہ کر دے (یعنی وہ خوش ہو جائیں اور بشارت یہ ہے کہ) وہ جنت میں دولت مندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔ راویؒ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا (یہ سن کر) فقراء مہاجرین کے چہروں کا رنگ روشن ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ فقراء مہاجرین کو خوش پا کر میں نے یہ آرزو کی کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔ (دارمیؒ)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے کہا (دعا کی) اے اللہ! مجھ کو مسکین بنا کر رکھ، مسکین مار اور مجھے مسکینوں کے زُمرہ میں اٹھانا۔

حضرت عائشہؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ مسکین جنت میں دولت مندوں سے چالیس

برس پہلے داخل ہوں گے۔

عائشہؓ! کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ جانے دو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا (ہی) ہو۔ عائشہؓ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب کر۔ اللہ تعالی قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھے گا۔ (ترمذیؒ۔ بیہقیؒ)

○ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں تم لوگ مساکین کو محبوب رکھا کرو کیونکہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو اپنی دعا میں یہ پڑھتے سنا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ٥

اے اللہ! زندہ رکھنا مجھے مسکینوں میں اور مارنا مجھے مسکینوں میں اور اٹھانا مجھے مسکینوں کے گروہ میں!

(سنن ابن ماجہ / کتاب العمل بالسنۃ ج ۴، ص ۵۲)

جو کچھ بھی نہیں رکھتا مسکین ہے اور یہ درجہ اللہ نے مسکین ہی کو عنایت کیا ہوا ہوتا ہے۔

○ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم میری رضامندی کو اپنے ضعیفوں (فقیروں) میں تلاش کرو اس لیے کہ تمہیں انہی ضعیفوں (فقیروں) ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

(ابو درداء)

○ حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ اسیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فقرا و مہاجرین کے ذریعہ اللہ سے (کفار پر) فتح حاصل ہونے کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

(شرح السنہ)

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے دیے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص بھوکا ہو یا محتاج اور لوگوں سے اپنی حالت کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا یہ حق ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے لیے حلال طریقہ پر ایک سال کی روزی کا انتظام کر دے۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس بندہ (مومن) کو دوست رکھتا ہے جو فقیر، پارسا اور عیالدار ہو۔

(ابن ماجہؒ)

○ حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک روز پانی مانگا آپ کے پاس پانی لایا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا انہوں نے کہا یہ پاک ہے (اور لذیذ و خوشگوار) لیکن میں اللہ تعالی سے یہ سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر عیب لگایا تھا خواہشاتِ نفس کے اتباع کا اور فرمایا تم نے اپنی لذتوں اور نعمتوں کا پورا پورا فائدہ اپنی دنیاوی زندگی میں پالیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا ثواب جلد دیا گیا (دنیا ہی میں، پس) انہوں نے اس پانی کو نہیں پیا۔ (رزین)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بوڑھے کا دل ہمیشہ دو باتوں میں جوان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت میں اور آرزو کی درازی میں۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ میں اور میری ماں مٹی سے کچھ مرمت یا درستی کر رہے تھے

آپ نے پوچھا عبداللہ یہ کیا ہے ؟ (یعنی یہ کیا کر رہے ہو ؟)

میں نے عرض کیا میں اس چیز کو درست کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا موت اِس سے بھی جلد آنے والی ہے۔ (یعنی اس گھر کے گر پڑنے سے جلد آنے والی ہے) (ترمذیؒ)

○ حضرت سعدؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گوشہ نشین بندہ کو پسند کرتا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابی بکرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ! کون سا آدمی بہتر ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔
پھر پوچھا اور کون سا آدمی برا ہے ؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ اور عمل برے ہوں۔
(احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ دارمیؒ)

○ حضرت ابو کبشہ انماریؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے میں ایک بات کا بیان کرتا ہوں تم اس کو محفوظ رکھو۔

وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کا مال صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا اور جس بندہ پر ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جس بات کا میں نے ذکر کیا تھا اب میں اس کو بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو، دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے۔

ایک تو اس بندہ کے لیے جس کو اللہ نے مال و علم عطا فرمایا پس وہ مال کو خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا) رشتہ داروں سے (اچھا) سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرتا ہے اس شخص کا بڑا درجہ ہے۔

دوسرے اس بندہ کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ (علم کے سبب) سچی نعمت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا۔ اس کو بھی پہلے بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا۔ وہ بندہ اپنے مال کو علم نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح خرچ کرتا ہے۔ نہ تو خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور نہ اللہ کا حق اپنے مال میں سے نکالتا ہے اور نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے۔

اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا۔ وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کرتا (یعنی) برے کاموں میں۔ یہ بندہ اپنی نیت کے سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ تیسرے شخص کے گناہ کی مانند ہے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔ پوچھا گیا اللہ بھلائی کے کام کیونکر کراتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا موت سے پہلے اس کو

اعمالِ نیک کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :

کسی فاسق و فاجر کی نعمت و دولت پر رشک نہ کر اس لیے کہ تو نہیں جانتا مرنے کے بعد اس سے کیا سلوک ہونے والا ہے۔ فاجر کے لیے اللہ کے ہاں ایک ایسا قاتل ہے جو اسے مرنے نہیں دیتا یعنی دوزخ کی آگ۔ (شرح السنہ)

○ حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا عاقل اور محتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور اپنے قابو میں رکھے اور عمل کرے مابعد موت کے لیے۔ اور عاجز و درماندہ وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور (پھر) اللہ سے بخشش کا آرزو مند ہو۔ (ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت محمد بن ابو عمیرؓ (جو صحابی ہیں) کہتے ہیں اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ کی طاعت و عبادت میں سر نگوں رہے تو وہ البتہ اپنی اس عبادت و طاعت کو قیامت کے دن حقیر خیال کرے گا اور یہ آرزو کرے گا کہ اس کو پھر دنیا میں واپس کر دیا جائے تاکہ اس کا اجر و ثواب زیادہ ہو جائے۔ (احمدؒ)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میری امت میں ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہوں گے اور نہ شگون بد لیتے ہوں گے اور صرف اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہوں گے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا :

مومن قوی (یعنی ایمان واعتقاد میں مضبوط) بہتر اور اللہ کے نزدیک

محبوب ہے مومن ضعیف سے اور ہر مومن میں (قوی یا ضعیف) نیکی ہے۔ جو چیز تجھ کو نفع پہنچائے اس پر حرص اور اللہ کی مدد و توفیق طلب کر اور طلب استعانت سے عاجز نہ ہو اور جب تجھ کو کوئی (مصیبت) پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں اس طرح کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ اس طرح کہہ کہ اللہ نے یہی مقدر کیا تھا اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اس لیے کہ اگر کا لفظ شیطان کے دخل کا در کھولتا ہے اور دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر توکل کر لو ایسا توکل جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) جاتے ہیں۔ (ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت زید بن حسینؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ دنیا میں زہد کس چیز کا نام ہے؟

جواب میں امام مالکؒ نے کہا

"حلال پیشہ اختیار کرنا اور امیدوں کی کمی" (بیہقیؒ)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

زہد (ترکِ دنیا) حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں بلکہ زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ کے ہاتھوں میں ہے اور ترک دنیا یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تو اس مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور یہ خواہش رکھ کر یہ مصیبت باقی رہے اور ختم نہ ہو۔ (تاکہ اس کا ثواب حاصل ہو) (ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہوئی ہے کہ اگر اس پر لوگ عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے)

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

یعنی جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (احمدؒ۔ ابن ماجہؒ۔ دارمیؒ)

○ حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انسان کے دل کے لیے ہر جنگل کی ایک شاخ ہے (یعنی اس کو ہر طرح کی فکریں ہیں) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکروں میں مشغول و منہمک رہا) اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا خواہ وہ کسی جنگل میں اس کو ہلاک کر دے اور جس نے اللہ پر توکل کیا اور اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

رزق بندہ کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے۔ (ابو نعیمؒ)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اگر تم فاضل (ضرورت سے زیادہ بچی ہوئی) چیز دوسروں کو دے دیا کرو تو یہ تمہارے لیے اچھا ہے اور اگر اس کو روک رکھو تو تمہارے لیے برا ہے اور جتنی روزی

تمہارے لیے ضروری ہو، اتنے پر تم کو برا نہیں کہا جاتا اور (صدقہ و خیرات) دینا پہلے اہل و عیال سے شروع کرو اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے (یعنی دینے والا ہاتھ مانگنے اور لینے والے سے اچھا ہوتا ہے) (ترمذیؒ)

○ حضرت عبید اللہ بن محصنؓ (صحابی) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے صبح یوں کی کہ دل بے خوف ہے، تندرست ہے اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو گویا اس کے لیے دنیا جمع کر دی گئی۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعے دنیاداروں کو دھوکا دیں گے (یعنی اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لیے دُنبوں کے چمڑے کے کپڑے پہنیں گے (یعنی ان کے کپڑے موٹے ہوں گے جیسے کمبل وغیرہ) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں اور نرم ہوں گی (یعنی ان کی باتیں خوشگوار، لذیذ اور نرم ہوں گی) لیکن انکے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے (یعنی سخت اور بے رحم) اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکا دیتے ہیں یا میرے ڈھیل دینے کے سبب سے مغرور ہو گئے ہیں۔ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان پر انہی میں سے بلا و فتنہ مسلط کروں گا (یعنی ان پر ایسے امرا و حکام یا اشخاص کو مقرر کروں گا جو ان کو مصائب و آفات میں مبتلا کر دیں گے) ایسی بلا و فتنہ کہ عقلمند و دانا اشخاص بھی اس (کے رفع کرنے) سے عاجز و حیران رہیں گے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے کہ میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہیں اور جس کے دل ایلوے (یعنی کالا مصبر) سے زیاد تلخ ہیں۔ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر فتنہ (و مصیبت و بلا) نازل کروں گا ایسا فتنہ کہ عقل مند و دانا شخص اس پر حیران ہو گا۔

کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر جرأت و دلیری کرتے ہیں؟

(ترمذیؒ)

○ حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں چند قومیں ایسی ہوں گی جو ظاہر میں دوست ہوں گی لیکن باطن میں دشمن۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیونکر ہو گا؟

فرمایا یہ اس طرح ہو گا کہ ان میں سے بعض بعض سے غرض و لالچ رکھیں گے اور بعض بعض سے خوفزدہ ہوں گے۔ (احمدؒ)

○ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں اس امت پر (یعنی اپنی امت پر) ہر منافق کے شر سے ڈرتا ہوں جو علم و حکمت کی تو باتیں کرتا ہے اور ظلم کے کام کرتا ہے۔ (بیہقیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے اس لیے سوال کرے کہ ان سے مال لے کر اپنا مال بڑھائے وہ گویا آگ کا انگارا مانگتا ہے اب اس کو اختیار ہے وہ زیادہ مانگے یا کم۔ (مسلمؒ)

○ حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کوئی شخص ایک رسی لے کر (جنگل سے) لکڑیوں کا گٹھا اپنی پشت

پر اٹھا کر لائے اور اسے فروخت کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمادے، یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے (بھیک مانگے) پھر وہ چاہیں تو اسے کچھ دیں ورنہ دھتکار دیں۔ (بخاریؒ)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ (اس حال میں) آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی ایک بوٹی نہ ہوگی۔ (بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں سے کہا اے لوگو! جان لو کہ لالچ محتاجی ہے اور لوگوں سے بے پروائی غنا ہے اور انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ (رزین)

○ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ اس امر کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں گا۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس کا عہد کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبانؓ کسی سے سوال نہ کرتے تھے۔

(ابوداؤدؒ۔ نسائیؒ)

○ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی ایسا دن کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے (یعنی جو مصرف خیر میں یا مناسب موقع پر خرچ کرتا ہے اس کو اس سے زیادہ دے) اور دوسرا کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر دے۔ (بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
خرچ کر اور شمار نہ کر (اس لیے کہ) اگر تو شمار کر کے دے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی تیرے لیے شمار کرے گا۔ اور نہ روک تو (فقیر سے) مال کو (جو تیری حاجت سے زیادہ ہو) ورنہ اللہ بھی تجھ سے مال کو روکے گا اور دے جتنا تجھ سے دیا جا سکے۔
(بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا (یعنی تجھ کو دوں گا)
(بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے ابنِ آدم! اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور مال کو روکنا تیرے لیے برا ہے اور نہیں ملامت کیا جائے گا تو بقدرِ ضرورت مال اپنے قبضہ میں رکھنے پر اور تو سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کرنے کے ساتھ شروع کر۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کا حال ان دو شخصوں کی مانند ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور ان زرہوں کی تنگی کے سبب ان کے دونوں ہاتھ سینہ اور گردن میں چمٹا دیے گئے ہوں پس جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے حلقے اور تنگ ہو جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ سخی جب خیرات کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ خوب دیتا ہے اور جب بخیل کسی کو کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کے حلقے اور تنگ

ہو جاتے ہیں یعنی اس کا سینہ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ (بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہو گی اور بخل (کنجوسی) سے بچو اس لیے کہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے۔ بخل نے ان کو اس پر آمادہ کر دیا تھا کہ وہ خون ریزی کریں اور حرام کو حلال جانیں۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنا تیرا اس حال میں کہ تو تندرست ہو، مال جمع کرنے کی خواہش و حرص رکھتا ہو، افلاس سے ڈرتا ہو اور دولت کی امید رکھتا ہو اور تو صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں سستی و غفلت نہ کر یہاں تک کہ جب تیری جان حلق میں پہنچ جائے یعنی دم نکلنے کے قریب ہو تب تو یہ کہے کہ اتنا مال فلاں شخص کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے حالانکہ تو جانتا ہو کہ مال فلاں ہی کو ملے گا۔ (بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے مجھ کو دیکھ کر فرمایا قسم ہے پروردگارِ کعبہ کی، وہ بڑے خسارے میں ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا مال کو زیادہ جمع کرنے والے، مگر وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے ادھر ادھر اور اس طرف یعنی آگے پیچھے اور دائیں بائیں خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں۔ (بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی قریب ہے

اللہ کی رحمت سے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں سے (یعنی اس کو سب پسند کرتے ہیں) اور دور ہے دوزخ سے۔ اور بخیل دور ہے اللہ کی رحمت سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے اور قریب ہے آگ سے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک بہتر ہے بخیل عابد سے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا اپنی تندرستی کے دنوں میں ایک درہم خرچ (خیرات) کرنا مرنے کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤدؒ)

○ حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل و بد خلقی۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو بکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں مکار اور بخیل داخل نہ ہوگا اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتائے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انسان کی عادتوں میں سے دو بہت بری عادتیں ہیں ایک تو انتہا درجے کا بخل اور ایک انتہائی بزدلی۔ (ابوداؤدؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں۔ پس جو شخص سخی ہوگا وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑ لے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کر لے گی۔

اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں پس جو شخص بخیل ہوگا وہ اس درخت کی

ایک ٹہنی پکڑ لے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل نہ کر لے گی۔ (بیہقیؒ فی شعب الایمان)

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو کسی نیکی کو حقیر نہ جان اگرچہ (وہ نیکی یہی ہو کہ) تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ (مسلمؒ)

حسنِ انتخاب

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھ دیا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ (الادب المفرد از امام بخاریؒ ص ۱۴۶)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جتنا یہودی تم پر السلام علیکم اور آمین پر حسد کرتے ہیں اتنا اور کسی چیز پر نہیں کرتے۔ (الادب المفرد ص ۱۴۶)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہو سکو گے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم ایمان نہیں لا سکتے (یعنی صاحبِ ایمان نہیں کہلا سکتے) جب تک کہ تم آپس میں پیار نہ کرو اور کیا میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں کہ اگر تم وہ کام کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ اور وہ یہ ہے کہ تم (آپس میں) سلام کو زیادہ پھیلاؤ۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۶۲)

☆

سلام ..... آدمیت کا احترام۔

○ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! بہترین اسلام کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلائے اور لوگوں کو سلام کہے جنہیں تو پہچانتا ہو اور اسے بھی جسے تو پہچانتا نہ ہو۔ (یعنی ہر واقف و ناواقف کو سلام کہے)

(الادب المفرد ص ۱۴۹)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا (اس بناء پر کہ) وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو کنویں کے قریب کھڑا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے ہانپ رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے مر جائے، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اپنی اوڑھنی کے ساتھ اسے باندھا اور پھر اس (کتے) کے لیے پانی نکالا سو اس وجہ سے اس (بدکار عورت) کو بخش دیا گیا۔

عرض کیا گیا:

کیا ہمیں چوپایوں (اور مویشیوں پر احسان کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے؟

فرمایا:

ہر تر جگر کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں اجر ہے۔

(بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا اور جو

مسلمان کسی پیاسے شخص کو پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اسے مُہر لگی ہوئی شراب (یعنی شرابِ طہور) میں سے پلائے گا۔

(ابو داؤدؒ۔ ترمذیؒ)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک بکری ذبح کی (اور اللہ کی راہ میں تقسیم شروع کی، کچھ دیر کے بعد) نبی اکرم ﷺ (گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ) نے پوچھا اس میں سے کس قدر باقی ہے؟

حضرت عائشہؓ نے کہا اس کا صرف ایک شانہ باقی رہ گیا ہے۔ فرمایا: (نہیں بلکہ) کندھے کے سوا باقی سب بچ گئی ہے۔ (یعنی ثواب کے لحاظ سے) (ترمذیؒ)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو پہننے کے لیے کپڑا دیتا ہے تو جب تک اس کا ایک ٹکڑا بھی اس پر رہتا ہے وہ شخص (پہنانے والا) اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

(احمدؒ۔ ترمذیؒ)

○ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں بعض مہینے ہم پر ایسے گزر جاتے تھے کہ ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے اور کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا مگر جب کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت لایا جاتا۔

(بخاریؒ۔ مسلمؒ۔ مشکوۃ شریف مترجم جلد دوم ص ۳۴۸، شمار ۴۰۰۸)

○ حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے ہمارے مال کی میراث نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔

(بخاریؒ و مسلمؒ۔ مشکوۃ شریف جلد دوم ص ۴۰۹، شمار ۵۶۹۴)

○ حضرت ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہمارے دکھانے کے

لیے ایک پیوند لگی ہوئی چادر، ایک موٹا تہبند نکالا اور فرمایا انہی دو کپڑوں میں آپ ﷺ کی روحِ مبارک قبض کی گئی۔ (یعنی آپ ﷺ کا وصال ہوا)

(بخاریؒ۔ مسلمؒ / مشکوۃ شریف مترجم جلد دوم ص ۲۷۳ شمار ۴۱۱۵)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ کوئی بکری چھوڑی اور نہ کوئی اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔ (مسلمؒ / مشکوۃ شریف مترجم جلد سوم ص ۲۲۷، شمار ۵۷۱۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اصحابِ صُفہؓ میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کو دیکھا۔ ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس بھی چادر نہ تھی۔ صرف ایک تہبند تھا یا ایک کملی جس کو انہوں نے اپنی گردنوں میں باندھ رکھا تھا۔ ان میں سے بعض تہبند آدھی پنڈلیوں تک تھے اور بعض ٹخنوں تک۔ (جس کا تہبند اونچا ہوتا وہ) اپنے تہبند کو (نماز میں) ہاتھ سے پکڑ لیتا تاکہ اس کا ستر نہ کھل جائے۔ (بخاریؒ)

انتخاب سُبل المرام

حضرت ابو ہریرہؓ کے سات سوالات اور حضور اقدس ﷺ کے جوابات۔

۱۔ ابتدا تبلیغ میں کون لوگ آپ کے ساتھ ہوئے؟

فرمایا آزاد اور غلام دونوں۔

۲۔ اسلام کیا ہے؟

فرمایا خوش کلامی اور کھانا کھلانا۔

۳۔ ایمان کیا چیز ہے ؟

فرمایا صبر اور فیاضی

۴۔ سب سے اچھی اسلامی صفت کیا ہے ؟

فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے سب مسلمان محفوظ رہیں۔

۵۔ سب سے افضل ایمان کیا ہے ؟

فرمایا اچھے اخلاق

۶۔ سب سے بہتر نماز کون سی ہے ؟

فرمایا جس میں قیام زیادہ ہو۔

۷۔ سب سے افضل ہجرت کیا ہے ؟

فرمایا جو خدا کو ناپسند ہوا سے چھوڑ دیا جائے۔

(عمرو بن عبسہؓ / للکبیر واحمد بلفظہ)

○ ابتدائے اسلام کا آغاز بیکسی سے ہوا اور بیکسی ہی میں اس کا اعادہ ہو گا۔ مبارک ہیں وہ بے کس جن کو یہ موقع ملے۔ (ابو ہریرہؓ / مسلم)

○ ایمان کی کچھ اوپر ستّر شاخیں ہیں ان سب میں چوٹی کی چیز لا اله الا الله (توحید) کا قائل ہونا ہے اور معمولی درجے کی چیز راستے سے ایذا رساں اشیاء کا ہٹا دینا ہے۔ حیا بھی ایمان ہی کی شاخ ہے۔ (ابو ہریرہؓ / متفق علیہ)

○ یہ تین امور بھی ایمان میں داخل ہیں :

۱۔ اپنی تنگ دستی میں دوسروں کی اعانت

۲۔ تمام عالم کے لیے سلامتی کی تڑپ

۳۔ اپنی ذات سے بھی انصاف کرنا

(عمار بن یاسرؓ / بزار)

○ جس کی محبت اور بغض، عطا اور ترکِ عطا سب کچھ اللہ کے لیے ہو اور اپنے ایمان کو مکمل کر لیتا ہے۔ (ابو امامہؓ / ابو داؤد)

○ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ بہترین اسلام کونسا ہے؟ فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلانا اور شناسا و غیر شناسا سب کو سلام کرنا۔

(ابن عمرو بن العاصؓ / بخاری و مسلم۔ نسائی)

○ حضور ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو ایک سریے میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ وہ دن جمعہ کا تھا ان کے ساتھی روانہ ہو گئے لیکن عبداللہؓ نے سوچا کہ میں ٹھہر کر حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر لوں پھر قافلے سے جا ملوں گا۔ جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو انہیں حضور ﷺ نے دیکھ کر پوچھا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہ روانہ ہوئے؟ عرض کیا میں نے سوچا کہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر کے پھر ان سے جا ملوں گا۔ فرمایا کہ ساری کائنات زمین بھی تم خرچ کر ڈالو تو ان کی روانگی کی فضیلت کو نہیں پا سکو گے۔ (ابن عباسؓ / ترمذی)

○ حضور اقدس ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو سواری کے جانوروں پر چڑھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا کہ اچھی حالت میں ان پر سوار ہو اور اچھی حالت میں انہیں چھوڑ بھی دیا کرو۔ ان کو اپنی گفتگو کے لیے راستوں اور بازاروں میں کرسیاں نہ بنا لیا کرو۔ بہتیری سواریاں ایسی ہیں جو اپنے سوار سے زیادہ بہتر اور زیادہ ذکرِ الٰہی کرنے والی ہوتی ہیں۔ (معاذ بن انسؓ / احمد)

o جس محلے والوں کی صبح اس حال میں ہو کہ اس رات اس میں کوئی بھوکا رہ گیا تو ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہو گیا۔

(ابو ہریرۃؓ/احمد۔ موصلی۔ بزار۔ اوسط)

o ایک شخص نے حضور ﷺ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے اس کا علاج یہ بتایا کہ یتیم کے سر پر رحمت کا ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

(ابو ہریرۃؓ/احمدؒ)

o بخدا وہ مومن نہیں

بخدا وہ مومن نہیں

بخدا وہ مومن نہیں

عرض کیا گیا کہ کون یا رسول اللہ ﷺ؟

فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

(ابو ہریرۃؓ/بخاری و مسلم)

o جس نے میری ایک سُنّت کو بھی جو میرے بعد ختم ہو چکی ہو زندہ کیا وہ میرا محب ہے اور جو میرا محبّ ہے وہ میرے ساتھ ہو گا۔ (علیؓ/رزین)

o لوگو! اعمال میں اپنی برداشت کا خیال رکھو ورنہ تم ہی اکتا جاؤ گے نہ کہ خداوند کریم۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس میں مداومت ہو اگرچہ وہ عمل مختصر ہو۔ (عائشہؓ/متفق علیہ)

o سہولت پیدا کرو دشواری پیدا نہ کرو

خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ (انسؓ/متفق علیہ)

○ دین سہل چیز ہے جو شخص اس میں سختی پیدا کرے گا اسی پر وہ ہی سختی مسلط رہے گی۔ (ابوہریرہؓ / متفق علیہ)

○ صالح سیرت عمدہ طریقہ اور میانہ روی
نبوت کے چالیس اجزا میں سے ایک خالص جزو ہے۔

(ابن عباسؓ / ابوداؤد)

○ میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ سمیر بن عبدالرحمان سابقہ امتوں کے واقعات سنا رہے تھے اور دوسری طرف حمید بن عبدالرحمان علم و فن کی تعریف میں مصروف تھے۔ اسی فکر میں کہ دونوں میں سے کس کے حلقے میں بیٹھوں، اونگھنے لگا۔
رویا میں ایک فرشتہ آیا اور بولا کہ تم یہ سوچ رہے ہو کہ دونوں میں سے کس کے پاس بیٹھوں اگر کہو تو تمہیں حمید کے حلقے میں جبرئیلؑ کو بیٹھا ہوا دکھا دوں۔

(ابن سیرینؒ / دارمی)

○ عہدِ نبوی ﷺ میں دو بھائی تھے
ایک حضور اقدس ﷺ کے پاس علم حاصل کرتا تھا۔ دوسرا دستکاری کر کے روٹی کماتا۔ دستکار نے اپنے بھائی کا شکوہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ فرمایا تمہیں اسی طالب علم کے صدقے میں روزی ملتی ہے۔ (انسؓ / ترمذی)

○ اللہ جل شانہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے۔ (ابن عباسؓ / بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

○ عبداللہ بن عمرؓ ہر جمعرات کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میری تمنا یہ ہے کہ آپ ہر روز یہ سلسلہ جاری رکھیں۔

آپؓ نے جواب دیا مجھے اِس سے جو چیز مانع ہے وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو اکتانا پسند نہیں کرتا۔ جس طرح حضور ﷺ ہم لوگوں کی اکتاہٹ کا لحاظ رکھتے ہوئے وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح میں بھی تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں۔

(شفیقؓ / بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

○ بخدا اگر تمہاری تبلیغ سے ایک شخص کو بھی ہدایت حاصل ہو جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (سہل بن سعدؓ / ابو داؤد)

جو شخص اس لیے علم پڑھتا ہے کہ علما کا مقابلہ اور جہلا سے مناظرہ کر کے عوام کو اپنی طرف مائل کرے اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔

(کعب بن مالکؓ / ترمذی)

○ بد ترین وہ لوگ ہیں جو شر انگیز مسائل پوچھ کر علماء کو مغالطے میں ڈالتے ہیں۔ (ابو ہریرہؓ / رزین)

○ جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو تخفیف سے کام لے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے سبھی ہوتے ہیں۔ (ابو ہریرہؓ / متفق علیہ)

○ رات کی نماز کو نہ چھوڑو اگرچہ بکری دوہنے کی مقدار کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

(جابرؓ / اوسط)

○ حضور اقدس ﷺ قبل از عشاء سونے سے اور بعد از عشا بیکار باتیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابو ہریرہؓ / بخاری مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

○ جو شخص بھی شام کو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستّر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ تیار ہو جاتا ہے اور جو صبح ایسا کرے اس کے لیے ستّر ہزار فرشتے شام تک دعائے مغفرت

کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اس کے لیے ایک باغ تیار ہو جاتا ہے۔

(علیؓ / ابو داؤد۔ ترمذی)

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ پوچھا یہ راحت دینے والا ہے یا راحت پانے والا؟ کسی نے اس بات کی وضاحت کے لیے عرض کیا۔ فرمایا: بندہ مومن مر کر دنیا کے جھنجھٹوں سے آرام پا لیتا ہے اور بندہ فاجر کے مرنے سے انسان، زمین، شجر اور دوسرے ذی روح کو آرام نصیب ہوتا ہے۔

(ابو قتادہؓ / بخاری۔ مسلم۔ موطا۔ نسائی)

○ کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ کو لیے ہوئے گزرے اور اس کی تعریفیں کیں۔ فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی کی۔

فرمایا اس کے لیے دوزخ لازم ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ تم آپس میں ہی ایک دوسرے کے گواہ عمل ہو۔

(ابو ہریرہؓ / ابو داؤد)

○ اگر کوئی مسلمان مر جائے اور اس کے قریب ترین پڑوسیوں میں سے تین گھرانے بھی اس کی کسی نیکی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے اپنے علم کے مطابق جس خیر کی گواہی دے رہے ہیں میں اسے قبول کرتا ہوں اور اس کی جو برائی میں جانتا ہوں اسے میں معاف کرتا ہوں۔ (ابو ہریرہؓ / احمد)

○ میں نے تمہیں پہلے زیارتِ قبور سے روک دیا تھا (کیونکہ تم حدیثُ الاسلام تھے یعنی نئے نئے اسلام لائے تھے) اور اب (جبکہ توحید پختہ ہو چکی ہے) زیارت کر سکتے ہو کیونکہ قبریں تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ (بریدہؓ / مسلم۔ اصحاب سنن)

○ بحر و بر میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ روک رکھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(عمرؓ / اوسط)

○ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں مر گئی اور اس کے ذمے منت کا روزہ تھا تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ لوں؟

فرمایا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اسے ادا کر دیتی تو یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا یا نہیں؟

عرض کیا ہاں ہو جاتا

فرمایا کہ پھر اپنی ماں کی طرف سے روزہ بھی رکھ لے۔

(ابن عباسؓ / للسنۃ الا مالکا)

○ ابنِ آدم کا حق سوائے ان تین چیزوں کے اور کسی شے سے وابستہ نہیں۔

وہ گھر جس میں وہ رہے

وہ کپڑا جس سے وہ ستر پوشی کا کام لے

اور خشک روٹی و پانی۔

(عثمانؓ / ترمذی)

○ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اگر اس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو؟

فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے کام لے (محنت و مشقت سے کمائے) اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

صحابہؓ نے عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے یا ایسا نہ کر سکے

(تو کیا کرے؟)

فرمایا کسی حاجت مند غمگین شخص کی مدد کرے۔

صحابہؓ نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟

فرمایا نیکی کی تلقین کرے۔

عرض کیا اگر وہ ایسا نہ کرے تو؟

فرمایا خود برائی سے باز رہے پس یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

(بخاریؒ۔ مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر جوڑ پر، ہر دن، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرے یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ کسی آدمی کے سوار ہونے یا اس کا سامان بار کرنے میں مدد کر دینا اس کا صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو وہ نماز کے لیے اٹھاتا ہے، صدقہ ہے۔ اگر وہ راستے سے ایذا دینے والی چیز کو دور کر دیتا ہے تو یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں) پس جو شخص اللہ اکبر کہے، اللہ کی حمد کرے، لا الہ الا اللہ کہے، سبحان اللہ کہے اور اللہ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستے سے پتھر یا ہڈی اور کانٹے (یعنی ایذا رساں چیزیں) ہٹائے یا کسی کو نیک بات بتائے اور بری بات سے روکے اور یہ سب باتیں تین سو ساٹھ تک ہو جائیں تو وہ شخص اس روز اس طرح

چلتا ہے گویا اس نے اپنے آپ کو آگ سے دور رکھا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی مویشی کھالیتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

اور مسلمؒ کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جو اس میں سے چرالیا جاتا ہے وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صدقہ مال کو کم نہیں کرتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور (قدرتِ انتقام کے باوجود) کسی کا قصور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس بندے کی (جس نے دوسرے کو معاف کیا) عزت بڑھاتا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رضا مندی کے لیے تواضع اختیار کرے مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ (مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے (مسلمان عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کو ہدیہ یا صدقہ بھیجنے میں حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کی کھُری ہی کیوں نہ ہو۔

(بخاریؒ۔ مسلمؒ)

حضرت ابوہریرہؓ اور حکیم بن حزامؓ (دونوں) سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو بے پروائی سے دیا جائے اور ان لوگوں سے صدقہ دینا شروع کر جن کا نان نفقہ تیرے ذمے ہے۔

(بخاریؒ۔ مسلمؒ۔ عن حکیم بن حزام)

○ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ کو نو (۹) باتوں کا حکم دیا ہے۔

۱۔ ظاہر وباطن میں اللہ سے ڈرنا
۲۔ سچی بات کہنا غصہ اور رضامندی کی حالت میں
۳۔ فقر اور غنا میں میانہ روی (یعنی تنگی و فراخی ہر حالت میں اعتدال سے کام لینا)
۴۔ میں اس سے قرابت داری کو قائم و برقرار رکھوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے
۵۔ میں اس شخص کو دوں جو مجھ کو محروم رکھے
۶۔ جو شخص مجھ پر ظلم کرے میں (باوجود قدرتِ انتقام کے) اس کو معاف کردوں۔
۷۔ میری خاموشی غور و فکر ہو۔
۸۔ میری گویائی ذکرِ الٰہی ہو۔
۹۔ میری نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اور میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ میں امر بالمعروف کروں۔

(رزین)

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (جانی دوست) نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں مساکین سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں اور یہ کہ میں اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھوں اور بالاتر لوگوں کو نہ دیکھوں اور یہ حکم دیا کہ میں قرابت داروں کی ناتے بندی کو قائم رکھوں اگرچہ خود رشتہ دار ہی قرابت کو منقطع کردیں اور یہ حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں اور یہ کہ میں سچی بات کہوں اگرچہ تلخ ہو اور یہ کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں اور یہ حکم دیا کہ میں اکثر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا رہوں۔ یہ تمام عادتیں اور باتیں اس خزانہ میں سے ہیں جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔ (احمدؒ)

○ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اہلِ بیت نے کبھی دو روز مسلسل جَو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ نے وفات پائی۔ (بخاریؒ و مسلمؒ)

○ حضرت سعید مقبریؒ، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ایک جماعت کے قریب سے گزرے جس کے سامنے بُھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کو لوگوں نے بلایا۔ انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا حضور اقدس ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جَو کی روٹی سے پیٹ نہ بھرا۔ (بخاریؒ)

○ حضرت جبیر بن نفیرؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مجھ کو وحی کے ذریعہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال کو جمع کروں یا تجارت کروں بلکہ یہ وحی کی گئی ہے کہ تو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کر، سجدہ کرنے والوں میں ہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تو موت سے ہمنار ہو جائے۔ (شرح السنہ)

○

ناصحا اوئے ناصحا! یہ تھی اور ہے میرے آقا روحی فداہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت .... طریقت الاسلام
طریقت الاناب
طریقت الانام

ہر مذہب کے لیے نافذ العمل
کوئی بھی اس کا منکر نہیں
طریقت اسے اپنا کر، اس پہ کاربند ہو کر، پابند ہو کر، رحمت بن کر، کل کائنات پہ چھائی۔

ان خصائل ہی کی بدولت دین کی تمکنت تھی، آن تھی، شان تھی، آواز تھی گویا ہر شے تھی۔

یہ خصائل انسان کا وہ زیور ہیں کہ انہیں پا کر زندگی ماسوا سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتی ہے۔

زندگی، زندگی کا نمونہ پا کر مطمئن ہوئی

پامال تھی، سرفراز ہوئی — مردہ تھی، زندہ ہوئی
افسردہ تھی، مسرور ہوئی — آوارہ تھی، گامزن ہوئی
سوبہ سو تھی، یکسو ہوئی — ڈانواڈول تھی، استوار ہوئی
کھسیانہ تھی، معزز ہوئی — ناتواں تھی، قوی ہوئی

رو رہی تھی، نمونہ پا کر رقص کرنے لگی
ساز بجانے لگی، راگ گانے لگی
میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ:

معتبر، مستند، فلاح دارین کا امین۔

یہ نمونہ ہر وقت تیرے پیش نظر رہے۔
سلک مروارید کا یہ ہار تیرے گلے میں ہمیشہ لٹکتا رہے۔
چمکتا رہے، دمکتا رہے، کبھی گرد آلود نہ ہو، کبھی ماند نہ پڑے۔
اسم اعظم کا نقش بھی کہیں تو بے جا نہیں۔ اس نقش کو حرز جاں بنا،

بے شک یہ تیری جان کا شاہ مہرہ ہے۔

یا حی یا قیوم

الحمد للحی القیوم فالله خیرالرازقین

والله ذوالفضل العظیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنیوالا اور مہربان ہے،

سُبحَانَ الخَالِقِ البَارِئِ سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ وَبِحَمدِهٖ

سُبحَانَ الخَالِقِ البَارِئِ سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ وَبِحَمدِهٖ

کتاب العمل بالسنة جلد چہارم صفحہ ۱۶۴

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

آمین

○

امروز سعید و مسعود و مبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

○

فیضانِ فیض

حضرت ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی

قدس سرہ العزیز

دربارِ مصطفویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خضریہ (علیہ السلام) علویہ (کرم اللہ وجہہ) سعیدیہ (رضی اللہ عنہ) اویسیہ (رضی اللہ عنہ) ہجویریہ (رضی اللہ عنہ) قادریہ (رضی اللہ عنہ)

صابریہ (رضی اللہ عنہ) قلندریہ (رضی اللہ عنہ) مجددیہ (رضی اللہ عنہ) غفوریہ (رضی اللہ عنہ) رحیمیہ (رضی اللہ عنہ) کریمیہ (رضی اللہ عنہ) امیریہ (رضی اللہ عنہ) برکتیہ (رضی اللہ عنہ)

المقام النّجاف الصّحاف المقبول المصطفین ⊙ کیمپ دارالاحسان سمندری روڈ فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحيم ما شاء الله لا قوة إلا بالله یا حی یا قیوم اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد
النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو
الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

قُل

عِشقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم

مَذهَبِی وَحُبُّه مِلَّتِی

وَطَاعَتُهٗ مَنزِلِی !

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا
مذہب، محبّت میری مِلّت اور اِتّباع میری منزل ہے

حضرت شیخ ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی
قدس سرہ العزیز

بسم الله الرحمن الرحيم ما شاء الله لا قوة الا بالله يا حي يا قيوم اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى آله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه يا حي يا قيوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّ اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

◎

یہ درود شریف اور استغفار حضرت خواجۂ خواجگان سیدنا **اویس قرنی** رضی اللہ عنہ
کا عمل اور اس سلسلۂ عالیہ کا موروثہ درود شریف ہے

دارُالاحسان کا ہر عقیدت مند اور طالب اس کی مداومت کو اپنے اوپر لازم قرار دے۔ حسب قوت اور گنجائش وقت اس کے پڑھنے کی تعداد خود ہی مقرر کر لیں۔ مثلاً ہر نماز کے بعد کم از کم گیارہ ۱۱ بار ضرور پڑھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد یا تہجد و فجر کے بعد کثرت سے پڑھیں مثلاً ایک سو ۱۰۰ بار، یا تین سو ۳۰۰ بار، یا پانسو ۵۰۰ بار یا اس سے بھی زیادہ بار۔ صرف ایک بات یاد رکھیں کہ جو تعداد ایک بار مقرر کریں، اُس پر مداومت رکھیں!

فرمانِ تاجدارِ دارالاحسانؒ

حضرت شیخ ابوانیس **محمد برکت علی** لودھیانوی

قدس سرہ العزیز

نثار آرٹ پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور